خانقاہی نظام

میاں مشتاق احمد عظیمی

خانقاہی نظام

(ترمیم شدہ ایڈیشن)

میاں مشتاق احمد عظیمی

ذخیرہ

مکتبہ عظیمیہ

اردو بازار لاہور ٥ فون: 7243541

Marfat.com

جملہ حقوق محفوظ ہیں

98176

نام کتاب: خانقاہی نظام

ناشر: مکتبہ عظیمیہ اردو بازار لاہور

کمپوزنگ: منور فیروز

مطبع: خادم پریس لاہور

قیمت: 100/- (ایک سو روپیہ صرف)

بار دوم: نومبر ۱۹۹۴ء

بار سوئم: مارچ ۱۹۹۶ء

بار چہارم: مئی ۱۹۹۸ء

بار پنجم: یکم فروری ۲۰۰۰ء

بار ہشتم: مارچ ۲۰۰۳ء

مکتبہ عظیمیہ اردو بازار لاہور

برائے رابطہ: ۱۵۸۔ مین بازار مزنگ لاہور فون: 7243541

Marfat.com

اِنتساب

مرشدِ کریم حضرت خواجہ شمس الدین عظیمی مدظلہ العالی

کے نام

جو میری شناخت ہیں

Marfat.com

ہم جب انسان کی تخلیق پر غور کرتے ہیں۔ تو یہ بات نظر آتی ہے کہ انسان ایک ایسی تخلیق ہے۔ جس میں اللہ تعالیٰ کے علم اور علیم ہونے کی دونوں صفات موجود ہیں۔ اس کا تذکرہ ہر آسمانی کتاب میں کیا گیا ہے۔ علم اور علیم کی صفات کی وجہ سے انسان جنات فرشتوں اور کائنات میں ممتاز ہے۔ علم اور علیم ہونے کی بنیاد پر انسان اپنے اندر دو طرزوں سے واقف ہے۔ ایک طرز فکر رحمانی طرز فکر اور دوسری طرز فکر شیطانی طرز فکر ہے۔ رحمانی اور شیطانی طرز فکر سے متعارف کرانے کے لئے انسانوں میں سے ہی ایسے انسان منتخب ہوتے رہے۔ جنہوں نے نوع انسانی کے اندر اچھائی اور برائی کا تصور منتقل کیا۔

کائنات کی ساخت، کائنات کی تخلیق کائنات کے پھیلاؤ اور ارض و سماوات کے نظام پر غور کیا جائے تو اس کی حیثیت بھی علم کے سوا کچھ نہیں ہے۔ ہم جب انسانی ارتقاء کا تذکرہ کرتے ہیں تو یہ ارتقاء بھی علم کی بنیاد پر قائم ہے۔ انسان کے اندر اگر علم اور علیم ہونے کی صفات نہ رہیں تو اس کی حیثیت حیوان کے علاوہ کچھ نہیں ہے۔

انسانی تاریخ بتاتی ہے کہ زمانے کے عروج و زوال کا تعین ہمیشہ علم کی بنیاد پر ہوا ہے۔ نوع انسانی میں جس طرح علوم پھیلتے رہے۔ ترقی ہوتی رہی۔ اور جن قوموں نے علوم کی اہمیت کو نہیں جانا وہ زوال پذیر ہوتی رہتی ہیں۔

علوم کی درجہ بندی سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ علوم دو طرح کے ہیں۔ عام انسانوں میں وسائل کے تحت منتقل ہونے والے علوم، اکتسابی علوم ہیں یہ علوم اسی وقت انسان سیکھتا ہے۔ جب وہ ان کو سیکھنا چاہئے۔ لیکن انسانی معاشرہ کسی نہ کسی حد تک اکتسابی علوم سکھا لیتا ہے۔ دلچسپی کے ساتھ ذوق و شوق ہو تو وہ علامہ، دانشور یا سائنس دان بن جاتا ہے۔

سائنس بھی ایک علم ہے اس علم میں بھی تخلیق اور تخریب دونوں پہلو موجود

Marfat.com

ہیں۔ علم کی تلاش کرنے والے کی سوچ اگر فکشن (FICTION) کی اساس پر قائم ہو تو ترقی تخریب بن جاتی ہے اور اس کا مشاہدہ آج کے دور میں کھلی آنکھوں سے ہو رہا ہے۔

موجودہ دور ترقی یافتہ دور کہلاتا ہے۔ بے شمار ایجادات نے انسانی زندگی کے لئے آرام و آسائش کی سہولیات مہیا کی ہیں۔ لیکن ہر شخص بے سکون ہے' پریشان بیمار ہے اور عدم تحفظ کے احساس میں بے زار' زندگی گذار رہا ہے۔ کتنی فکر انگیز بات ہے کہ آسائش و آرام کے وسائل مہیا ہونے کے باوجود ہر انسان اندر سے ٹوٹا ہوا اور بکھرا ہوا نظر آتا ہے۔ علم کا دوسرا رخ حضوری ہے جو براہ راست پیغمبرانہ طرز فکر ہے۔ حضوری علوم اس بات کی نشاندہی کرتے ہیں کہ مادہ (MATTER) سے بنا ہوا انسان مادی دنیا میں مادی وسائل کو استعمال کرنے کے لئے چند روز کے لئے بھیجا گیا ہے۔ انسان انجانی دنیا سے آتا ہے۔ مسافر کی طرح اس دنیا میں رہتا ہے اور انجانی دنیا میں چلا جاتا ہے۔ اس دنیا کو جب تک مسافر خانہ سمجھا جاتا ہے۔ دنیا کی ہر چیز اس کو آرام مہیا کرتی ہے اور اگر مادی حواس کی گرفت اتنی زیادہ ہو جائے کہ مادی دنیا کو مسافر خانہ نہ سمجھا جائے تو مادے کی بنی ہوئی ہر شے عذاب بن جاتی ہے۔ یہی ہر مذہب کا بنیادی فلسفہ ہے۔

یہی فلسفہ انبیاء کی طرز فکر کہلاتا ہے اور اسی فلسفہ الٰہی کو انبیاء کے بعد ان کے وارث اولیاء اللہ نے نوع انسانی تک پہنچانے کی جدوجہد اور کوشش کی ہے۔

علم حضوری کی درس و تدریس کا نظام جب تک قائم رہا۔ نوع انسانی سکون آشنا رہی اس کے اندر یقین کا پیٹرن (PATTREN) مضبوط اور مستحکم رہا اور جب علم حضوری کے درس و تدریس کی درس گاہیں اور خانقاہی نظام بڑے بڑے امراء اور سلاطین کی رخنہ اندازیوں سے کمزور پڑ گیا۔ نوع انسان کے اوپر غم اور خوف مسلط ہو گیا اور نوع انسانی اللہ کی دوستی سے محروم ہو گئی۔

چودھویں صدی میں اللہ نے پیغمبرانہ طرز فکر پر اس دنیا کے لئے سکون' عوام کے

Marfat.com

لئے حضرت قلندر بابا اولیاء کا انتخاب کیا۔ حضور قلندر بابا اولیاء نے اپنی رحمت سے اپنے مرید حضرت خواجہ شمس الدین عظیمی کو خانقاہی نظام کی از سر نو تعمیر و تدوین کا حکم دیا اور سعید شاگرد خوش بخت مرید قلندر بابا اولیاء کے منظورِ نظر حضرت خواجہ شمس الدین عظیمی نے اللہ کی دی ہوئی توفیق کے ساتھ اپنے مرشد کے مشن (خانقاہی نظام) کو قائم کرنے کے لئے تن من دھن کی بازی لگا دی شب و روز کی ان تھک محنت سے بیس سال کے عرصہ میں یہ نظام ساری دنیا میں قائم کر دیا آج یہ خانقاہی نظام مراقبہ ہال کے نام سے متعارف ہے اس وقت پاکستان، ہندوستان، برطانیہ، یورپ، افریقہ متحدہ عرب امارت اور امریکہ میں 43 خانقاہیں علم حضوری کی درس و تدریس میں شب و روز مصروف ہیں۔ ان خانقاہوں سے بلا تخصیص مذہب و ملت ہندو، عیسائی، مسلمان اور دوسرے مذاہب کے ماننے والے لوگ مستفید ہو رہے ہیں اور بے شمار لوگ صراط مستقیم پر گامزن ہو کر اللہ تعالیٰ کا عرفان حاصل کرنے میں مصروف ہیں۔

کاتب الحروف میاں مشتاق احمد عظیمی حضرت خواجہ شمس الدین عظیمی کا شاگرد مرید اور روحانی فرزند ہوں۔ میں بہت چھوٹا سا آدمی ہوں۔ مجھے اپنے اندر خلاء کے علاوہ کچھ نظر نہیں آتا۔ لیکن یہ حقیقت ہے کہ میں نے اپنے اندر خلا میں جب جھانکا تو وہاں مجھے ایک روشن نقطہ نظر آیا اور اس نقطہ کی گہرائی میں ہمیشہ ایک ہی تصویر ابھری اور یہ تصویر میرے مرشد کی ہے۔ مرشد کریم کی روشنیوں نے مجھے کچھ اس طرح بے چین اور بے قرار کیا ہوا ہے کہ یہ روشنیاں میرے رات اور دن پر محیط ہو گئیں ہیں۔ کوئی لمحہ ایسا نہیں گزرتا کہ مرشد کریم حضرت عظیمی صاحب کی روشنیاں میرے اوپر بارش کی طرح نہ برستی ہوں۔ مجھے اب زندگی کا مقصد اس کے علاوہ کچھ نظر نہیں آتا کہ میں بھی امام سلسلہ عالیہ عظیمیہ حضرت قلندر بابا اولیاء کے وارث جناب عظیمی صاحب کے منتخب روحانی راستوں پر چل کر اللہ کی مخلوق کی خدمت کروں اور بے سکون نوع انسانی کو سکون آشنا

Marfat.com

زندگی منتقل کر جاؤں۔

میں یہ جانتا ہوں کہ اگر علم حضوری کی درسگاہیں یعنی خانقاہی نظام جاری ہو جائے تو دنیا امن کا گہوارہ بن جائے گی۔ میں نے خانقاہی نظام سے متعارف کرانے کے لئے یہ کتاب مرتب کی ہے اس کتاب کی اشاعت سے مصلحتوں کی بنیاد پر خانقاہی نظام کے بارے میں جو غلط تصورات رائج کر دیئے گئے ہیں۔ انشاء اللہ وہ ختم ہو جائیں گے اور خانقاہی نظام کے بارے میں علم دوست حضرات کو آگاہی حاصل ہو گی اس نظام کے فیوض و برکات سے مستفیض ہو سکیں گے۔

میری دعا ہے کہ اللہ تعالٰی میری اس کوشش کو قبول فرمائے اور اس فقیر کو بارگاہ رسالت میں سرخروئی نصیب ہو۔ آمین یا رب العالمین

میاں مشتاق احمد عظیمی

روحانی فرزند

حضرت خواجہ شمس الدین

مراقبہ ہال جامعہ عظیمیہ' آہلو روڈ' کاہنہ نو' لاہور

Marfat.com

فہرست مضامین

مضامین	صفحہ نمبر
باب اوّل	
ابتدائیہ	17
خانقاہی نظام کیا ہے	22
خانقاہی نظام کی اہمیت	23
اللہ تعالیٰ کا فرشتوں سے خطاب	25
فرشتوں کا عرض	25
آدم کا تعارف	26
فرشتوں کی عاجزی	26
آدم کا اظہار علوم	26
آدم کی فرشتوں پر برتری	26
آدمؑ جنت اور ابلیس	27
آدم کا جنت سے اخراج	27
اعتراف گناہ	27
زمین کی مادی زندگی	28
پیغمبر اور پیام ربانی	28
پیغمبروں کا نظام تعلیم	29
دنیا کے قدیم مذاہب اور مشاہدات	29
خیال اور مذہب مظاہر پرستی	30
عقل انسانی کے دو رُخ	31
عقل اور مذہب	32
مذاہب عالم	32
انسانی شعور کا ارتقاء	32
انسان روشنیوں کا مرکب	32
رُوحانیت کی تلاش	33
ختم المرسلین ﷺ کی آمد	33
نبی اکرم ﷺ کی حیات طیبہ	34
حضورؐ پر پہلی وحی	35
دربار رسالتؐ	35
آغاز تبلیغ اور ہجرت	35
اصحاب صفہ	36
تبلیغ میں ابتدائی مصائب	37
حکم نماز	37
فاطمہ الزہرہؓ کی حضورؐ سے درخواست	38

Marfat.com

اصحاب صفہ کی تربیت	38
پہلا غزوہ	38
فقر و غنا	39
روحانی تربیت	39
ذات باری سے ربط	40
عالم بالا اور نیک ارواح	40
اولیاء کرامؒ	40
نئی ریاستیں اور روحانی مسائل	41
شہادت خلفاء راشدین	41
شہادت اہل بیت	42
مادہ پرستی	42
وارث علم الہیہ	43
اولیاء کرام پیغمبری مشن	44
روحانی علوم	45
حضرت عیسیٰ اور ان کے حواری	45
علم الکتاب	46
اسلام پر انحطاطی کیفیت	46
پیدائش غوث اعظمؒ	46
غوث اعظمؒ کے خلفاء	46
پیران طریقت کا انداز تبلیغ	47
باب دوم	
مرشد کامل	49
آداب مرید	49
لطائف	50
لطائف نفی اثبات	53
لطائف ستہ کی مشق	57
لطیفہ نفسی	57
لیفہ قلبی	58
لطیفہ روحی	59
لطیفہ سری	60
لطیفہ خفی	61
لطیفہ اخفیٰ	62
دائرہ امکان	63
ولایت صغریٰ و کبریٰ	64
طرز فکر یا نسبت	65
قانون	66

Marfat.com

لوح محفوظ	69
طرز فکر	69
تکوینی حضرات	72
واقعہ امام غزالیؒ	75
روح کیا ہے	78
نظر کا قانون	83
فقیر کی خصوصیات	90
فقیر اور بزرگان دین	91
قلندر کا مقام	92
ابدال اور قطب	92
اقسام و درجات اولیاء اللہ	94
قطب	94
قطب ارشاد	94
قطب مدار	94
قلندر	94
ملامتی	95
خضر وقت	95
غوث	95
ابدال	95
اوتاد	95
صوفی ابوالوقت	96
صوفی ابن الوقت	96
عارف	96
ولی	97
اہل تفرید	97
باب سوم	
دعا کی فضیلت	98
دعا مانگنے کے آداب	99
دعا کی قبولیت کا وقت	100
وہ مقامات جہاں دعا قبول ہوتی ہے	102
صلوٰۃ کا مفہوم	103
اسوۂ حسنہ	106
تفکر	111
ظاہر اور باطن	118
اولیاء اللہ کی طرز فکر	122
شک	128

Marfat.com

خودآ گاہی	132
باب چھارم	
وظائف' اذکار و مراقبات	135
اول ذکر زوال	135
دوسرے ذکر کمال	135
تیسرے ذکر کمال	135
چوتھے ذکر احوال	136
افضل الذکر	136
نفی اثبات	137
چہار مقام اور چار کلمے	138
اول کلمہ شریعت	138
دوم کلمہ طریقت	138
سوم کلمہ حقیقت	139
چہارم کلمہ معرفت	139
فنا فی الشیخ	139
کشف القبور	141
نبی کریم ﷺ کی زیارت	142
زیارت قبور اور فیوض و برکات	143
اہل قبور سے رابطہ	144
فیض حاصل کرنے کا طریقہ	145
مراقبات	147
مراقبہ کی تعریف	151
مراقبہ کے فوائد	152
مراقبہ کی اقسام	152
مراقبہ کرنے کے آداب	153
مراقبہ کے بہترین اوقات	154
مراقبہ کس طرح کیا جائے	154
سانس کی مشق	155
خیالات میں کشمکش	157
تصور شیخ	158
روشنی کا مراقبہ	161
نیلی روشنیوں کا مراقبہ	166
مرتبہ احسان کا مراقبہ	167
مراقبہ سے علاج	167
نیلی روشنیوں کا مراقبہ	167
زرد روشنیوں کا مراقبہ	167

Marfat.com

نارنجی روشنیوں کا مراقبہ	168
سبز روشنیوں کا مراقبہ	168
سرخ روشنیوں کا مراقبہ	168
جامنی روشنیوں کا مراقبہ	168
گلابی روشنیوں کا مراقبہ	168
باب پنجم	
مشہور سلاسل	169
سلسلہ عالیہ نقشبندیہ	171
شجرہ عالیہ مبارک	171
حضرت شیخ احمد مجدد الف ثانیؒ	177
حضرت مجدد الف ثانی کا بچپن	178
حضرت مجدد الف ثانی کی تعلیم تدریس	179
حضرت مجدد الف ثانی کی شادی	180
خرقہ خلافت	181
شجرہ چشتیہ	181
حضرت باقی باللہؒ سے ملاقات	182
فلسفہ وحدت الوجود	182
حضرت مجدد الف ثانی کے اجتہادی کارنامے	184
امام ابوحنیفہ کی تقلید	184
اکبر بادشاہ کا دین الٰہی	184
حضرت مجدد الف ثانی کا وصال	185
اقوال اور ارشادات	185
ختم شریف سلسلہ عالیہ نقشبندیہ	187
باب ششم	
سلسلہ عالیہ چشتیہ	189
شجرہ عالیہ مبارک	189
محبوب الٰہی حضرت نظام الدین اولیاء	194
ولادت باسعادت	194
شیخ فرید کی خدمت میں حاضری اور نوازش	198
شیخ فرید کا وصال	199
دلی میں سلسلہ رشد و ہدایت	200
حضرت محبوب الٰہی کے مرید و خلفائے کرام	201
حضرت امیر خسرو سے والہانہ لگاؤ	202
سلطان قطب الدین کی مخالفت اور انجام	203
قرب سفر آخرت	205
اقوال وارشادات	206

Marfat.com

ختم شریف سلسلہ عالیہ چشتیہ	207
باب ہفتم	
سلسلہ عالیہ قادریہ	208
شجرہ عالیہ قادریہ مبارک	208
پیران پیر سید عبدالقادر جیلانیؒ	213
حضرت جنید بغدادیؒ کا مراقبہ	214
حالات زندگی	215
شیخ حماد سے ملاقات	216
شیخ کی کیفیات	220
شیخ کی تقاریر	222
شیخ کا وصال	229
اقوال وارشادات	230
ختم شریف سلسلہ عالیہ قادریہ غوثیہ	231
باب ہشتم	
سلسلہ عالیہ سہروردیہ	234
شجرہ مبارک	234
حضرت ابوالفیض قلندر علی سہروردی	238
بچپن	238

دینی تعلیم	239
روحانی تعلیم	239
لاہور میں آمد	240
وصال	241
تصوف اور کتاب سنت	241
قرون اولیٰ کے بزرگان	242
شریعت کی اساس	244
تصوف کی حقیقت	245
طریقت کا حصول	246
احکام شریعت	248
شیخ کامل کا انتخاب	250
روح طریقت	252
ختم شریف سلسلہ عالیہ سہروردیہ	253
باب نہم	
سلسلہ عالیہ عظیمیہ	255
دور حاضر میں خانقاہی نظام	255
سلسلہ عظیمیہ کی بنیاد	255
سلسلہ عظیمیہ کا تعارف	256
سائنسی دور	256

Marfat.com

سلسلہ عظیمیہ کا جدید طرز تعلیم	257
عارف باللہ اور فیضان حق	258
دربار فقر	258
شان قلندر	258
قلندر بابا اولیاء اور خانقاہی نظام	259
علم حضوری، علم حصولی	259
حضرت حسن اُخریٰ سید محمد عظیم برخیاؒ	260
شاہ عبداللطیف بھٹائی	267
حضرت خواجہ غریب نواز اور بوعلی قلندر	268
لوح محفوظ کا قانون	270
تصرف	270
قانون	274
کشش کا قانون	275
قواعد وضوابط	284
اسباق سلسلہ عظیمیہ	287
باب دھم	
حضرت خواجہ شمس الدین عظیمی مدظلہ العالی	288
بچپن کے حالات	290
تقسیم پاکستان کے وقت	291
کراچی آمد	292
باطنی نظر	292
مرشد کامل کی تلاش	293
قلندر بابا اولیاءؒ سے ملاقات	294
خانوادہ سلسلہ	303
روحانی ورثہ	303
شادی اور صلبی اولاد	303
مراقبہ ہال	304
روحانی علاج اور اخبارات	305
روحانی ڈائجسٹ کراچی	306
مرشد کریم کی تصنیفات	306
استغناء	307
کائناتی قلم	308
ظرف اور مقدر	309
سات چور	310
آسمان سے نوٹ گرا	311
ساٹھ روپیہ	312
گاؤں میں مرغ پلاؤ	313
مچھلی مل جائے گی	314

Marfat.com

یارانِ طریقت

ترمیم و اضافہ شدہ

وہ کاروانِ حقیقت ہے جس کو اللہ نے اپنا دوست کہا ہے

میاں مشتاق احمد عظیمی روحانی فرزند حضرت خواجہ شمس الدین عظیمی مدظلہ العالی

نے اس کتاب میں اولیاء اللہ کی کرامات لکھ کر اپنے مرشدِ کریم کے

الفاظ میں کرامات کی تشریح اور سائنسی توجیہہ کی ہے۔

یارانِ طریقت، کتابوں کی دنیا میں روحانیت کے موضوع پر بلاشبہ ایک بھرپور کتاب ہے

مکتبہ عظیمیہ
اردو بازار لاہور
فون: ۷۲۴۳۵۴۱

Marfat.com

اللہ کے دوست

خواجہ شمس الدین عظیمی

کا

روحانی ڈائجسٹ

اِس رسالے میں ہر ماہ آپ کے مسائل کا حل اور لاعلاج بیماریوں کا علاج
جادو سِفلی سے محفوظ رہنے کے لئے عملیات بتائے جاتے ہیں۔
پُرسکون زندگی گزارنے کے لئے

روحانی ڈائجسٹ پڑھیے

خواتین اور نونہالوں کے لئے صفحات مخصوص ہیں۔
روحانی ڈائجسٹ میں ٹیلی پیتھی، روحانیات، پیراسائیکلوجی اورماورائی کہانیاں شائع ہوتی ہیں۔
طالبات اور طلباء کے روشن مستقبل کے لئے مشورے دیئے جاتے ہیں۔

اس مجلہ کا شمارہ ہر بک اسٹال پر دستیاب ہے

Marfat.com

باب اول

ابتدائیہ

پہلے پہل جب نہ یہ کائنات تھی' نہ زمین و آسمان' نہ شمس و قمر' نہ عالم نجوم' نہ نظام شمسی' نہ نظام فلکی' نہ جن و انس' نہ ملائک' نہ شجر و حجر' نہ چرند پرند' غرض کہ موجود دور کے انسان کے فہم و ادراک میں جو کچھ بھی آ سکتا ہے اور وہ بھی جو ابھی تک اس کے ذہن کی رسائی سے دور ہے کچھ بھی نہ تھا۔ صرف ایک ہی ذات تھی ایک ہی نور تھا۔ اللہ جلہ شانہ ہو کا نور تھا بس ایک ہی ذات مبارکہ تھی خدائے بزرگ و برتر کی ذات مبارکہ۔ ظاہر میں بھی وہی تھا باطن میں بھی وہی تھا۔ مشرق و مغرب شمال و جنوب اوپر نیچے' آگے پیچھے اس کائنات کے ہر پرت میں وہی تھا۔ پھر یوں ہوا کہ اس نے کچھ سوچا اور پھر اپنی قدرت کاملہ سے تکمیل کی ابتداء کی۔ اس نے کہا "ہو جا" اور یہ سارا کارخانہ یہ سب کچھ وجود میں آ گیا مگر اس نے خود کو چھپا لیا۔ یہ ساری کائنات سامنے آ گئی وہ خود چھپ گیا۔ اس کو یوں بھی کہا جا سکتا ہے۔ جیسے ایک تصویر کے دو رخ ہوتے ہیں ایک وہ رخ جس پر نقوش ہوتے ہیں اور دوسرا وہ رخ جہاں نقوش نہیں ہوتے بلکہ وہ رخ بالکل سفید ہوتا ہے۔ تھوڑا اور گہرائی میں جائیں تو معلوم ہو گا کہ جس کاغذ پر تصویر بنائی گئی ہے۔ اصل میں اس کے دونوں رخ ہی سفید تھے۔ لیکن پھر ایک طرف تصویر کے نقش اجاگر ہو گئے اور دوسری طرف سفید ہی رہی اسے ہم یوں بھی کہہ سکتے ہیں کہ پہلے اللہ جل شانہ ظاہر تھا اور یہ ساری کائنات باطن میں تھی یعنی چھپی ہوئی تھی۔ پھر یہ کائنات ظاہر ہو گئی اور خدائے لم یزل باطن میں آ گیا۔ یوں ہمارے سامنے دو رخوں کا تصور آیا۔ ایک ظاہر دوسرا باطن۔

پھر رب کائنات نے انسان کو تخلیق کیا۔ اسے جنت دکھائی اور بعد میں جنت سے نکال

Marfat.com

کر دنیا میں لا پھینکا۔ مقصد یہی تھا کہ ظاہر کی دنیا میں رہو مگر چھپے ہوئے کی تلاش کرو اور جب تم مجھے ڈھونڈ لو گے تو انعام میں اسی جنت کے حقدار ٹھہرو گے جہاں سے نکالے گئے ہو۔ پھر رب العزت نے اپنے بندوں کو اپنی مرضی۔۔۔ اپنی خواہش بتانے کے لئے۔ کچھ مخصوص ہستیوں کو پیدا فرمایا ہر ہستی اپنے اپنے وقت پر اپنے اپنے انداز میں انسانوں کو خدا کا پیغام پہنچاتی رہی۔ انہیں سیدھی راہ خدائے بزرگ و برتر کی پسندیدہ راہ کی پہچان کراتی رہی۔ انہیں بتاتی رہی کہ لوگو! خالق کائنات نے تمہیں اس لئے پیدا کیا ہے کہ تم اس کی تلاش کرو۔ تمہیں اسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔ اب یہ تمہارے اختیار میں ہے کہ تم اسے خود ڈھونڈنے میں کامیاب ہوتے ہو یا ناکام رہتے ہو۔ رب کائنات کی بنائی ہوئی اس دنیا کی بھول بھلیوں میں خود کو گم کر بیٹھے ہو یا اس کی آلودگی سے اپنا دامن بچا کر ازلی خوشیوں کی طرف بڑھتے ہو۔ دنیا کی چند روزہ خوشیوں کو اپنے لئے کافی جانتے ہو یا دائمی خوشیوں سے اپنا دامن بھرنا چاہتے ہو۔ تمام پیغمبر۔۔۔ یہی پیغام لے کر آئے انہوں نے انسان کو یہی بتایا کہ ظاہر جو کچھ بھی ہے یہ چند روزہ ہے اسے ختم ہو جانا ہے۔ لیکن باطن باقی رہے گا۔ ہمیشہ باقی رہے گا۔ ہر پیغمبر نے انسانوں کو باطن کی طرف بلایا۔ ظاہر سے ڈرایا۔ باطن کا اقرار کیا۔ ظاہر کی نفی کی۔ پیغمبر آتے رہے اپنے اپنے وقت میں اپنے اپنے انداز میں انسانوں کو تعلیم دیتے رہے یوں انسان کے فہم و ادراک میں آہستہ آہستہ پختگی آتی گئی۔ شعوری طور پر وہ مضبوط ہوتا چلا گیا۔ لمحہ لمحہ اس کی تربیت ہوتی رہی اور پھر وہ وقت بھی آ گیا کہ جب رب کائنات نے اپنے محبوبؐ کو اپنے پیارے رسولؐ کو مبعوث فرمایا تو اس وقت انسان شعوری طور پر اتنا مضبوط ہو چکا تھا۔ ذہنی طور پر اتنا بالغ ہو چکا تھا کہ اس کے سامنے تخلیق کائنات کا اصل اور مکمل مقصد ظاہر کیا جا سکے۔ اب انسان کے سامنے مکمل ضابطہ حیات تھا ایک مینارہ نور تھا۔ ایک منبع رشد و ہدایت تھا تاکہ انسان پر حجت پوری کی جا سکے۔ مگر وہاں بھی کوئی نئی بات نہیں بتائی گئی۔ کوئی نیا تصور نہیں دیا گیا بات وہی پرانی تھی تصور بھی وہی پرانا تھا فرق

Marfat.com

صرف یہ تھا کہ پہلے وہی بات مختصر تھی۔ ٹکڑوں میں تھی مگر اب وہی بات تفصیل کے ساتھ مکمل تھی ۔۔۔۔ اب اپنی تمام تر جزیات کے ساتھ اس ہستی نے پیش کی جس نے خود اپنی دنیاوی زندگی کا ایک ایک لمحہ اسی بات۔ اسی مقصد پر مکمل عمل کر کے دکھایا۔ اس مبارک ہستی نے انسانوں کو سب سے پہلا سبق یہ دیا کہ آؤ اقرار کرو کہ نہیں ہے کوئی سوائے اللہ کے اور دوسرا یہ دیا کہ "محمد" اللہ کے رسول ہیں اب اگر ہم اس سبق کے پہلے حصے کو سمجھنے کی کوشش کریں تو بات پھر وہیں جا پہنچے گی۔ سب سے پہلے ہمیں نفی کرنی ہے۔ ہر چیز کی سوائے اللہ کے اور اللہ تبارک وتعالیٰ نور ہے اور چھپا ہوا ہے۔ بالفاظ دیگر یہ کہ ہم ظاہر کی ہر چیز کی نفی کریں اور باطن کا اقرار کریں۔ دوسرا سبق یہ ہے ظاہر کا اقرار بھی کیا جائے مگر صرف رسول کی حد تک وہ بھی صرف اس وجہ سے کہ وہ نور کا فرستادہ ہے۔ اس نے ہمیں۔۔۔ ہم انسانوں کو حقیقت سے آشنائی دی۔ اس نے ہمیں مقصد زندگی سے روشناس کرایا ہے اسی نے ہمیں خدائے بزرگ و برتر کی ذات۔ اس کی طاقت۔ اس کی حکمت' اس کی عظمت' اس کی رفعت سے آگاہ کیا ہے۔

اس نے ہمیں سکون اور امن و آشتی کے مفہوم سے روشناس کرایا۔ اسی نے ہمیں وہ طریقے بتائے جن پر عمل کر کے انسان چھپے ہوئے اس نور کو پا سکتا ہے جو منبع کائنات ہے۔ خالق کائنات ہے۔ خالق مخلوقات ہے۔ ہماری اس تمام گفتگو کا حاصل یہی ہے کہ ظاہر کا انکار کیا جائے اور باطن کا اقرار کیا جائے۔ یعنی جو سامنے نظر آتا ہے وہ کچھ بھی نہیں سب فنا ہونے والا ہے۔ لیکن اس کے پس پردہ جو کچھ بھی ہے وہی اصل ہے اسی کو تلاش کرو کہ یہی آنکھ مچولی کا کھیل اس کا پسندیدہ کھیل ہے۔

اب آیئے خود حضرت انسان کی طرف خود اس کا اپنا وجود کیا ہے۔ گوشت پوست اور ہڈیوں وغیرہ سے بنا ہوا یہ وجود صرف ایک دھوکہ ہے اصل اس کی مٹی ہے۔ کیا آپ نے کبھی سوچا کہ مٹی کے ڈھیر اور انسانی جسم کی آپس میں کوئی مماثلت ہے۔ ظاہر میں کوئی

Marfat.com

مائلت نظر نہیں آتی مگر جب اسی انسانی جسم کو مٹی میں دبا دیں تو کچھ ہی عرصے میں دونوں میں کوئی فرق ہی نہیں رہے گا۔ یہی انسانی جسم کی اصل ہے مگر نہیں اصل یہ بھی نہیں ہے تو پھر ذہن پر زور ڈالیں تھوڑا سا سوچیں تو معلوم یہ ہو گا کہ انسانی جسم اور مٹی کے ڈھیر میں صرف اس چیز کا فرق ہے جسے روح کہا جاتا ہے۔ جب روح کو علیحدہ کر دیا جائے تو مٹی اور انسانی جسم میں کوئی فرق نہیں رہ جاتا۔ اس انسانی جسم میں جس میں روح موجود ہے ہر دکھ تکلیف خوشی غمی کا احساس موجود ہے اسے بھوک بھی لگتی ہے وہ چلتا پھرتا ہے دیکھتا ہے سنتا ہے باتیں کرتا ہے اچھا برا سب سوچ سکتا ہے لیکن جیسے ہی روح جسم سے علیحدہ ہوتی ہے یہ تمام خصوصیات بھی اس انسانی جسم کا ساتھ چھوڑ دیتی ہیں تو اہمیت حاصل ہوتی ہے رُوح کو' لیکن کیا مزے کی بات ہے کہ جسم ظاہر کو تو سب دیکھتے ہیں لیکن روح کو جو کہ اس جسم میں موجود ہے کوئی نہیں دیکھ سکتا۔ نہ اس کے آنے کی خبر ہوئی ہے اور نہ ہی کوئی آج تک اسے جاتے ہوئے دیکھ سکا ہے یعنی خود انسان بھی ظاہر (جسم) اور باطن یعنی روح کے مجموعہ کا نام ہے جس میں ظاہر فنا ہونے والا ہے اور باطن باقی رہنے والا۔

لفظ "کن" سے ظاہر و باطن یا یوں کہہ لیں کہ آنکھ مچولی کے اس کھیل کی ابتداء ہوئی تھی اور نہ جانے یہ کھیل کب تک جاری رہے گا۔ ہم سب اس کائنات کا ہر فرد اس کھیل میں شامل ہے۔ جس طرح ہماری ظاہری دنیا میں بچے آنکھ مچولی کھیلتے ہیں چھپنے والے بچے ڈھونڈنے والے بچے کی رسائی میں ہوتے ہیں مگر چھپے ہوئے ہوتے ہیں جس طرح ڈھونڈنے والا بچہ اپنے ذہن کو دوڑاتا ہے اپنی سمجھ کے مطابق مختلف جگہوں کو کھنگالتا ہے اپنے چاروں طرف سے ہوشیار رہتا ہے کہ اگر چھپنے والے بچے نے خود اسے پکڑ لیا تو وہ چور بن جائے گا۔ بالکل اسی طرح ظاہر و باطن کی آنکھ مچولی کا یہ کھیل بھی ازل سے چلا آرہا ہے۔ وہ ذات مقدس وہ ہستی جو اس ساری کائنات کا خالق و مالک ہے ہمارے ذہنوں کی رسائی میں ہے۔ وہ ہماری شہہ رگ سے بھی قریب ہے مگر چھپی ہوئی ہے۔ اسے ڈھونڈنا ہے سو بالکل

Marfat.com

بچوں کے کھیل کی طرح ہمیں اپنے اپنے طریقے سے اسے ڈھونڈنا ہے۔ ہمیں بھی چاروں طرف سے ہوشیار رہنا ہے۔ ظاہر کی جھوٹی خوبصورتیوں سے ہوشیار رہنا ہے دنیا کے مکرو فریب 'لالچ' حرص و طمع دولت عزت شہرت ناطے ہر چیز سے اپنے دامن کو بچانا ہے تاکہ ہم خود اسے تلاش کر سکیں۔ اگر ہم ان چیزوں میں الجھ گئے اور اس نے خود ہمیں پکڑ لیا تو ہم چور بن جائیں گے۔ ہم ہار جائیں گے اور ہارے ہوئے کھلاڑی کے ساتھ ہم خود کیا حشر کرتے ہیں یہ کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں اگر آپ کسی پہلوان کی دس بیس سال چالیس سال خدمت کریں۔ اسے ہر چیز مہیا کریں کھانے پینے کو دیں اسے ہر طرح سے خوش اور راضی رکھنے کی کوشش کریں تو پھر جب اتنی خدمت کے بعد اسے اکھاڑے میں اتاریں اور وہ ہار جائے تو آپ خود سوچیں آپ کا دل کیا چاہئے گا۔ کیا آپ اپنی اس ساری خدمت گزاری ان تمام اخراجات وغیرہ بھول جائیں گے یا اس کے روئیں روئیں سے ان تمام چیزوں کا حساب لیں گے۔ بالکل اسی طرح خالق کائنات اپنی پیدا کی ہوئی اس انسانی مخلوق کی خدمت کر رہا ہے اس کے لئے اس نے انواع اقسام کے پھل پیدا کئے اس کی خوراک کے لئے سبزیاں جانور چرند پرند پیدا کئے اس کی دل بستگی کے لئے حسین نظارے پیدا کئے صبح و شام' دن رات' سورج چاند ستارے کہکشاں --- بارش ہوا پانی آگ غرض ہر چیز انسان کی ضرورت کو پورا کرنے کے لئے پیدا کی پھر یہ کہ کوئی احسان بھی نہیں جتایا۔ انسان کی زیادتیوں کے باوجود اس نے انسان کی خدمت کی اور کر رہا ہے۔ انسان کی ہر خواہش کو پورا کر رہا ہے۔ لیکن بدلے میں وہ صرف ایک چیز چاہتا ہے۔ صرف یہ کہ "مجھے ڈھونڈو" لیکن دیکھئے کہ اس میں بھی اس ارحم الراحمین نے کتنی آسانی پیدا کر دی کہ وہ خود کہتا ہے کہ تم میری طرف ایک قدم بڑھاؤ میں تمہاری طرف دو قدم بڑھاؤں گا۔ لیکن مسئلہ یہی ہے کہ اس کی طرف قدم کون بڑھائے اور دوسرا سب سے بڑا مسئلہ یہ ہے کہ قدم کس سمت بڑھایا جائے۔

Marfat.com

خانقاہی نظام کیا ہے؟

خدائے بزرگ و برتر نے جب اس کھیل کی ابتداء کی تھی اور آدم کو تخلیق کیا تھا تو اس وقت آدم کو کچھ تعلیم بھی دی تھی۔ پھر جب آدم کو زمین پر بھیجا گیا تو اس وقت بھی خالق ارض و سما نے آدم کو کچھ تعلیم دی تھی اب سوچنے کی بات یہ ہے کہ تعلیم دو مختلف موقعوں پر دی گئی۔ پہلی تعلیم اس وقت دی گئی جب جنت میں بھیجا گیا اور دوسری تعلیم کی جس کی جنت میں جانے کے لئے ضرورت ہے اور دوسری وہ تعلیم دنیا میں رہنے کے لئے ہے تعلیم کے لئے دونوں مدارج تعلیم کے یہ دونوں حصے جو ازل سے وجود میں آگئے ظاہری اور باطنی تعلیم کہلائے جاسکتے ہیں کیونکہ تعلیم کا ایک حصہ وہ ہے جس میں کامیابی پر انعام ملے گا۔ جس کا تعلق چھپی ہوئی باطنی تعلیم ہے اور دوسرا حصہ وہ ہے جس کا ساتھ صرف چند روزہ ہے اور دنیا میں رہنے کے لئے ضروری ہے پھر جوں جوں اولاد آدم بڑھتی گئی ضروریات بڑھتی گئیں فہم و ادراک بڑھتا گیا۔ اللہ تبارک و تعالیٰ اپنی مخلوق پر مہربانی فرماتے رہے اپنی مخلوق کو ظاہری اور باطنی دونوں طرح کی تعلیم دینے کے لئے خاص نمائندے بھیجتے رہے تعلیم دینے کا یہ سلسلہ چلتا رہا۔ یوں تعلیم دینے کے لئے مختلف مراکز قائم ہوئے۔ شروع شروع میں ان مراکز میں ظاہری اور باطنی دونوں طرح کی تعلیم دی جاتی تھی پھر یہ دونوں شعبے الگ کر دیئے گئے اور ان میں یہاں تک علیحدگی ہو گئی کہ دونوں نے اپنے اپنے مراکز الگ الگ قائم کر لئے اور آج تک یہ سلسلہ یوں ہی چلا آرہا ہے۔ ظاہری تعلیم کے ان مراکز کی کئی شاخیں وجود میں آگئیں۔ کوئی مذہبی درسگاہ کہلائی' کوئی طبی درسگاہ کوئی فنی درسگاہ کہلائی' کوئی قانونی درسگاہ کہلائی۔ غرض کہ زندگی کے ہر شعبے اور دنیا کے ہر گوشے کی درسگاہیں وجود میں آگئیں۔ اس کے برعکس باطنی تعلیم کے مراکز کے پاس صرف ایک ہی

98176

Marfat.com

نصاب رہا اور وہی نصاب آج بھی چلا آ رہا ہے۔ یہ الگ بات ہے کہ باطنی تعلیم کے ان مراکز کے نام کبھی کبھی تبدیل ہوتے رہے لیکن ان کا مقصد تعلیم اور ان کا مسمائے مقصود ایک ہی رہا۔ کبھی انہیں باطنی تعلیم کے مراکز کہا گیا کبھی روحانی تعلیم کے مراکز کہا گیا۔ کبھی ان درسگاہوں کو نظام تصوف کہا گیا اور کبھی ان درسگاہوں کو نظام خانقاہی کا نام دیا گیا اور یہی نظام خانقاہی اور اس کا نصاب ہمارا موضوع گفتگو ہے۔

دراصل ان درسگاہوں میں جو کچھ پڑھایا اور سکھایا جاتا ہے اس کا تعلق خالصتاً روح سے ہے اور روح سے تعلق ہونے کی وجہ سے ہی اس نظام کو یا اس نظام تعلیم کو روحانی نظام یا باطنی نظام کہا جاتا ہے جو کہ اس نظام کا صحیح اور اصل نام کہا جا سکتا ہے۔ باقی رہا سوال نظام تصوف یا نظام خانقاہی جیسے ناموں کا تو بنیاد بھی یہی ہے چونکہ ان درسگاہوں میں تعلیم حاصل کرنے والوں کو صوفی کہا جاتا ہے اور لفظ تصوف کی تشریح ہی یہ ہے۔

ت۔ توبہ ' خلوص دل کے ساتھ دنیا کی ہر برائی سے توبہ

ص۔ صفائی قلب ' دنیا کی کوئی آلودگی اس سے چمٹی نہ رہے

و۔ وعدہ ' خالق کائنات کے ساتھ اس کی رضا پر راضی رہنے کا وعدہ

ف۔ فنافی اللہ ' اپنی ہستی کو خدائے واحد کی ذات بابرکات میں گم کردے

خانقاہی نظام کی اہمیت

اور جب کوئی دنیادار اس درسگاہ میں داخل ہوتا ہے تو وہ اپنے پچھلے تمام اعمال سے توبہ کر کے صوفی کا لقب حاصل کر لیتا ہے۔ اسی لئے اس نظام کو نظام تصوف بھی کہا گیا۔ رہی بات یہ کہ اس نظام کو نظام خانقاہی کیوں کہا جاتا ہے تو اصل میں یہ نام اس لئے دیا گیا کہ جب حضور اکرم ہادی برحق احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰؐ اس دنیا سے پردہ فرما گئے اور ان کے بعد تبلیغ دین کا فریضہ صحابہ اکرام تابعینؒ اور تبع تابعینؒ سے ہوتا ہوا آئمہ مجتہدین تک آیا تو شکل کچھ

Marfat.com

ایسے بن چکی تھی کہ وہ صحابہ اکرام تابعینؒ یا تبع تابعینؒ جو اپنے اپنے وقت میں دنیا کے مختلف علاقوں میں تبلیغ کی غرض سے تشریف لے گئے تھے اور وہاں انہوں نے خاطر خواہ کامیابی بھی حاصل کی تھی جب دنیا سے رخصت ہوئے تو ان کے عقیدت مندوں اور پیروکاروں نے عقیدتاً اسی چار دیواری کے اندر دفن کیا جہاں وہ بھٹکے ہوئے انسانوں کو سیدھی راہ دکھاتے رہے۔ ان صحابیؓ یا ان بزرگ کی وفات کے بعد بھی ان کے شاگردوں نے ہدایت و تعلیم کا یہ سلسلہ اسی طرح جاری رکھا اور تب سے اس نظام کا نام نظام خانقاہی ہو گیا لیکن نام بدل جانے اس کے نصاب میں کوئی فرق نہیں آیا۔ نصاب وہی رہا۔۔۔ منتہائے مقصود وہی رہا جو ازل سے چلا آ رہا تھا کچھ کالی بھیڑوں نے۔۔۔ کچھ زمانہ ساز لوگوں نے یقیناً اس نام اور اس نصاب کی آڑ میں دنیاداری کے دھندے چلائے اور آج بھی کچھ ایسے لوگ موجود ہیں (خدائے بزرگ و برتر انہیں نیک ہدایت دے کہ وہی دلوں کو پھیرنے والا ہے) جن کی وجہ سے چند لوگ اس نظام کی مخالفت کرتے ہیں لیکن حقیقت یہ ہے کہ یہی نظام روحانیت' یہی نظام تصوف' یہی نظام باطن' یہی نظام خانقاہی انسان کی سب سے بڑی اور ازلی ضرورت ہے۔ اس نظام کے تحت پڑھایا جانے والا نصاب ہی روح قرآن ہے۔۔۔ اس نصاب کی ابتداہی اصل ایمان ہے۔۔۔ اس نصاب کی انتہاہی دراصل مقصد تخلیق کائنات ہے کہ یہی نصاب انسان کو خدا تک لے جاتا بلکہ انسان کو خدا سے ملا دیتا ہے۔

علم ظاہری کی ایک شاخ "مذہبی تعلیم" یقیناً انسان کے لئے ضروری ہے مگر ظاہری علم انسان کو یہ تو ضرور بتاتا ہے "اللہ اکبر" کے معنی ہیں اللہ بہت بڑا ہے۔ آسمان پر چمکنے والے ستارے تو ہر شخص دیکھتا ہے نقطوں کی مانند نظر آتے ہیں لیکن کس ستارے کا زمین سے کتنا فاصلہ ہے اور خود اس کی اپنی جسامت کتنی بڑی ہے یہ تو کوئی ماہر فلکیات ہی دوربین سے دیکھ کر بتا سکتا ہے۔ بالکل اسی طرح ظاہری تعلیم یہ تو بتاتی ہے کہ اللہ بڑا ہے مگر باطنی تعلیم ذہن و دل کو وہ روشنی عطا کرتی ہے' ذہن و دل کی وہ دوربین عطا کرتی ہے جس سے دیکھنے

Marfat.com

والا محو حیرت ہو جاتا ہے کہ اللہ کتنا بڑا ہے اور تب ہی اسے اپنی ہستی کے چھوٹے ہونے کا احساس ہوتا ہے اور یہی احساس اس کے لئے وہ راستے وا کر دیتا ہے جن پر چل کر وہ اس چھپے ہوئے نور کو ڈھونڈ لیتا ہے جو خالق کائنات ہے اور یہی انسان کی معراج ہے۔

باطنی تعلیم کے یہ مراکز دنیا کے ہر گوشے میں قائم ہیں۔ یہ مراکز مختلف ناموں سے موسوم ہیں۔ جنہیں "سلسلے" کہا جاتا ہے۔ چونکہ ان تمام مراکز کا نصاب تعلیم... یا منتہائے مقصود ایک ہی ہے اس لئے ان کا آپس میں بھی گہرا ربط و ضبط ہے۔ انداز تعلیم میں کہیں کہیں تھوڑا فرق ہے لیکن نصاب مشترکہ ہونے کی بنا پر تمام مراکز ایک دوسرے کا احترام کرتے ہیں بلکہ اپنے طالب علموں کو کبھی کبھی دوسرے مراکز میں بھی حصول علم کے لئے بھیجا جاتا ہے۔ اس ساری کائنات میں یہی ایک ایسی جگہ ہے جہاں حسد نہیں ہے بلکہ رشک ہے کیونکہ حسد کا جذبہ خود حسد کرنے والے کے سارے کیئے کرائے پر پانی پھیر دیتا ہے۔ اس کے ہاتھ کچھ بھی نہیں آتا۔ وہ تہی دست و تہی داماں رہ جاتا ہے۔ اسی لئے ان مراکز میں انداز تعلیم میں کہیں کہیں فرق ہونے کے باوجود ایک اشتراک پایا جاتا ہے۔ ایک دوسرے کا احترام کیا جاتا ہے اور ایک دوسرے کے ساتھ مکمل تعاون کیا جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا فرشتوں سے خطاب

اللہ تبارک و تعالیٰ نے فرشتوں سے مخاطب ہو کر فرمایا "میں زمین پر اپنا ایک خلیفہ (نائب) بناؤں گا۔"

فرشتوں کا عرض کرنا

فرشتوں نے عرض کی "آپ جسے زمین پر بھیج رہے ہیں وہ وہاں پہ فساد برپا کرے گا اور خون بہائے گا جبکہ ہم آپ کی تقدیس میں حمد و تسبیح کرنے میں ہمہ وقت مصروف رہتے ہیں" اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ نہیں فرمایا کہ نہیں تم غلط کہتے ہو اور ایسا نہیں ہوگا بلکہ ارشاد

Marfat.com

باری تعالیٰ ہوتا ہے "جو میں جانتا ہوں وہ تم نہیں جانتے۔"

آدم کا تعارف

اس کے بعد آدم کو بارگاہ رب العزت سے علم الاسماء عطا ہوا۔ یہ علوم تھے جو خلافت الٰہی کی گراں قدر ذمہ داریوں سے عہدہ برا ہونے کے لئے آدم کو تفویض کئے گئے تھے۔ ان علوم سے نوازنے کے بعد اللہ تعالیٰ نے آدم کو فرشتوں کے سامنے لا کر فرشتوں سے دریافت کیا "اگر تم سچے ہو ان علوم کے بارے میں اظہار کرو۔"

فرشتوں کی عاجزی

فرشتوں نے اپنی عاجزی کا اظہار کرتے ہوئے عرض کی "پاک ہے آپ کی ذات ہم تو اتنا ہی جانتے ہیں جتنا آپ نے سکھایا ہے اور حقیقت تو یہی ہے کہ فقط آپ ہی کی ذات علیم اور حکیم ہے۔"

آدم کا اظہار علوم

اس پر اللہ تعالیٰ نے آدم کو عطا شدہ علوم کے اظہار کا حکم دیا۔ جب آدم نے تعمیل حکم میں ان علوم کا اظہار کیا تو ارشاد باری تعالیٰ ہوا۔ "کیا میں نے تمہیں یہ نہ بتایا تھا کہ میں ہی زمین اور آسمان کے بھید جانتا ہوں اور میں وہ بھی جانتا ہوں جسے تم ظاہر کرتے ہو یا جسے چھپاتے ہو۔"

آدم کی فرشتوں پر برتری

آدم کی برتری ثابت کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو حکم دیا کہ وہ آدم کو سجدہ کریں اور آدم سے کہا کہ "اے آدم تم اپنی بیوی کے ہمراہ جنت میں رہو اور کھاؤ پیو" جب

Marfat.com

اور جہاں سے تمہاری مرضی ہو لیکن اس ایک درخت کے قریب بھی مت جانا ورنہ تم اپنے اوپر زیادتی اور ظلم کرنے والوں میں شامل ہو جاؤ گے۔"

آدم جنت اور ابلیس

آدم علوم الہیہ سے آراستہ ہو کر جنت میں براجمان ہو چکے تو شیطان نے ان کو بہکا دیا اور اس شاندار حالت میں جس میں وہ رہ رہے تھے نکلوا دیا۔ شیطان کے بہکاوے میں آ کر آدم سے غلطی سرزد ہو گئی اس پر اللہ تعالیٰ نے انہیں جنت سے نکل جانے کا حکم دیتے ہوئے فرمایا" تم یہاں سے نیچے اتر جاؤ اور زمین پر بسیرا کرو جہاں تمہیں ایک مدت تک رہنا ہو گا۔"

آدم کا جنت سے اخراج

اس پر آدم نے زمین پر زندگی کی دشواریوں' سختیوں اور تکلیفوں کا اندازہ ہونے کے باعث اللہ کے حضور اپنی نافرمانی اور بہکاوے میں آنے کی غلطی کا اعتراف کرتے ہوئے توبہ استغفار کی اور عرض کی "اے ہمارے رب بے شک ہم اپنے اوپر ظلم کر بیٹھے ہیں اور اگر آپ نے ہماری غلطی کو معاف نہ کیا اور ہم کو اپنی رحمت و عفو سے ڈھانپ نہ لیا تو ہم نقصان اٹھانے والوں میں سے ہو کر رہ جائیں گے۔"

اعتراف گناہ

اللہ تعالیٰ نے آدم کے اعتراف غلطی پر ان کو اس پردے سے نکلنے کا راستہ تعلیم کر دیا جو ان کے ارتکاب نافرمانی کے باعث ان کے اوپر آن پڑا تھا اور کہا کہ تم زمین پر جاؤ ہم تمہاری راہنمائی اور ہدایت کا وہاں پر ایسا بندوبست کئے دیتے ہیں کہ اگر تم نے اس پر عمل کیا تو ہم تمہیں اپنے خوف اور غم سے نجات دے دیں گے اور تم دوبارہ جنت یہ بھی فرمادیا" اور وہ جو ہماری نشانیوں کو جھٹلائیں گے اور ان کی تکفیر کریں

Marfat.com

گے وہ مزید غلطی کے باعث آگ کے ہم نشیں ہو جائیں گے۔

زمین کی مادی زندگی

اس کے بعد آدم اپنی بیوی کے ہمراہ جنت کی پر سکون اور پر آسائش زندگی کو چھوڑ کر دنیا میں آ گئے۔ دنیا میں رہن سہن اور بود و باش کا ایک نظام قائم ہو گیا۔ جنت میں انسان مادے، ٹائم اور اسپیس سے نہ صرف آزاد تھا بلکہ ان پر حکمران تھا لیکن دنیا کی زندگی میں وہ ٹائم اور اسپیس میں مقید ہو کر زندگی گزارنے کا پابند ہے۔ یہاں وسائل کا محتاج ہے اور وہاں اس کے چشم و آبرو کے اشارے کے منتظر تھے۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کو جن علوم سے نوازا تھا ان کے باعث وہ ٹائم اور اسپیس پر حاوی تھا۔ مادے اور وسائل پہ اس کی حکمرانی تھی لیکن شیطان کے بہکاوے میں آ کر کی گئی نافرمانی کے باعث ان علوم پہ ایک پردہ آن گرا اس پردے کو اٹھانے اور ان روحانی علوم سے جو آدمؑ کو عطا ہوئے تھے۔ دوبارہ استفادہ کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے انسان کی تربیت، راہنمائی اور ہدایت کے لئے یہ بندوبست فرمایا کہ اپنے مخصوص بندوں کو ان علوم سے نواز کر انہیں دنیا میں بھیجنا شروع کیا تاکہ دوسرے انسانوں کی اس طرح تربیت کریں کہ وہ بھی ان علوم سے آراستہ ہو کر اس پردے کو اٹھا لیں جو دنیا اور جنت کی زندگی کے درمیان پڑا ہوا ہے۔

پیغمبر اور پیام ربانی

اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہدایت یافتہ لوگ انسان کی ان علوم کی طرف راہبری کے لئے آتے رہے جن کی مدد سے ہی انسان اس مادی زندگی کے خول سے آزاد ہو کر نیابت الٰہیہ کے فرائض سرانجام دے سکتا ہے اللہ تعالیٰ اپنی صفت رحمت سے اپنی مخلوق کا اضطراب اور بے چینی دور کرنے کے لئے جن لوگوں کو مقرر فرماتے ہیں انہیں پیغمبر کہتے ہیں۔ پیغمبر بتاتے ہیں کہ انسان کی سب سے بڑی ضرورت ہدایت ربانی ہے۔ وہ توفیق ہے جو

Marfat.com

انسان کو بتاتی ہے کہ کائنات کیسے وجود میں آئی۔اس کی تخلیق میں کون سے فارمولے کام کر رہے ہیں۔ آدم کو خالق کائنات نے کس لئے پیدا کیا ہے اس دنیا میں آنے سے پہلے وہ کہاں تھا اور دنیا کی چند روزہ زندگی گزارنے کے بعد وہ کہاں چلا جاتا ہے چاند سورج اور کائنات کی تخلیق کس طرح ظہور پزید ہوئی اور کہکشانی نظاموں کی سیر کے کیا طریقے ہیں۔

پیغمبروں کا نظام تعلیم

پیغمبروں کے نظام ہائے تعلیم و تربیت کو ہم مذاہب کے نام سے جانتے ہیں۔ابدال حق حضور قلندر بابا اولیاؒ کی معرکتہ آلارا تصنیف "لوح و قلم" میں مذاہب عالم کے بارے میں کافی کچھ درج ہے۔

دنیا کے قدیم مذاہب اور مشاہدات

ایسے لوگوں نے جو کسی زمانے میں غیبی طاقتوں سے متعارف ہوئے ہیں چند عقائد کو ملحوظ رکھ کر روحانی نظام تعلیم ترتیب دیئے۔اس قسم کے نظام تعلیم متعدد بن چکے ہیں۔ ابتدائی دور میں جب کہ دنیا کی آبادیاں اور ضرورتیں بہت کم تھیں' یہ روحانی تعلیمات بہت وسیع اور ہمہ گیر صورت اختیار نہیں کر سکیں۔بالکل ابتدائی دور میں نوع انسانی میں کتنے ہی افراد غیبی چیزوں کے مشاہدات کو اپنے قبیلے اور طرز زندگی کے محدود معانی میں سمجھتے تھے اس کے سامنے وسیع تر دنیا اور نوع انسانی کے بہت سے طبقے کی زندگی نہیں ہوتی تھی اس لئے ان پر "عالم امر" کے جو حقائق منکشف ہوئے تھے ان کی تعبیریں حیات بشری کے چند اجزاء پر مشتمل ہوتی تھیں۔چنانچہ ان روحانی بزرگوں کے بعد ان کے مقلدین اوہام باطلہ اور تصورات خام میں مبتلا ہو جاتے تھے۔

Marfat.com

خیال اور مذہب مظاہر پرستی

تمام بت پرست اور مظاہر پرست مذہبوں کی تربیت اس ہی طرح ہوئی ہے۔ یہ مقلدین جنہوں نے اس دور میں مذہب کے خدوخال تیار کئے خود "عالم امر" کے حقائق سے ناواقف ہوتے تھے اور یہ لوگ جو کچھ اپنے رہنماؤں سے سیکھتے تھے اس کو دوسروں تک پہنچانے میں غلط عقائد جادو اور رہبانیت کی بنیادیں قائم کر دیتے تھے۔ وہ مظاہر کو اصل روشنیوں کا سرچشمہ قرار دینے میں تامل نہیں کرتے تھے۔ اس قسم کے مذاہب کی مثالیں بابل میں پیدا شدہ مذاہب جین مت اور آریائی مذاہب ہندو ویدانیت کے زیر اثر بت سے مذاہب ہیں۔ بدھ مت بھی مہاتمابدھ کے مقلدین کی ایسی ہی روش سے دوچار ہو کر رہبانیت سے روشناس ہوا ہے۔ منگولی مذاہب میں توحید کے خدوخال نہ ملنے کی یہی وجہ ہے۔ کچھ ایسے ہی حالات سے متاثر ہو "تاؤمت" کو بھی بہت سے اوہام اور جادوگری کا اسیر ہونا پڑا۔ منگولی مذاہب میں آفتاب پرستی' ماہ پرستی اور زرتشتی عقائد رکھنے والوں نے یا تو "عالم امر" کو شیطانی اور رحمانی کے دو اصولوں پر محمول کیا ہے یا خود مظاہر کو "عالم امر" کی مرکزیت قرار دیا ہے۔ ان رویوں سے آہستہ آہستہ بت پرستی اور مظاہر پرستی کے عقائد مستحکم ہوتے گئے۔ اس حقیقت کو نظرانداز نہیں کیا جا سکتا کہ مادی زندگی کل زندگی کا نصف ہے۔ اگر اس نصف کا مسلک میں کوئی مقام نہیں ہے تو معاشی زندگی کی تمام تعمیریں مسمار ہو جائیں گی۔

مذہب اور اعتدال یا مذہب کیا ہے

اگر اس قسم کی وجوہات پیش آجائیں تو مذہب کو خیال کی حدود میں مقید تسلیم کرنا پڑے گا اور جب عملی زندگی کا ڈھانچہ مذہب کی گرفت سے آزاد ہو جائے تو عقائد میں بے اعتدالی پیدا ہونا لازمی ہے۔ اس طرح کتنے ہی مذاہب اعتدال کی راہوں سے ہٹ کر عالم

Marfat.com

امراور عالم خلق کے حقائق سے دور ہو گئے بالآخر عالم خلق کی زندگی کے تقاضوں نے نوع انسانی کو رد عمل میں مبتلا کر دیا اور گزشتہ پانچ ہزار سال میں ایسے مذاہب کی بنیادیں پڑنے لگیں جن کا مقصد صرف حکومت اور ریاست اور مادی زندگی قرار پایا۔ان مذاہب میں کنفیوشی 'شنٹو اور یونانی فلسفہ کے نظام ہائے حکمت جن میں افلاطون 'اس کے معاصرین کی تعلیمات اور موجودہ دور کے کمیونسٹ ملک قابل ذکر ہیں۔ان سب کی بنیادیں صرف اس وجہ سے پڑیں کہ رائج الوقت مذاہب میں "عالم خلق" کے تقاضوں کو نظرانداز کر دیا گیا تھا۔ چنانچہ یہی رد عمل لادینیت کا سبب ہوا۔ قرآن پاک میں جگہ جگہ ان بے اعتدالیوں کی طرف اشارے موجود ہیں۔

مذہب نام ہے ان عقائد کے مجموعوں کا جو انسانی اعمال اور محرکات کو وجود میں لاتا ہے۔ کتنے ہی مذاہب ایسے ہیں جن میں خدا کا تصور نہیں پایا جاتا مثلاً جین اور کمیونسٹ مذاہب جو ہزاروں سال پہلے سے آج تک وجود میں آتے رہے ہیں۔

عقل انسانی کے دو رخ

انسانی عقل کے دو رخ ہیں۔ایک رخ خارج کے بارے میں سوچتا ہے دوسرا نفس کے بارے میں۔پہلا رخ مظاہر کو دیکھ کر جو کچھ خارج میں ہیں اُن کے بارے میں تجربات اور محسوسات کی حدیں قائم کرتا ہے دوسرا رخ نفس کے متعلق فکر کرتا ہے اور مظاہر کی گہرائی میں جو اُمور منکشف ہوتے ہیں ان کی معرفت حاصل کرتا ہے۔پہلے رخ کا استعمال عام ہے اس کی تمام طرزیں وحی اور الہام سے الگ ہیں۔البتہ دوسرا رخ وحی اور الہام سے وابستہ ہے اور پہلے رخ پر محیط ہے۔چنانچہ دوسرا رخ یعنی "عالم امر" پہلے رخ یعنی "عالم خلق" کا احاطہ کیے ہوئے ہے۔دوسرا رخ علم نبوت کی راہوں پر چل کر حقائق کا انکشاف کرتا ہے۔پہلا رُخ اشیا میں تلاش کے ذریعے مادیت کو سمجھنے کی کوشش کرتا ہے۔

Marfat.com

عقل اور مذہب

تمام مذاہب جو پہلے رخ کی بنیادوں پر مرتب کئے گئے ہیں زیادہ تر لادینی' بت پرستی' مظاہر پرستی' مادیت پرستی اور فلسفیانہ قدروں پر مشتمل ہیں۔ یہ سب کے سب مادی علوم یا علم حصولی کی راہوں پر چل کر اپنی منزلیں متعین کرتے ہیں۔ ان کا زیادہ تر رواج مشرق وسطیٰ کو چھوڑ کر دنیا کے دوسرے علاقوں میں پایا جاتا ہے ان مذاہب میں ہزاروں فنا ہو چکے ہیں اور کتنے ہی باقی ہیں۔ یہ سب کے سب عالم امر یعنی نفس کی اس زندگی کے لئے جو مرنے کے بعد شروع ہوتی ہے کوئی آسانی فراہم نہیں کرتے بلکہ اس قسم کی تجرباتی اور محسوساتی الجھنیں پیدا کرتے ہیں جو ابد آباد کی تکلیف میں مبتلا کر دیتی ہیں۔

مذاہب عالم

مشرق وسطیٰ جہاں قدیم سامی اقوام آباد ہیں ایسے مذاہب کا مرکز رہا جو وحی کے زیر اثر جاری ہوئے اور علم النفس یعنی عالم امر کی صراحتوں کے قانون پر چلے ان میں رائج اور وسیع تر مذاہب تین ہیں۔ یہودیت' عیسائیت اور اسلام یہ تینوں سامی اقوام میں نافذ ہوئے۔ ان میں اسلام آخری دین ہے کیونکہ نبوت ختم ہو چکی ہے۔

انسانی شعور کا ارتقاء

حضرت آدم سے حضرت عیسیٰ تک شعور انسانی نے ارتقا کا وہ مرحلہ طے کر لیا تھا جہاں وہ اخلاق' تمدن معیشت اور سیاست کی گتھیوں کو سلجھانے کی اہمیت کو محسوس کر چکا تھا۔

انسان روشنیوں کا مرکب

ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ ہم نے ہر چیز کو جوڑوں میں پیدا کیا ہے۔ اس ارشاد ربانی کی روشنی میں انسان بھی انہیں دو رخوں سے مرکب ہے۔ موجودہ زندگی اور آنے

Marfat.com

والی زندگی۔ خارج اور باطن غیب اور حاضر مادیت اور روحانیت۔ اس لئے اگر کسی بھی نظام تعلیم و تربیت میں ان دونوں میں سے ایک بھی رخ نظر انداز ہو جائے تو بے اعتدالی کے سبب پورا نظام تعلیم بگڑ کر رہ جاتا ہے اور اس کے پیروکار راہ راست سے کوسوں دور جا پڑتے ہیں۔

روحانیت کی تلاش

اس حقیقت کے پیش نظر ہر مذہب کے ماننے والوں نے روحانی تشنگی سے مجبور ہو کر عالم امر سے روشناسی کی راہوں کی تلاش و جستجو کے لئے مختلف طریقے اپنائے۔ لیکن علم نبوت یعنی وحی کے زیر اثر دیئے جانے والے علم حضوری سے ناواقفیت کے سبب وہ مادی زندگی سے یا تو بالکل ہی کٹ کر رہبانیت کا شکار ہو جاتے رہے اور یا پھر باطل تصورات کے باعث مختلف پیچیدگیوں اور الجھنوں کا شکار ہوتے رہے۔

ختم المرسلین کی آمد

نوع انسانی کے شعور کی ترقی بہرحال جاری رہی جب بھی کوئی دشوار منزل آئی تو خدا نے اس کی رہنمائی کیلئے نبی مبعوث فرمائے۔ حضرت عیسیٰ کے بعد جب ذہن ارتقائی مراحل سے ذرا آگے قدم بڑھانے کی طرف مائل ہوا تو اللہ تعالیٰ نے ختم المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا رحمت العالمین حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے نوع انسانی کو اس کی مادی اور روحانی صورتوں کی تکمیل کے لئے جو جامع نظام تعلیم عطا کیا وہ نوع انسانی کے شعور کی ترقی کی انتہا تک اس کی راہبری و راہنمائی کیلئے کافی ہے۔ اسلام طرز معاشرت و معیشت تہذیب و تمدن' اخلاقیات و سیاسیات کے قواعد و ضوابط کے ساتھ ساتھ انسان کی روحانی ترقی کے لئے بھی تربیت کا ایک مکمل نظام پیش کرتا ہے۔ یہ وہ عالیشان پروگرام ہے جو اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دیا تاکہ وہ انسانوں کی

Marfat.com

ہدایت اور راہنمائی کا وہ فریضہ انجام دے سکیں جن کا وعدہ اللہ نے آدم سے کیا تھا۔

نبی اکرم کی حیات طیبہ

وحی کے احکام کی وصولی سے پیشتر حضور علیہ الصلوۃ والسلام کو اس عظیم الشان مشن کی تیاری کے کن مراحل سے گزرنا پڑا تاریخ اسلام اس بات پر زیادہ روشنی نہیں ڈالتی۔ شادی کے بعد بعثت تک یعنی 25 سال عمر کے بعد سے 40 سال کی عمر تک حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی مصروفیات کیا تھیں؟ اس کا تذکرہ سرسری ہی ملتا ہے کتب میں صرف اتنا ہی مذکور ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ستو اور پانی لے کر غار حرا چلے جایا کرتے تھے اور ذکر و فکر کیا کرتے تھے۔ اِس ذِکرو فکر کا طریقہ و انداز کیا تھا۔ ان کے استغراق و انہماک کا کیا عالم ہوتا تھا۔ وہ غار حرا ہی کیوں جاتے تھے۔ ان سب باتوں پر پردہ ڈال دیا گیا ہے۔ جبکہ حقیقت یہ ہے کہ یہ زمانہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسّلام کی تربیت اور تیاری کا زمانہ تھا اور اس ہی زمانے میں حضور علیہ الصلوٰۃ نے وہ روحانی منزلیں طے کیں جو عالمِ امر سے روشناسی کے لئے طے کرنا ضروری تھیں۔ اس کے لئے اللہ تعالٰی نے ان کو یہ القاء کردیا تھا کہ وہ ہر طرف سے قطع کرکے اپنا دھیان خالق کائنات، رب العالمین کی طرف کردیا کریں جب توجہ اور دھیان ایک ہی نقطے پر مرکوز ہونا شروع ہوئے تو اسرار کائنات بے نقاب ہو کر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ میں اذن باریابی چاہنے لگے اس دوران حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کتنی دیر سوتے تھے کتنا کھاتے تھے۔ کن کن امور پر دھیان مرکوز کرتے تھے عبادت کرتے تھے تو اس عبادت کا رنگ ڈھنگ کیا ہوتا تھا ان سب امور پر پردے ڈال دیئے گئے ہیں اور یہ کہہ کر ڈالے گئے ہیں کہ ان سب باتوں کا دین سے بھلا کیا تعلق۔

Marfat.com

حضورؐ پر پہلی وحی

بہرحال بارہ سال کی ریاضت شاقہ کے بعد حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام عالم امر کے رازوں سے اس قدر مانوس ہو گئے کہ ایک روز حضرت جبرائیل نے حاضر ہو کر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اللہ کی جانب سے یہ حکم دیا "پڑھ اپنے رب کے نام سے جس نے پیدا کیا۔ انسان کو جمے ہوئے خون کے لوتھڑے سے"

دربار رسالتؐ

اس کے بعد حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام روحانی ترقی کی اس معراج کو پالیتے ہیں جہاں نہ تو ان سے پہلے کوئی گیا تھا اور نہ ہی ان کے بعد کسی کو یہ سعادت نصیب ہوگی۔ جتنی قربت اللہ نے انہیں عطا کی ہے کسی اور کو نصیب نہیں ہوئی۔ اس قربت کو حتمی شکل اس بات سے ملتی ہے کہ اب وحی کا سلسلہ ہی بند کر دیا گیا ہے۔

آغاز تبلیغ اور ہجرت

جب تبلیغ و اشاعت اسلام کا سلسلہ آغاز ہو کر مختلف مراحل سے گزرتا ہوا ہجرت مدینہ تک پہنچا تو حضورؐ نے یہ اندازہ فرماتے ہوئے کہ اگر ابھی سے بندوبست نہ کیا گیا تو یہ دین برحق بھی دیگر مذاہب کی طرح دنیا پرستی، مادہ پرستی، حکومت ریاست اور سیاست کے گورکھ دھندوں میں ہی گم ہو کر رہ جائے گا لہٰذا انہوں نے صحابہ کرامؓ میں سے ان لوگوں کی خصوصی تربیت کا اہتمام کر دیا جو روحانی اقدار کے ذوق سے متصف تھے۔ جب ایسے اصحاب کی تعداد میں اضافہ ہونے لگا تو سرور کائناتؐ نے ان کی رہائش کے لئے مسجد نبوی سے جانب مشرق ایک مسقف چبوترہ بنوا دیا۔ عربی میں سائبان یا مسقف دالان کو صفہ کہتے ہیں۔ اس لئے مردان حق آگاہ بھی اصحاب صفہ کہلانے لگے۔ ان کی تعداد کے بارے میں مختلف روایتیں ہیں۔ محتاط اندازے کے مطابق اصحاب صفہ کی کم از کم تعداد تقریباً اسی (80)

Marfat.com

تھی اور کل تعداد چار سو تک پہنچتی ہے۔ ان صحابہ کرامؓ کی خصوصیت یہ تھی کہ انہوں نے محض روحانی علوم کے حصول کے لئے اپنی زندگیاں وقف کر دی تھیں۔ انہیں اپنی روحانی تربیت کے علاوہ اور کسی شے سے غرض نہ تھی۔ جب شادی کر لیتے تو اس حلقے سے نکل آتے تھے کیونکہ شادی کے بعد حقوق العباد کا پورا کرنا فرض ہو جاتا ہے۔

اصحاب صفہ

اصحاب صفہ رضی اللہ عنہم میں سے پچاس بہت مشہور ہیں ان میں سے چند کے اسمائے گرامی حسب ذیل ہیں۔

1 حضرت ابو ہریرہؓ
2 حضرت حنظلہ بن ابی عامرؓ
3 حضرت عبد اللہ بن خالد غفاریؓ
4 حضرت براء بن مالکؓ
5 حضرت ابو ثعلبہ انصاریؓ
6 حضرت حبیب بن زید بن عاصم انصاریؓ
7 حضرت خالد بن زید بن حارثہ انصاریؓ
8 حضرت ربیعہ بن کعب اسلمیؓ
9 حضرت عبد اللہ بن ام کلثومؓ
10 حضرت ثابت بن ضحاک خزرجیؓ
11 حضرت ابو کبشہؓ مولی رسول کریم
12 حضرت عبید مولیٰؓ رسول کریم
13 حضرت ماویہ بن حکم سلمیؓ

Marfat.com

14 حضرت ابو سعید خدریؓ

15 حضرت سالم بن عمیرؓ

16 حضرت اوس بن اوس ثقفیؓ

17 حضرت طلحہ بن عمرو نخریؓ

18 حضرت سالم بن عبد اشجعیؓ

19 حضرت مسعود بن ربیعؓ

20 حضرت ابو سعید ثابت بن وداعہ اویؓ

تبلیغ میں ابتدائی مصائب

یہ وہ قدسی النفس صحابہ تھے جن کے حصے میں یہ سعادت آئی تھی کہ وہ اسلام کے خانقاہی نظام کے اولین پروردہ تھے۔ انہیں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے روحانی علوم کے خزانے براہ راست منتقل ہوئے۔ ان کے فقر و استغنا کا عجیب عالم تھا۔ ان پر کئی کئی وقت کے فاقے گزر جاتے۔ جب رسول کریم کی اقتداء میں نماز کے لئے کھڑے ہوتے تو ان میں سے بعض نحیف الجثہ ضعف و ناتوانی کے سبب عین حالت نماز میں گر پڑتے اور بیہوش ہو جاتے۔ حضور نماز سے فارغ ہو کر انہیں اٹھاتے اور فرماتے "اے معالیک المہاجرین اگر تمہیں معلوم ہو جائے کہ بارگاہ الٰہی میں تمہارا کیا درجہ ہے تو خدا کی قسم اس فقر و فاقہ کو تم اور بھی محبوب رکھو" اور پھر صحابہؓ سے مخاطب ہو کر فرماتے "اللہ کو بھوکا پیٹ ستر عقلمند عابدوں سے بھی پیارا ہے۔"

حکم نماز

اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اسی مقدس گروہ کے ساتھ عبادت کا حکم دیتے ہوئے فرمایا وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ حضور علیہ الصلوۃ والسلام بھی ان

Marfat.com

درویشان راہ حق کو بے حد محبوب رکھتے اور ہر معاملہ میں ان کا خاص خیال رکھتے۔ جب کہیں سے کھانا آتا تو حضور تمام کھانا اصحاب صفہ کو بھجوا دیتے۔ کبھی انہیں مہاجرین اور انصار میں تقسیم فرما دیتے۔ ہر شخص اپنی استطاعت کے مطابق ان میں سے ایک ایک دو دو کو اپنے ساتھ لے جاتا اور کھانا کھلاتا۔ اگر کوئی صحابی حضور کو کھانے کی دعوت دیتا تو آپ اصحاب صفہ کو اپنے ہمراہ لے جاتے اور اپنے ساتھ بٹھا کر کھلاتے۔

سیدہ فاطمۃ الزہرہؓ کی حضورؐ سے درخواست

ایک دفعہ جگر گوشۂ رسولؐ سیدہ فاطمۃ الزہرہؓ نے یہ کہہ کر ایک کنیز کے لئے درخواست کی "ابا جان چکی پیستے پیستے میرے ہاتھوں میں گٹے پڑ گئے ہیں اور شدید محنت و مشقت نے مجھے نحیف و نزار کر دیا ہے" حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے ان کی یہ بات سن کر فرمایا "بیٹی سب سے پہلے مجھے اصحاب صفہ کے خورد و نوش کا انتظام کرنا ہے مجھ سے یہ نہیں ہو سکتا کہ اصحاب صفہ تو بھوکے رہیں اور میں اپنی بیٹی کے آرام کے لئے اسے کنیز دوں۔ بیٹی صبر و شکر سے وقت گزارو"

اصحاب صفہ کی تربیت

حضورؐ اصحابِ صفہ کی تعلیم و تربیت میں روایتی طریقوں سے بھی کام لیتے تھے ان کے لئے معلم مقرر تھا اور انہیں خود بھی نہایت محبت اور شفقت سے تعلیم دیا کرتے تھے۔ حفظ قرآن سے بھی انہیں خاص شغف تھا اور انہی اوصاف کی بدولت وہ "قرء" کے لقب سے مشہور ہوئے۔

پہلا غزوہ

غزوہ بیر معونہ میں رسول کریمؐ نے اسلام کی تعلیم کے لئے جو ستر اصحاب بھیجے تھے ان میں اکثریت اصحابِ صفہ کی تھی ۔ جب مشرکین نے ان سے دھوکہ کیا تو وہ سب نہایت

Marfat.com

بہادری سے لڑتے لڑتے شہید ہو گئے۔ اصحاب صفہ کی زندگی راہبانہ نہ تھی اور محض محتاج ہو کر بیٹھے رہنا انہیں گوارہ نہ تھا۔ چنانچہ وہ صبح کو جنگل جا کر لکڑیاں چن لاتے اور انہیں فروخت کر کے اپنے اور اپنے ساتھیوں کے لئے اشیاء خوردونوش کا بندوبست کر لیتے۔ مدینہ کے قیام اور سفروحضر میں رسول کریمؐ کی خدمت واطاعت ان کا محبوب مشغلہ تھا۔ تحصیل علم کے دوران جب کبھی بھی جہاد کا موقعہ آیا تو یہی مسکین طبع اصحاب مجاہدین اولوالعزم بن جاتے اور شمشیر بکف ہو کر اللہ اور اس کے رسولؐ کے لئے اپنی جانوں کی بازی لگا دیتے۔

فقروغنا

علامہ شبلی نعمانی سیرۃ النبی جلد اوّل میں لکھتے ہیں یہ لوگ دن کو بارگاہِ نبوّت میں حاضر رہتے اور ارشاداتِ رسولؐ سماعت فرماتے اور رات کو اسی چبوترے (صفہ) پر پڑے رہتے۔ حضرت ابوہریرہؓ بھی انہی لوگوں میں سے تھے ان میں سے کسی کے پاس چادر اور تہمد دونوں چیزیں کبھی ایک ساتھ میسر نہ ہو سکیں۔ چادر کو گلے میں اس طرح لٹکا لیتے کہ رانوں تک لٹک آتی۔ اکثر انصار کھجور کی پکی ہوئی شاخیں توڑ لاتے اور چھت میں لٹکا دیتے جو کھجوریں ٹپک ٹپک کر گرتیں یہ اٹھا کر کھا لیتے۔

روحانی تربیت

اصحاب صفہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وہ تربیت یافتہ قدسی النفس حضرات تھے جنہوں نے اپنی روحوں کو نور نبوت کی ضیاپاشیوں سے منور کر لیا تھا۔ اہل بیت کے بعد مرتبہ احسان کے باعث روحانی بلندی انہی کو نصیب ہوئی۔ امام سلسلہ عالیہ عظیمیہ حضور قلندر بابا اولیاءؒ مرتبہ احسان کے حوالے سے ارشاد فرماتے ہیں۔

Marfat.com

ذاتِ باری سے ربط

"ذات باری تعالیٰ سے نوع انسانی یا نوع اجنہ کا ربط دو طرح پر ہے۔ ایک طرح جذب کہلاتی ہے اور دوسری طرح علم۔ صحابۂ کرامؓ کے دور میں اور قرون اولیٰ میں جن لوگوں کو مرتبہ احسان حاصل تھا ان کے لطائف حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی محبت سے رنگین تھے۔ انہیں ان دونوں قسم کے ربط کا زیادہ علم نہیں تھا۔ ان کی توجہ زیادہ تر حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے متعلق غور و فکر میں صرف ہوتی تھی۔ یہی وجہ تھی انہوں نے روحانی قدروں کے جائزے زیادہ نہیں لئے کیونکہ ان کی روحانی تشنگی حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے اقوال پر توجہ صرف کرنے سے رفع ہو جاتی تھی۔ ان کو احادیث میں بھی زیادہ شغف تھا۔ اس انہماک کی بڑی وجہ یہ بھی تھی کہ ان لوگوں کے ذہن میں احادیث کی صحیح ادبیت، ٹھیک ٹھیک مفہوم اور پوری گہرائیاں موجود تھیں احادیث پڑھنے اور احادیث سننے کے بعد وہ احادیث کے انوار سے پورا استفادہ کرتے تھے۔ اس طرح انہیں الفاظ کے نوری تمثلات کی تلاش کی ضرورت نہیں پڑتی تھی۔ وہ الفاظ کے نوری تمثلات سے بغیر کسی تعلیم اور بغیر کسی کوشش کے روشناس تھے۔"

عالم بالا اور نیک ارواح

"جب مجھے عالم بالا کی طرف رجوع کرنے کے مواقع حاصل ہوئے تو میں نے یہ دیکھا کہ صحابہ کرام کی ارواح میں ان کے "عین" قرآن پاک کے انوار اور احادیث کے انوار یعنی نور قدس اور نور نبوت سے لبریز ہیں جس سے میں نے اندازہ لگایا کہ ان کو لطائف کے رنگین کرنے میں جدوجہد نہیں کرنا پڑتی تھی۔ اس دور میں روحانی قدروں کا ذکر و فکر نہ ہوتا اور اس قسم کی چیزوں کا تذکروں میں نہ پایا جانا غالباً اسی وجہ سے ہے۔ البتہ تبع تابعین کے بعد لوگوں کے دلوں سے قرآن پاک اور احادیث کے انوار معدوم ہونے لگے۔ اس

Marfat.com

دور میں لوگوں نے ان چیزوں کی تشنگی محسوس کر کے وصل الی اللہ کے ذرائع تلاش کئے۔ چنانچہ شیخ نجم الدین اور ان کے شاگرد فرماتے ہیں۔

اولیاءاکرام

شیخ شہاب الدین سہروردیؒ خواجہ معین الدین چشتیؒ ایسے لوگ تھے جنہوں نے قرب نوافل کے ذریعے وصل الی اللہ کی طرزوں میں لاشمار اختراعات کیں اور طرح طرح کے اذکار واشغال کی ابتداء کی۔ یہ چیزیں شیخ حسن بصریؒ کے دور میں نہیں ملتیں۔ ان لوگوں نے اللہ تعالیٰ سے وہ ربط تلاش کیا جس کو علمی ربط کہا جا سکتا ہے یعنی ان لوگوں نے اللہ تعالیٰ کی صفات کے جاننے میں انہماک پیدا کیا اور پھر ذات کو سمجھنے کی قدریں قائم کیں۔ اس ہی ربط کا نام صوفی لوگ "نسبتِ علمیہ" رکھتے ہیں کیونکہ اس ربط یا نسبت کے اجزاء زیادہ تر جاننے پر مشتمل ہیں یعنی جب اللہ تعالیٰ کی صفات کو سمجھنے کے لئے کوئی صوفی فکر کا اہتمام کرتا ہے اس وقت وہ معرفت کی ان راہوں پر ہوتا ہے جو ذکر کے ساتھ فکر کے اہتمام سے لبریز ہوتی ہیں۔ یہ راستہ یا نسبت جذب کے راستے یا نسبت سے بالکل الگ ہے۔ اس لئے اس راستے کو قربِ نوافل کہتے ہیں۔

نئی ریاستیں اور روحانی مسائل

تبع تابعین کے لوگوں کے دلوں سے قرآن پاک اور احادیث کے انوار معدوم ہونے کی وجوہات پر اگر نظر ڈالیں تو پتہ چلتا ہے کہ جب حضرت عمرؓ کے دور میں اسلام کا پھیلاؤ شروع ہوا اسلامی ریاستیں حدود عرب سے نکل کر برِ اعظموں کو اپنی لپیٹ میں لینے لگیں ان عظیم الشان کامیابیوں کے پیچھے بلاشبہ وہ صحابہ اکرام تھے جنہیں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے براہِ راست تربیّت کا شرف حاصل تھا۔ لیکن پھیلاؤ کی رفتار اتنی تیز تھی کہ نومسلموں کی تربیّت اس تیز رفتاری کا ساتھ نہ دے پا رہی تھی۔ حضرت عمرؓ کو انتظامی امور کے لئے

Marfat.com

مختلف شعبے قائم کرنا پڑے مختلف ممالک میں فتوحات کے بعد صوبوں کا قیام اور وہاں پہ اعمال کا تقرر کرنا اور جب یہ صورت حال پیدا ہوئی تو کئی ابن الوقت امیروں نے محض اپنی گورنریاں بچانے کے لئے اسلام قبول کیا اور اس طرح کئی طاقتور نو مسلم امیر جن کے ذہن اسلام کی روح کو سمجھ نہیں سکتے تھے حکومت میں شامل ہوتے چلے گئے اس طرح کئی علاقوں میں دنیادار اور مادیت پرست ذہن رکھنے والے امیروں نے اپنی حیثیت مستحکم کرلی۔

شہادت خلفاءِ راشدین

ان کی یہ طرز محلاتی سازشوں کا سبب بنی اور ایک یہودی کے ہاتھوں حضرت عمرؓ کو شہید کروادیا گیا۔ حضرت عمرؓ کی شہادت کے بعد حضرت عثمانؓ بھی سیاست گری کا شکار ہو کر شہید ہوئے ان کے بعد حضرت علیؓ نے بگڑے ہوئے حالات کو سنبھالنا چاہا تو انہیں بھی شہید کروادیا گیا۔ حضرت امام حسنؓ نے اس سیاسی کشمکش سے گریز کرتے ہوئے خلافت سے منہ پھیرلیا۔

شہادت اہل بیت

ان حالات نے ملوکیت اور بادشاہی کے بڑھتے ہوئے لالچ میں اندھے دنیاداروں کے حوصلے بلند تر کردیئے۔ خلافت راشدہ کل تیس سال تین ماہ قائم رہ سکی اس دور میں زیادہ تر روحانی لوگ یا تو جنگوں میں کام آگئے اور یا پھر انہوں نے ان دنیاوی الجھنوں میں پھنسنا گوارا نہ کیا لیکن بنو امیہ کے بانیوں کو اگر خطرہ تھا تو اہل بیت اور انہی روحانی لوگوں سے۔ انہوں نے اہل بیت کو چن چن کر شہید کروادیا یہاں تک کہ امام حسینؓ نواسۂ رسولؐ کو بھی نہیں بخشا گیا۔ انہوں نے مسلمانوں کے اسی انحطاط اور مادیت پرست رویئے کی سند جاری

Marfat.com

کرنے سے انکار کر دیا تھا اور یزید کی بادشاہت یہ گوارا نہ کر سکی تھی لہٰذا انہیں بھی شہید کر دیا گیا اہل بیت کی دشمنی میں ملوکیت اس حد تک کیوں گئی۔ صرف اس لئے کہ اہل بیت روحانی اقدار کے علمبردار تھے اور ملوکیت محض دنیادار لوگ جو اسلامی ریاست کے پلیٹ فارم کو استعمال کرتے ہوئے اپنی ہوس پرستی عیش پرستی اور خواہش حکمرانی کو پورا کرنے میں مصروف تھے۔ ملوکیت نے اسی پر اکتفا نہیں کیا بلکہ دین کا حلیہ بگاڑ کر اس سے اپنے مفادات کے تحفظ اور نگرانی کا کام لیا جانے لگا۔

مادہ پرستی کا نیا دور

علوم روحانی سے واقف لوگوں نے یا تو ملک چھوڑ دیا اور یا خود کو چھپا لیا۔ ان لوگوں نے جو دنیا میں رہتے ہوئے اپنی روح کے عرفان کی صدا لگاتے تھے جب یہ دیکھا کہ لوگوں میں دنیا پرستی آ گئی ہے اور وہ سیاست اور حکومت میں الجھ کر دنیا ہی کو سب کچھ سمجھنے لگے ہیں تو انہوں نے جنگلوں اور غاروں میں گوشہ نشینی اختیار کر لی۔

صاحبان علم و عرفان نے علوم کی حفاظت کا یہ طریقہ ڈھونڈا کہ ان علوم کو علم سینہ بنا دیا۔ ادھر بادشاہوں نے عوام کو بے وقوف بنانے کو ایسا تانا بانا تیار کیا کہ ہر وہ بات جس سے روحانی عرفان اور ترقی نصیب ہو اس کو عوام سے پوشیدہ کرنے کی سازش کی گئی۔ دولت پرستی اور حکومت کرنے کی شیطانی خواہش نے انسان کو یہ راستہ سجھایا کہ اس نے ماورائی طاقتوں کا خوف مسلط کر کے سادہ لوح انسانوں کو اس طرح بے دست و پا کر دیا کہ ان کی چودھراہٹ قائم ہو جائے۔ عوام کو بے دست و پا کرنے کے لئے ایسے ایسے قوانین وضع کئے گئے جن کی بنیاد خوف اور دہشت تھی۔ چالاک اور ذہین لوگوں کے اس گروہ نے انسان کو ایک بار پھر قیاسی گورکھ دھندوں میں الجھا دیا۔ مذہب کا لبادہ اوڑھ کر طلب جاہ دنیاوی اور مالی فوائد اٹھائے جانے لگے۔ روحانی علوم شجر ممنوعہ قرار دے دیئے گئے۔ جہاں کسی

Marfat.com

عالم حق نے خود کو ظاہر کیا انہوں نے اسے سولی پہ کھینچ لیا اللہ کے بارے میں تفکر اور سوچ بچار گمراہ ہونے کی علامت قرار پایا۔ قرآن کے اس واضح حکم کو کہ غور و فکر کیا کرو۔ تفکر کیا کرو۔ تدبر کیا کرو۔ آیات الٰہی کے بارے میں سوچ بچار کرو۔ سوچو ایسا کیوں ہے۔ تم کیوں نہیں سوچتے کہ ایسا کیوں ہے کو ایسے پردوں میں مستور کر دیا جو اٹھائے نہ اٹھیں۔ عوام الناس کی سوچوں تک پر پہرے بٹھا دیئے گئے۔

وارث علم الٰہیہ

یہ سب کچھ اس لئے کیا گیا کہ ملوکیت اور شہنشاہیت کے ہاتھ مضبوط کئے جا سکیں۔ درباری علما نے علماء حق کو صوفی، مجذوب اور مجنوں قرار دینے میں کبھی تامل نہیں کیا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ روحانی علوم علم سینہ بن گئے اور مخصوص لوگوں کو ہی سینہ بہ سینہ منتقل ہونے لگے۔ عوام کو شریعت اور طریقت کی الٹی سیدھی تعبیروں میں الجھا دیا گیا۔ شریعت کو درباری علماؑ نے اپنی میراث قرار دے کر قانون بنائے اور ان کا نفاذ اس طرح عمل میں لایا گیا جیسے وہی اصل مذہب ہیں۔ بادشاہِ وقت کی خوشنودی کے لئے احکامِ خداوندی کی جگہ احکامات امیر کو اولیت دی جانے لگی۔ اہل طریقت کا لیبل چسپاں کرکے وہ لوگ معتوب اور گردن زدنی قرار پائے جو احکامات امیر کے بجائے احکامات الٰہیہ کی برتری کے قائل تھے ان گمراہیوں سے عاجز آ کر حق شناس علماؑ اور مردان حق آگاہ نے بادشاہوں کے سامنے جانا تک چھوڑ دیا اور فقیری اوڑھ لی۔

اولیاء اکرام پیغمبری مشن

روحانی علوم جو نبی آخر زمان محبوب کبریا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ورثہ ہیں کو ختم کرنے کی سازشیں ہوتی رہیں اور یہ علوم سینوں میں پلتے رہے۔ قرآن پاک میں بیان کیا گیا ہے کہ اللہ کی سنت میں نہ تبدیلی ہوتی ہے اور نہ تعطل واقع ہوتا ہے۔ اس

Marfat.com

قانون کے مطابق اللہ کی سنت کا ازل سے ابد تک جاری رہنا لازم قرار پاتا ہے۔ چوں کہ حضور خاتم النبین صلی اللہ علیہ وسلم پر پیغمبری ختم ہو چکی ہے اس لئے جب حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے ہماری ظاہری آنکھوں سے پردہ فرمالیا تو سنت الہیہ کو جاری و ساری رکھنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول علیہ الصلوۃ والسلام کے ورثاء کا ایک سلسلہ قائم کر دیا۔ علم حضوری سے مالا مال اولیاء اللہ نے خاتم المرسلین کے مشن کی پیش رفت کے لئے ہدایت و راہنمائی کی ذمہ داری اپنے توانا کندھوں پر اٹھالی۔ آج یہ جو توحید کا غلغلہ اور علم حضوری کی جھلک نظر آتی ہے یہ سب حضور اکرم کے ان ہی ورثاء کی کوششوں کا ثمر ہے۔

روحانی علوم

اولیاء کرام نے رشد و ہدایت کے پیغمبری مشن کی پیش رفت اور علم حضوری کی تعلیم و اشاعت کا جو نظام قائم کیا اس کو خانقاہی نظام کہا گیا ہے۔ یہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی اس سنت کی تجدید ہے جو انہوں نے اصحاب صفہ کی تعلیم و تربیت کے ذریعے قائم کی۔ حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے مسجد نبوی میں صفہ قائم کر کے خانقاہی نظام کی وہ بنیادیں قائم فرمادیں تھیں جو آگے چل کر اسلام کے احیاء کا سبب بنتی رہیں اور بنتی رہیں گی۔

حضرت عیسیٰ اور ان کے حواری

اگر دیکھا جائے تو عیسائیت کے فروغ میں بھی اسی خانقاہی نظام کا ہاتھ نظر آتا ہے۔ حضرت عیسیٰ نے اپنے بارہ حواریوں کو علم نبوت کی روشنی میں وہ تربیت دی کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے مصلوب ہونے کے واقعے کے بعد اور ان کے دنیا سے اٹھالئے جانے کے بعد عیسائیت کا فروغ انہی حواریوں کی کاوشوں اور کوششوں کا ثمر قرار پاتا ہے اسی طرح مہاتما بدھ نے اپنے جن چیلوں کو تیار کیا بدھ مت کی اشاعت اور فروغ انہی کا کارنامہ قرار دیا جائے گا۔

Marfat.com

علم الکتاب

سیدنا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا سارے کا سارا علم "علم الکتاب" ہے اور یہی علم حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وارث اولیاء اللہ کو منتقل ہوتا ہے اور یہ ایک ایسی سائنس ہے جو روحانی لوگوں کا ورثہ ہے۔ اس روحانی ورثے کے حامل وہ پہلے بزرگ جنہوں نے احیائے دین کا زبردست کارنامہ سرانجام دیا۔ حضرت شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی پیران پیر دستگیر غوث الاعظمؒ ہیں۔

اسلام پر انحطاطی کیفیت

جناب غوث الاعظمؒ کی پیدائش سے قبل دنیائے اسلام پر زوال وانحطاط کی عمومی کیفیت طاری ہو چکی تھی۔ اگرچہ بظاہر اسلامی سلطنت کے اقتدار کا سلسلہ اندلس سے لے کر ہندوستان تک پھیلا ہوا تھا' مگر مادیت پرستی کا غلبہ' سیاسی اور معاشرتی انتشار' اخلاقی انحطاط اپنی انتہا کو پہنچ چکا تھا۔ ان حالات میں ایک ایسی ہی روحانی قوت رکھنے والے مرد قلندر کی ضرورت تھی جو تمام طاغوتی طاقتوں کو مغلوب کر کے اپنے عالم گیر اثر کے باعث بنی نوع انسان کو از سر نو مادیت کے چنگل سے آزاد کروا کر دین اسلام کی حقیقی روح سے متعارف کروا سکتا ہو۔

پیدائش غوث اعظم

حضرت غوث اعظم 489ھ میں بغداد تشریف لائے ان کی آمد کے ساتھ ہی روحانیت کا کچھ ایسا معنوی دور چلا کہ عراق میں بڑے بڑے وجاہت پسند اور دنیادار علماء اور امراء میں روحانی انقلاب نمودار ہونا شروع ہو گیا۔ لوگ دین کی طرف زیادہ راغب ہو گئے۔ امام غزالی جو آپ کی تشریف آوری کے وقت صدارت نظامیہ پر متمکن تھے اور علمی شان و شوکت کے ساتھ ریشمی چغے اور عبائیں زیب تن کر کے نظامیہ بغداد کی

Marfat.com

صدارت پر جلوہ گر ہوا کرتے تھے محض آپ کی تشریف آوری کے روحانی اثرات کے تحت ظاہری وجاہت ترک کر کے طریقت اور سلوک کی طرف متوجہ ہو گئے اور بقیہ عمر مروجہ دہریت اور مادیت کے خلاف جہاد میں بسر کی۔

غوث اعظم کے خلفاء

حضرت غوث الاعظمؒ کے مسند ارشاد پر تشریف فرما ہوتے ہی آپ کے خلفاء و شاگرد مشرق و مغرب میں پھیل گئے اور آپ کی تعلیمات کے مطابق تبلیغ اور احیائے دین کے مبارک مشن کو اس خوش اسلوبی سے سرانجام دیا کہ ہر ملک میں عوام و خواص اللہ کے رنگ میں رنگے جانے لگے اور آپ کی ذات گرامی کا چار دانگ عالم میں شہرہ ہو گیا آپ کے مبارک دور میں عراق و عرب کی اصلاح معذت میں آپ کے خلیفہ حضرت عبد القاہرؒ اور ان کے بعد ان کے بھتیجے شیخ الشیوخ شہاب الدین سہروردیؒ اور ان کے خلیفہ حضرت شیخ سعدی شیرازیؒ کی مساعی جمیلہ کو بھی دخل تھا۔ اندلس میں حضرت عمار بن یاسر اندلیسیؒ جو حضرت عبد القاہرؒ کے خلیفہ تھے اور حضرت ابو مدین مغربیؒ کے ارشاد تبلیغ اور کشف و کرامات کے باعث "موحدین" کی سلطنت وجود میں آئی جس کی وجہ سے اس نواح میں آئندہ کئی صدیوں کے لئے اسلام کو استحکام نصیب ہوا۔ حضرت عمار بن یاسر کے خلیفہ حضرت نجم الدین کبریٰ تھے جن کے سلسلہ ارادت سے حضرت شمس الدین تبریزیؒ جیسے قد آور بزرگ ظاہر ہوئے۔

پیران طریقت کا انداز تبلیغ

وزیر حضوری حضرت شیخ عبد القادر جیلانیؒ نے روحانی علوم کی تعلیم اور اشاعت کا ایسا بندوبست فرمایا جسے رہتی دنیا تک یاد رکھا جائے گا نہ صرف یاد رکھا جائے گا۔ بلکہ ان کے۔ طریق تعلیم سے لوگ قیامت تک فیض اٹھاتے رہیں گے۔ اسی بات کی طرف خود حضرت

Marfat.com

غوث الاعظمؒ نے یہ کہہ کر ارشاد فرمایا تھا قَدَمِیْ ھٰذا علیٰ رقبۃ کل ولی اللہ (میرا یہ قدم ہر ولی اللہ کی گردن پر ہے۔) ان کے نظام تعلیم و تربیت جس کی بنیادیں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ورثے یعنی علم حضوری پر قائم تھیں کے باعث لوگوں میں عرفان و آگہی کے سوتے پھوٹ نکلے۔ انہوں نے جذب و سلوک اور شریعت کا ایسا خوبصورت امتزاج ترتیب دیا جس کے باعث لوگوں کو دنیاوی' دینی اور روحانی جہتوں میں ایک ساتھ ترقی کرنا نصیب ہوا۔

Marfat.com

باب دوم

مرشدِ کامل

مرشدِ کامل کی تعریف یہ ہے کہ سنت نبویؐ کو زندہ کرتا ہے ، بدعت کو مٹاتا ہے اور دل کو زندہ کرتا ہے اور نفس کو ملیامیٹ کردے۔ مرشد کامل اپنے مرید 'دوست یا طالب کے ہر حال ہر فعل اور ہر قول سے واقف ہو اور طالب کے قرب اور وصل کے خطرات' اور وہم سے باخبر ہو اور ہر بات میں اس کی نگہداشت کرے۔ مجتہد لوگ پیر و مرشد کے بغیر نہ تھے۔ ان کو علم روایت کا فیض مرشد کی ہی تلقین و تعلیم سے حاصل ہوا۔ حضرت سید جماعت علی شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ جو لوگ مرشد کی ضرورت کا انکار کرتے ہیں ان کو حضور ﷺ کی رسالت کا بھی انکار کرنا پڑے گا۔ اگر پیر کی ضرورت نہیں تو اللہ تعالیٰ کو پیغمبروں کو بھیجنے کی ضرورت کیا تھی۔ اللہ تعالیٰ خود فرماتے ہیں کہ ہر قوم کے لئے ہم نے ہدایت کرنے والا بھیج دیا تاکہ وہ اس کو راہ حق کی راہنمائی کرے۔ کیا وہ خود بخود ہدایت نہیں کر سکتا تھا۔ ہدایت تو ہادی کے سکھانے سے نصیب ہوگی نہ کہ کتابیں پڑھنے سے۔

آدابِ مرید

میرے مرشد کریم حضرت خواجہ شمس الدین عظیمی مدظلہ العالی فرماتے ہیں۔

باادب بامراد

بےادب بے مراد

ہمیشہ جو مرید اپنے مرشد کریم کی ہدایت پر بلا چوں و چرا عمل کرے گا ہمیشہ فائدہ میں رہے گا۔ ناقص مرید بے شعور اور باطن میں معرفت الٰہی سے بے خبر ہوتا ہے۔ اس کی نگاہ ہر وقت نقدی مال اور جنس پر رہتی ہے۔ جب مرید نے بیعت کرلی تو اس پر علم باطن حاصل

Marfat.com

کرنا فرض ہو گیا تو اسے چاہئے کہ اپنے مرشد کریم کی خدمت میں باادب رہے اور اپنی روحانی ترقی کرے۔ بے ادب مرید ہمیشہ خدا کے فضل کرم سے محروم رہتا ہے۔ اگر مرید اپنے پیر مرشد پر یقین نہ کرے تو مرشد کے لئے ضروری ہے کہ مرید کو لوح محفوظ کا مطالعہ کرائے۔ تاکہ اس کے علوم اس پر منکشف ہو جائیں اور قیامت تک اس کا یقین قائم رہ سکے۔ اگر طالب کو مرشد پر اعتبار نہ آئے تو مرشد کے لئے ضروری ہے کہ اپنی توجہ باطنی سے مرید کو حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی مجلس میں پہنچائے اور خود آنحضرتؐ اسے تلقین کریں تاکہ روز قیامت تک طالب کو یقین رہے۔

مرید اپنے دل کا رخ ہر طرف سے پھیرے اور اپنے مرشد کی طرف متوجہ ہو پیر کی موجودگی میں بغیر اس کی اجازت کے نوافل اور اذکار میں مشغول نہ ہو۔ مرید کو اپنے مرشد کے ساتھ ایسا عقیدہ رکھنا چاہئے کہ وہ اپنے دل میں تصور کرے کہ سارے جہاں میں جو فیض ہے وہ سب میرے مرشد کا ہے اور مرید کو جو فیض پہنچتا ہے وہ میرے مرشد ہی سے ملتا ہے اور مرشد حقیقی اور کامل وہی ہے جو حضور صاحب لولاک سرکار دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی پوری اتباع کرتا ہو اور بغیر کامل مرشدؒ کے اوصاف مرید میں ہرگز نہیں آسکتے۔ نہ مرید کے دل میں بغیر مرشد کی محبت کے اللہ تعالیٰ اور اس کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت پیدا ہوتی ہے۔

لطائف

پہلا لطیفہ جس کو اخفیٰ کا نام دیا گیا ہے ہر انسان کے اندر نقطہ واحدہ ہے۔ یہی وہ نقطہ ہے جو اللہ کا گھر ہے جس میں اللہ بستا ہے جس نقطہ کے اوپر براہ راست اللہ کی تجلیات کا نزول ہوتا ہے۔ یہی وہ نقطہ ہے جس کے اندر داخل ہو جانے سے انسان کائنات کے اندر جاری وساری نظام میں داخل ہو جاتا ہے اور کائنات کے اوپر اس کی حکومت قائم ہو جاتی

Marfat.com

ہے یہی وہ نقطہ ہے جس میں داخل ہونے کے بعد اللہ کا یہ ارشاد سمجھ میں آجاتا ہے کہ ہم نے تمہارے لئے آسمانوں میں' زمین میں جو کچھ ہے سب کا سب مسخر کر دیا ہے۔

اس کتاب المبین میں تیس کروڑ لوح محفوظ ہیں اور اسی ہزار حضیرے ہیں۔

ایک حضیرے میں ایک کھرب سے زیادہ مستقل آباد نظام اور بارہ کھرب غیر مستقل نظام ہیں ایک نظام کسی ایک سورج کا دائرہ وسعت ہوتا ہے ہر سورج (STAR) کے گرد نو بارہ یا تیرہ سیارے گردش کرتے ہیں۔

لطیفہ اخفیٰ اور لطیفہ خفی کے دائرے کو روح اعظم' نور مطلق' نسمہ مطلق' ثابتہ کہتے ہیں۔

لطیفہ اخفیٰ کا مقام سر کے درمیان میں ہے۔

لطیفہ اخفیٰ کا رنگ بنفشی ہے۔

لطیفہ خفیٰ کا رنگ نیلا ہے۔

لطیفہ خفیٰ کا مقام دونوں ابروؤں کے درمیان پیشانی پر ہے۔

روح اعظم (خفی + اخفیٰ) کو نہر تسوید ہر لحہ سیراب کرتی رہتی ہے۔

روح اعظم سے واقف بندہ اللہ تعالیٰ کی تقریباً ساڑھے گیارہ ہزار تجلیات کا مشاہدہ کرتا ہے۔

لطیفہ اخفیٰ میں علم الٰہی کی تجلی اللہ تعالیٰ کی مصلحتوں اور اسرار و رموز کا ریکارڈ ہوتا ہے انہیں لطیفہ خفی کی روشنی میں پڑھا جا سکتا ہے۔

روحِ اعظم کو اپنے پیر و مرشد کی نظر کرم اور تفہیم کی طرز پر متحرک کیا جا سکتا ہے۔

لطیفہ اخفیٰ + لطیفہ خفی = روحِ اعظم' نورِ مطلق' نسمہ مطلق یا ثابتہ

1- لطیفہ سرّی اور لطیفہ روحی کے دائرے کو روحِ انسان' نورِ مرکب' نسمہ مفرد' اعیان (عین) کہتے ہیں۔

Marfat.com

2- لطیفہ سری کا مقام سینے کے دائیں طرف ہے۔

3- لطیفہ سری کا رنگ سفید ہے۔

4- لطیفہ سری میں فرد کے متعلق احکامات لوح محفوظ کے تمثلات کی شکل میں محفوظ ہوتے ہیں۔

5- لطیفہ سری کے متحرک ہونے پر بندے کی نظر عالم مثال پر پڑتی ہے۔

6- لطیفہ روحی کا رنگ سبز ہے۔

7- لطیفہ روحی سے متعارف کو عالم اعراف کا شعور حاصل ہو جاتا ہے۔

8- روح انسانی (لطیفہ سری + لطیفہ روحی) کو نہر تجرید ہر لمحہ سیراب کرتی ہے۔

9- لوح محفوظ کے اوپر نوعی اور کائناتی ریکارڈ لطیفہ روحی کی روشنی میں پڑھا جا سکتا ہے۔

لطیفہ سری + لطیفہ روحی = روح انسانی (نسمہ مفرد اور عین)

لطیفہ قلبی اور لطیفہ نفسی کے دائرے کو روح حیوانی نسمہ مرکب، جو یہ کہتے ہیں۔

لطیفہ قلبی کا مقام دل ہے۔

لطیفہ قلبی کا رنگ سرخ ہے۔

لطیفہ قلبی میں انسان اپنے اعمال کا مشاہدہ کرتا ہے ان اعمال کو لطیفہ نفسی کی روشنی میں پڑھا جاتا ہے۔

لطیفہ قلبی متحرک ہونے سے انسان جنات سے متعارف ہو جاتا ہے۔

لطیفہ نفسی کا مقام ناف سے ذرا نیچے ہے۔

لطیفہ قلبی کو نہر تشہید سیراب کرتی ہے۔

مراقبہ کے ذریعہ لطیفہ نفسی کی روشنیوں میں اضافہ ہو جاتا ہے۔

لطیفہ نفسی + لطیفہ قلبی = روح حیوانی، نسمہ مرکب، جو یہ

Marfat.com

دوسرا اطلاق روح کی وہ روشنی ہے جس کے ذریعے تمثلات کا مشاہدہ ہوتا ہے۔ تصوف کی زبان میں دونوں اطلاق کا مجموعی نام تدلیٰ ہے۔ تدلی دراصل اسمائے الہیہ اللہ تعالیٰ کی وہ صفات ہیں جو ذات کا عکس بن کر تنزل کی صورت اختیار کر لیتی ہیں۔ یہی صفات موجودات کے ہر ذرے میں تدلی بن کر محیط ہوتی ہے۔

لطائف نفی اثبات

مَنْ عَرَفَ نَفْسَہٗ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّہٗ

جس نے اپنے نفس کو پہچانا اس نے اپنے رب کو پہچانا۔ نبی کریم ﷺ کے ارشاد کے مطابق اپنے قلب کو پہچاننا اللہ تعالیٰ کی ذات کا عرفان حاصل کرنا ہے۔ مرشد کریم حضرت خواجہ شمس الدین عظیمی مدظلہ العالی فرماتے ہیں کہ نفس سے مراد روح ہے۔ جو بندہ اس روح سے واقف ہو جاتا ہے۔ اسے اللہ تعالیٰ کا عرفان حاصل ہو جاتا ہے۔ جسے اللہ تعالیٰ کا عرفان حاصل ہو جاتا ہے وہ اس بات سے واقف ہو جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ بندہ سے کیا چاہتا ہے اور اس کی تخلیق کا مقصد کیا ہے۔ ایسے بندہ کو اللہ تعالیٰ کی توجہ حاصل ہو جاتی ہے۔ بندہ کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اختیارات منتقل ہو جاتے ہیں۔ کائنات اس کے تابع ہو جاتی ہے۔ حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ انتباہ فی سلاسل اولیاء میں پانچ انسانی لطیفے ہیں۔

1 قلب

2 روح

3 سِرّ

4 خفی

5 اخفیٰ

Marfat.com

یہ عالم امر سے ہیں ان کا مقام فرق العرش ہے جسے لامکاں کہتے ہیں اور عالم ارواح بھی اسے کہتے ہیں۔ حق تعالیٰ جل شانہ نے کمال قدرت سے اپنے ان لطائف کو بدن سے تعلق اور عشق دے کر وہاں سے نیچے اتار کر ہر ایک کو ایک خاص جگہ میں انسان کے بدن میں اس کے مناسب تھا جاری ہے قلب کو سینہ کی بائیں طرف پستان میں جاری ہے۔

روح کو جو قلب سے زیادہ لطیف ہے اس کے مقابل دائیں جانب اخفیٰ کہ لطیف اور احسن لطائف کے درمیان حقیقی سینہ اور سر کو درمیان قلب اور اخفیٰ کے خفی کو درمیان روح اور اخفیٰ کے ولایت۔ اس میں ہر ایک لطیفہ کے زیر قدم ایک اولوالعزم پیغمبر کے ہیں۔ چنانچہ قلب کی ولایت حضرت آدم علیہ السلام کی زیر قدم ہے اور روح کی ولایت حضرت ابراہیم علیہ السلام کی زیر قدم ہے اور سر کی ولایت حضرت موسیٰ علیہ السلام کی زیر قدم ہے۔ خفی کی ولایت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زیر قدم ہے۔ اخفیٰ کے ولایت حضرت خاتم الانبیاء حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے زیر قدم ہے۔ حضرت آدم علیہ السلام کے لئے ولایت قلب ہے تو وہ صاحب استعداد ولایت کی ایک درجہ کا ہے۔ پانچ درجوں میں سے جو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے زیر قدم ہے۔ اس کی ولایت ولایت روحی ہے اور یہ دو درجوں کی استعداد رکھتا ہے۔ پانچ درجوں میں سے اور جو زیر قدم حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ہے اس کی ولایت سر ہے اور وہ ولایت کے تین درجوں کی استعداد رکھتا ہے۔ درجات خمسہ سے اور جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ہے اس کے ولایت خفی ہے اور وہ چار درجے ولایت کی استعداد رکھتا ہے۔ ان درجوں میں سے جو حضرت سرور عالم ﷺ کے زیر قدم ہے اس کی ولایت اخفیٰ ہے۔ اعظم اور اعلیٰ اور احسن ہے سب درجوں کے اور اس ولایت کی صاحب کو قابلیت پانچوں کے ولایت ہے اور جاننا چاہئے کہ انبیا علیہم اسلام کے قدموں کا تفاوت ان کے آپس میں اس راہ سے نہیں ہے۔ بلکہ نبوت کی راہ سے ہے پس جو ان بزرگوں میں سے اس راہ میں پیش پیش ہوگا۔ وہی دوسروں سے

Marfat.com

افضل ہو گا۔ چنانچہ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے مقام نبوت میں پیش قدم ہیں اس لئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے غالب ہیں۔ اگر مرشد و مربی طالب کا صادق المشرب ہے تو اس سے ہو سکتا ہے کہ جس راستہ سے آپ نے منازل کی ہیں۔ اس راہ طالب کو بھی چلائے اور ولایت محمدیؐ کے کمالات کو پہنچائے اور وہ مرید اگرچہ خود اپنی استعداد کمتر رکھتا ہے اور انوار ولطائف کی رنگ کے متعلق ہر ایک نے اپنے اپنے کشف کے مطابق لکھا ہے۔ لیکن قلب کا نور زرد ہے' اور روح کا نور سرخ ہے اور سر کا نور سفید اور خفی کا نور سیاہ ہے اور اخفی کا نور سبز ہے۔ حضرت سید آدم بنوریؒ جو نقشبندیہ سلسلہ میں حضرت مجدد الف ثانی کے خلفاء عظام میں سے ایک ہیں ان کے نزدیک بھی حضرت انسان دس لطائف سے مرکب ہے۔ ان کے مطابق (1) لطیفہ اول قلبی ہے جو بائیں پستان کی نیچے بقدر دو انگلی واقع ہے۔ (2) دوسرا لطیفہ روحی ہے جو دائیں پستان کے نیچے بقدر دو انگلی واقع ہے۔ (3) تیسرا لطیفہ سر ہے جو درمیان اور وسط سینہ میں "کوکی" کی اوپر کی ہڈی جسے فرنسائی زبان میں "ہڈکی" کہتے ہیں کہ دونوں طرف کے پسلیاں وہاں ملتی ہیں واقع ہے (4) چوتھا لطیفہ نفسی ہے' جو ناف کے نیچے واقع ہے پھر محل ذکر مصطفیٰ تھے جو ماتھے پر دونوں ابرو کے درمیان واقع ہے اور سید آدم بنوری ﷺ کے نزدیک یہ لطیفہ نہیں بلکہ محل ہے جو ذکر کے لئے مقرر ہے اور اس کا نام مصطفیٰ رکھا ہے (5) پانچواں لطیفہ خفی ہے جو تالو کے اوپر واقع ہے اور (6) چھٹا لطیفہ اخفیٰ ہے جو درمیان کھوپڑی واقع ہے (7) ساتواں (8) آٹھواں (9) نواں (10) دسواں ذکر قلبی (سلطان الاذکار) یہ کھوپڑی سے پاؤں کے ناخنوں تک اربعہ عناصر (آگ + پانی + مٹی + ہوا) پر علیٰحدہ علیٰحدہ واقع ہے اور علیٰحدہ علیٰحدہ لطیفہ ہے کہ انسان اس سے مرکب ہے۔ سلسلہ عالیہ عظیمیہ کے امام ابدال حق حضور قلندر بابا اولیاء رحمتہ اللہ علیہ اپنی مشہور زمانہ کتاب لوح و قلم میں لطائف ستہ کی یوں تعریف فرماتے ہیں۔ مخلوق کی ساخت میں روح کے تین حصے ہوتے ہیں روح اعظم۔ روح انسانی اور روح حیوانی

Marfat.com

1 روح اعظم علم واجب کے اجزا سے مرکب ہے۔

2 روح انسانی علم وحدت کے اجزا سے بنی ہے۔

3 روح حیوانی "جو" کے اجزاء ترکیبی پر مشتمل ہے۔

روح اعظم کی ابتداء لطیفہ اخفیٰ اور انتہا لطیفہ خفی ہے یہ روشنی کا ایک دائرہ ہے۔ جس میں کائنات کی تمام غیبی معلومات نقش رہتی ہیں۔ یہ وہی معلومات ہیں جو ازل سے ابد تک واقعات کی متعین حقیقی کی حیثیت رکھتی ہیں۔ اس دائرے میں مخلوق کی مصلحتوں اور اسرار کا ریکارڈ محفوظ ہے اور اس کو دائرہ ثابتہ کہتے ہیں۔

روح انسانی کی ابتداء لطیفہ سری ہے اور انتہا لطیفہ روحی ہے یہ بھی روشنی کا ایک دائرہ ہے اس دائرے میں وہ احکامات نقش ہوتے ہیں جو زندگی کا کردار بنتے ہیں۔ اس دائرے کا نام "اعیان" ہے۔

روحِ حیوانی کی ابتداء لطیفہ قلبی اور انتہا لطیفہ نفسی ہے یہ روشنی کا تیسرا دائرہ ہے اس کا نام "جویہ" ہے اس دائرے میں زندگی کا ہر عمل ریکارڈ ہوتا ہے۔ عمل کے وہ دونوں حصے جن میں اللہ تعالیٰ کے احکام کے ساتھ جنّ وانس کا اختیار بھی شامل ہے۔ جزو در جزو نقش ہوتے ہیں۔ اس طرح انسان کی روح میں چھ لطیفے ہوتے ہیں۔ جن میں پہلا لطیفہ اخفیٰ ہے۔ لطیفہ اخفیٰ علم الٰہی کی قلم کا نام ہے یہ قلم لطیفہ خفی کی روشنی میں مشاہدہ کی جا سکتی ہے۔ ان دونوں لطیفوں کا اجتماعی نام ثابتہ ہے۔ اس طرح ثابتہ کے دو اطلاق ہوئے۔ ایک اطلاق علم الٰہی کے تمثلات ہیں اور دوسرا اطلاق روح کی وہ روشنی ہے جس کے ذریعے تمثلات کا مشاہدہ ہوتا ہے۔

Marfat.com

لطائف ستہ کی مشق

لطائف ستہ کے متعلق اپنے پیر و مرشد رحمتہ اللہ علیہ سے جو ارشاد ہوا ہے پوری طرح معلوم کر کے اپنے دل میں جگہ دیں۔

بزرگوں نے فرمایا ہے کہ انسان کو حق تعالیٰ نے اپنی حقیقت کا نمونہ بنایا ہے اور اس کے اندر لطائف ستہ پیدا فرمائے ہیں اور اسے اپنی جمالی و جلالی صفتوں سے نواز کر سرفراز و ممتاز کیا اور تمام نیکیوں اور سعادتوں کا منبع گردانا اور اپنے نور سے اسے منور کیا۔

اوّل لطیفہ نفس ہے۔ یہ اس کو نصیب ہوتا ہے جو ذوق و شوق سے خداوند قدوس کو یاد کرے۔ وہ کون مبارک درخت ہے کہ اس میں یہ پھل آئے اور کون وہ درویش ہے جو ذکر خدا میں رات کو دن بنائے اور کون وہ فقیر ہے جس کا وقت اس کی فکر میں ہی صرف ہو۔ نور ذات وہ نور ہے کہ اس کا بیان مشکل اور اس کی کیفیتیں بغیر نشان کے محال۔ ہاں بزرگان دین نے راسخ العقیدہ مریدوں کی تعلیم کے لئے چند علامتیں مقرر فرمائی ہیں۔ اگر ان علامتوں کو معمول بنائے تو مطلوب و مقصود سے بہرہ ور ہو سکتا ہے۔

لطیفہ نفسی

اسم اللہ کو شرح سے کہ اسے لطیفہ نفسی اور قلب نیلوفر کہتے ہیں اس طریق پر ملاحظہ کرے۔ کہ وضو کر کے اور قبلہ رو ہو کر سر کو مراقبہ میں جھکا کر ناف پر نظر رکھتے ہوئے نام پاک اللہ اللہ ناف سے ذرا اوپر دل سے ذکر کرے اور زبان بند رکھے اور اندرونی آواز سے مشغول ہو اور جیسا کہ استاد شاگرد کو تعلیم دیتا ہے۔ سالک خود بھی ساتھ اللہ اللہ کرے اور یہ مراقبہ اس طریق پر ہو کہ فرش زمین سے عرش تک سوائے ذات اللہ کے اور کچھ اس کے خیال میں نہ آئے یہاں تک کہ فیوض الٰہی اسے ڈھانپ لیں اور ذات

Marfat.com

پاک اللہ جل شانہ ' میں خود کو جذب کردے۔ اور نور حق کے سوا اس کے لئے اور کچھ نہ ہو اور اسی حالت میں تجلیات غیبی اور ذات حق سبحانہ ' تعالیٰ کا ظہور ہو۔

لطیفہ قلبی

سلسلہ عالیہ قادریہ سہروردیہ کے بزرگان رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے متعلق یوں ارشاد فرمایا ہے کہ قلب بائیں پہلو میں ایک مخروطی اور انڈے کی شکل کی ایک چیز ہے۔ جسے قلب صنوبری کہتے ہیں اور وہ بائیں پستان کے نیچے ہے۔ سالک کو چاہئے کہ صبح اور دوپہر دن میں اور شام کو علیحدہ ہو کر گوشہ تنہائی میں بیٹھ کر زبان کو تالو سے لگا کر لفظ اللہ جو کہ باری تعالیٰ کی ذات اور صفات پر حاوی ہے۔ سر نیچے کر کے قلب صنوبری پر ضرب دے اور اتنی ہی دیر تک یہ وظیفہ جاری رکھے کہ اسم اللہ دل سے سنا جا سکے۔ بلکہ آہستہ آہستہ جیسا کہ جانور کی تعلیم کرتے ہیں زبان سے بغیر کہے ہوئے دل سے کہے انشاء اللہ تعالیٰ۔ عنایت الٰہی اور توجہات مرشد ارشاد پناہی سے دل سے آواز پیدا ہو گی۔ جو دو طرح سے ہوتی ہے۔

ایک یہ کہ جسے دل کہتے ہیں۔ اس کی حرکت سے آواز پیدا ہو دوئم یہ کہ قلب سے مل کر تمام بدن سے آواز برآمد ہو اور یہ طریقہ اعلیٰ وارفع ہے۔ رنگ قلب سرخ رنگ ہے اور تجلیات الٰہی جو آگ کی مانند ہیں ظاہر ہوتی ہیں اور ان کے حاصل ہونے سے سالک اعلیٰ مرتبے پر فائز ہو جاتا ہے اور اس کے تمام گناہ اور لغزشیں نیکیوں سے بدل جاتی ہیں۔ دل کا نور اس شغل سے اس قدر ضیاپاش ہو جاتا ہے کہ تاریک رات میں چیزیں نظر آنے لگتی ہیں اور اولیاء اللہ کی زیارات سے مشرف ہوتا رہتا ہے۔ اور جذبات و عنایات الٰہی سے ایسا پر ہو جاتا ہے کہ خداوند عالم اسے اس درجہ پر فائز فرما دیتے ہیں جس سے طالب اس شغل سے بلند ترین درجہ پر پہنچ کر خود کو ڈھونڈتا ہے۔ مگر نہیں پا سکتا اور کوئی

Marfat.com

نشان اپنا اسے نظر نہیں آتا۔

پس قلب صنوبری اس چیز کا مظہر ہے کہ قلب محمدیؐ سے آمیختہ یعنی ملا ہوا ہے اور آپ کے نور سے منور ہے اور قلب محمدیؐ قلب بیرنگ کا مظہر ہے۔ جس نے نشان اس کی بے نشانی سے لیا ہے اور اس طرح اس کی نسبت بمرتبہ بے رنگی ہے اور یہ وحدت کا ظہور ہے۔ (اگر نقش اللہ کا دل پر قائم اور درست نہ ہو تو چاہئے کہ "اسم اللہ" کاغذ پر لکھ کر نظر کے سامنے رکھے اور اس طرح اس کی طرف نظر جمائے۔ یہاں تک کہ اس کا مشاہدہ ہو اور جب نقش اللہ بغیر لکھا دیکھے ہوئے نظر کے سامنے آجائے تو اپنی نظر کو ہٹا کر دل کی طرف لے جائے) اور اللہ کی ذات کا مشاہدہ اس پر کرے انشاء اللہ کامل استعداد مرشد کی برکت اور رب العزت کی عنایت سے اللہ کا نشان دل پر درست ہو جائے گا اور آنکھیں اور دل مراقبہ میں اسے بعینہ دیکھ سکیں گے۔

لطیفہ روحی

درویش پر جب لطیفہ قلبی کی حقیقت کماحقہ' کھل جائے اور وہ تجلیات خداوندی کی کیفیت پالے انوار کا مشاہدہ کرے اور اللہ کی رحمت اسے آغوش میں لے لے تو پھر اسے لطیفہ روحی کی طرف متوجہ ہونا چاہئے۔ کیونکہ یہ لطیفہ حامل انوار الہی اور نہ ختم ہونے والی تجلیات سے بنا ہے۔ اس طریقہ سے سالک کو چاہئے کہ اپنی توجہ روح کی جگہ پر متوجہ کر کے جو کہ دائیں طرف قلب کے سامنے داہنی پستان کے نیچے ہے۔ اسم اللہ کو اندرونی آواز سے رُوح کو تلقین کرے اور یہ اس طرح ہو کہ زبان کو مطلق اس کی خبر نہ ہو اور انا کھو جائے کہ عالم اجسام سے عالم ملکوت اور سیر الی اللہ و سیر فی اللہ من و عن ظاہر ہو اور عالم مثال اور عالم جبروت نظر آئیں اور روح کا سبز رنگ ہے۔ ملاحظہ کرے۔ اس لئے کہ ذات باری کا رنگ عارف ہے۔ مشاہدہ میں سیاہ رنگ ہے اور روح کا رنگ سبز ہے اور

Marfat.com

سلامتی کی وادی سے نمودار ہوں گے اور طالب کا دل موسیٰ کی مانند آواز فاخلع نعلیک یعنی جوتا اتار کر آیئے سُنے گا اور کفر و ایمان سے علیحدہ ہو کر دیدار مطلوب پائے گا۔

لطیفہ خفی

پنجم لطیفہ خفی کہلاتا ہے۔ طالب کو جب اللہ تعالیٰ یہ توفیق بخشے کہ وہ ہر چہار لطائف پر جو انسان کے جسم سے تعلق رکھتے ہیں عامل ہو جائے تو لطیفہ خفی کی طرف رجوع کرے۔ دو لطیفہ سر سے تعلق رکھتے ہیں' ایک خفی دوسرے اخفیٰ درویش پر ظاہر کئے جاتے ہیں۔ لطیفہ خفی کا مرکز و مکاں دونوں (حاجبین) جڑوں کے درمیان ہے اور اس کو قلب عبرت اور قلب انوار بھی کہتے ہیں۔ طالب کو چاہئے کہ لفظ ھُو کو دونوں ابروؤں کے درمیان سے اندرونی آواز کے ساتھ نیچے لے جائے۔ جہاں کہ لطیفہ سری و نفسی ہے اور دہان و زبان کو اس کی مطلق خبر نہ ہو اور حاجبین کے درمیان سے بائیں طرف کھینچے اور لطیفہ سری کے درمیان لے جا کر لطیفہ نفسی پر پہنچائے۔ یعنی ھُو کو پیشانی کے اوپر سے تمام قوت سے نیچے کی طرف لائے اور دوسری مرتبہ ھو کو دونوں حاجبین کے درمیان لمبا کر کے نیچے سے اوپر کو لے جائے اور اسی طرح دیر تک یہ عمل دوہراتا رہے اور نور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حاجبین کے درمیان تلاش کرے اور نور رسول اللہ صلی اللہ علی وسلم اور ذات اللہ کی مدد اور فیض چاہئے۔ نیز چاہئے کہ یہ بھی سعی کرے کہ دونوں کانوں سے ھُوھُو آواز متواتر باہر آئے اور یہ آواز' آواز ذات خدا ہو گی اور اس آواز کی تفصیل یوں ظاہر کی جاتی ہے کہ اس لطیفہ کا رنگ برنگ نور ہے اور نور کی تجلیات نورانی بجلی کی مانند اور طور کے شعلوں کی طرح جس جگہ دونوں جانب ملتے ہیں سے باہر آتی ہیں اور مشغول کو اس کی ہستی سے باہر کر دیتی ہیں۔ سالک کو چاہئے کہ نور حقانی اور نور وحدت کی جانب جو کہ لطیفہ خفی میں بے انداز ہے متوجہ ہو اور نور و نور ہو جائے۔ کیونکہ حقیقتاً یہ نور خداوند تعالیٰ کا نور ہوتا ہے

Marfat.com

جو (چھا) طرفوں سے گھیرے ہوئے ہوتا ہے اور اس طرح تصور کرے کہ اپنے جسم کو خود نور سمجھتے ہوئے اس نور میں داخل ہو جائے۔

چنانچہ اس آواز ہُوہُو میں مستغرق ہو کر اپنے آپ میں اپنے سے غیر کا نشان تک نہ پائے اور محویت میں محو ہو جائے اور خداوند تعالیٰ کے فضل و کرم سے انوار اور نشانات سامنے ہوتے چلے جائیں اور سالک کو ذات واحد میں محو ہو جانے دیں۔ جب یہ لطیفہ مکمل طور پر کھل جائے تو بے شمار عجائبات اور ان گنت غرائبات طالب کو حاصل ہوتے ہیں۔ لیکن تعلق مراقبہ و مشاہدہ اور ہمیشگی فکرو ذکر قائم رکھنا چاہئے۔ کیونکہ کثرت ذکر و فکر سے نتائج میں بھی کثرت پیدا ہوتی ہے اور یہی کثرت اذکار واشغال اللہ تعالیٰ سے قریب تر کر دیتی ہے۔ طالب کو بہت سا وقت اسی شغل میں مشغول رہنا بہتر ہوتا ہے۔

لطیفہ اخفیٰ

جب طالب پر حقیقت لطیفہ خفی پوری طرح کھل جائے تو لطیفہ دوئم کہ سر سے تعلق رکھتا ہے کی جانب متوجہ ہونا چاہئے۔ کیونکہ اس کا ظاہر ہونا نہایت ضروری ہے اور اس کو لطیفہ اخفیٰ اور جمع الجمع بھی کہتے ہیں۔ اولیاء اللہ اس کا مکان ونشان اُمّ الدّماغ بیان فرماتے ہیں۔ قلب احرار اور قلب مدور بھی اسی کے نام ہیں۔ میرے شیخ حضرت قبلہ رحمتہ اللہ علیہ نے مجھے اس طرح فرمایا کہ ہر طالب کو جو لطیفہ اخفیٰ کا طالب ہو انوار و اسرار اُمّ الدّماغ سے ڈھونڈنے چاہئیں اور اس کے ڈھونڈنے کا طریقہ یہ ہے کہ جب لطیفہ قلبی اور وہ انوار اسرار جو اس میں پوشیدہ ہیں تجھ پر منکشف ہوں اور اللہ اللہ کی آواز جو کہ ذات کی پہچان ہے قلب کے اندر سے ظاہر ہو اور حقیقت لطیفہ روحی اور اس کے آثار و اطوار تجھ پر اظہار کریں اور اللہ اللہ کی ندا لطیفہ سری سے ہویدا ہو اور لطیفہ سری بطور بیان معلوم و روشن ہو جائے تو طالب کے شایان شان یہ ہے کہ یہ آواز کہ جو ان لطیفوں سے آتی ہے سب کو

Marfat.com

جمع کر کے اور ہُو کی صورت میں لا کر امُ الدّماغ کے اندر سے قلب احمر اور قلب بیرنگ اور قلب مدور بھی کہلاتا ہے اور گیارہواں دروازہ بھی اسی کو کہتے ہیں۔ باہر لاتے ہوئے عرش مجید پر لے جائے اور یہ تصور کہ عرش سے تحت الثریٰ تک ہُو ہُو یعنی ذات اللہ ہی ہے ہونا چاہئے اور یہ بھی کہ ہُو ہُو تمام موجودات عالم کو گھیرے میں لیا ہوا ہے۔ ھُوَالاَوَّلُ وَالاٰخِرُوَ الظَّاہِرُ وَالبَاطِنُ وَھُوَ بِکُلِّ شَیْءٍ مُّحِیطٌ اور اپنی ذات و صفات کو اللہ تعالیٰ کی ذات میں فانی کر دے اور اپنے آپ کو (لاشئی) یعنی کچھ نہ سمجھتے ہوئے ذات باری کو باقی اور موجود جانے اور اس کو لطیفہ اخفیٰ کے سامنے دیکھے کیونکہ خداوند عالم اسی میں ہے۔ اگرچہ اس کا کوئی مکان نہیں لیکن کوئی جگہ اس سے خالی بھی نہیں اور اولیاء اللہ بالیقین اس کو اسی جگہ موجود پاتے ہیں۔ اس شغل کے بعد جو کچھ معلوم ہو اور سمجھ کے احاطہ میں آسکے قلم و زبان اس کے بیان کرنے سے قاصر ہوں گی۔ پوشیدہ راز اور انوار و تجلیات سالک پر اس طور سے وارد ہوتی ہیں کہ ان کا تحریر میں آنا ناممکن ہو جاتا ہے۔

دائرہ امکاں

اور یہ ولایت ولایت اولیاء ہے۔ جو اس دائرہ ظلال سے ہے جس کا وجود فقط علم اللہ تعالیٰ میں ہے صوفی پہلے اس سے داخل ہوتا ہے کیونکہ یہی اس کی اصل ہے اور یہاں اس مقام میں استغراق' بے خودی' دوام حضوری اور نسیان ماسوا حاصل ہوتا ہے اور کبھی کبھی مکرو مستی اور جذبات فنا و بقا اور دوسرے حالات بھی وارد ہوتے ہیں طالب کی استعداد کے مطابق ہوتا ہے حضرت مجدد الف ثانیؒ کی تحقیق میں تعلق دائرہ امکان کا دس لطائف سے ہے پانچ عالم امر کی پانچ عالم خلق کی۔ عالم امر کی لطائف (1) قلب (2) روح (3) سر (4) خفی (5) اخفیٰ ہیں عرش سے اوپر اصل ہر اصل پر لطیفہ عالم امر کی ہے اور عرش سے نیچے ہر لطیفہ عالم خلق کی اصل ہے جس کا دائرہ اس جگہ لکھا جاتا ہے۔

Marfat.com

اصل اخفیٰ نفس

اصل خفی آتش

اصل سر ہوا

اصل روح آب

اصل قلب خاک

ولایت صغریٰ و کبریٰ

ولایت کبریٰ کی دوسرے دائرہ کا منشا جو پہلے دائرے کی اصل ہے۔ اس دائرہ کو دائرہ ثالث کہتے ہے اس کو دوسرے الفاظ میں مراقبہ محبت کہتے ہیں۔ اس لحاظ سے اس کا فیض لطیفہ نفس پر اس ذات سے جو مجھے دوست رکھتی ہے اور میں اس کو دوست رکھتا ہوں کا مراقبہ کیا جاتا ہے۔ اس کے بعد تیسرا دائرہ جو دائرہ قوس کہلاتا ہے بہرحال یہ تینوں دائرے اللہ تعالیٰ کی ذات اقدس میں اعتبارات ہیں۔ جو صفات و شیونات کی مساوی ہوتے ہیں اس مقام پر شرح صدر اور سینے کی فراخی حاصل رہتی ہے اور صبر، شکر اور رضا حاصل ہوتی ہے۔

Marfat.com

طرز فکر یا نسبت

کسی طرز فکر کو اپنانے کے لئے یہ ضروری ہے کہ پہلے اس مخصوص طرز فکر کو قبول کیا جائے۔ پھر طرز فکر والی مخصوص ہستی سے ایسا تعلق قائم کر لیا جائے۔ جو فریقین کو ایک دوسرے سے قریب تر کر دے۔ یہ تعلق اسی وقت قائم ہو سکتا ہے۔ جب طرز فکر حاصل کرنے والا اس شخص کی عادات واطوار کو اپنی عادات واطوار بنالے اور جس شخص کی طرز فکر حاصل کرنا مقصود ہے وہ بھی دوسرے آدمی کو اپنا قرب عطا کرے اور اس کو اپنی جان کا ایک حصہ سمجھے تصوف میں طرز فکر حاصل کرنے کا اصطلاحی نام نسبت ہے اور میرے مرشد کریم خواجہ شمس الدین عظیمی مدظلہ العالی اس کو اس طرح بیان فرماتے ہیں۔

انسان کا ذہن اور طرز فکر ماحول سے بنتی ہے جس قسم کا ماحول ہوتا ہے اُسی طرز کے اعمال نقوش در و بست یا کم و بیش ذہن میں نقش ہو جاتے ہیں۔ جس حد تک یہ نقوش گہرے یا ہلکے ہوتے ہیں' اسی مناسبت سے انسانی زندگی میں طرز فکر یقین بن جاتی ہے اور کوئی بچہ ایسے ماحول میں پرورش پاتا ہے جہاں والدین اور اس کے اردگرد ماحول کے لوگ ذہنی پیچیدگی' بد دیانتی اور تمام ایسے اعمال کے عادی ہوں جو دوسروں کے لئے نا قابل اور ناپسندیدہ ہیں تو بچہ لازمی طور پر وہی طرز قبول کرلیتا ہے۔ اسی طرح اگر بچے کا ماحول پاکیزہ ہے تو وہ پاکیزہ نفس ہوگا۔ عام مشاہدہ یہ ہے کہ بچے کا ذہن آدھا والدین کا ورثہ ہوتا ہے اور آدھا ماحول کے زیر اثر بنتا ہے یہ مثال صرف بچوں کے لئے مخصوص نہیں' افراد اور قوموں پر بھی یہی قانون نافذ ہے۔ ابتدائے آفرینش سے تا ایں دم جو کچھ ہو چکا ہے' ہو رہا ہے یا آئندہ ہوگا وہ سب کا سب نوع انسانی کا ورثہ ہے اور یہی ورثہ قوموں میں اور افراد میں منتقل ہو رہا ہے اور ہوتا رہے گا۔

Marfat.com

قانون

بچہ جب پیدا ہوتا ہے تو شعوری اعتبار سے بالکل کورا (BLANK) ہوتا ہے لیکن اس کے اندر شعور کی داغ بیل پڑ چکی ہوتی ہے۔ شعور کی یہ داغ بیل ماں باپ کے شعور سے بنتی ہے۔ یعنی ماں کا شعور جمع (+) باپ کا شعور برابر (=) بچہ کا شعور یہی شعور بتدریج زندگی کے تقاضوں اور حالات کے ردّوبدل کے ساتھ ضرب (MULTIPLY) ہوتا رہتا ہے۔

1 بچہ کا شعور جمع (+) ماحول کا ورثہ برابر (=) فرد کا شعور

2 تاریخی حالات وواقعات کا شعور جمع (+) اسلاف کا شعور برابر (=) قوم کا شعور

3 تاریخی حالات وواقعات کا شعور جمع (+) آدم کا شعور برابر (=) اسلاف کا شعور

بتانا مقصود ہے کہ ہمارے شعور میں آدم کا شعور شامل ہے اور یہ جمع در جمع ہو کر ارتقائی شکل وصورت اختیار کر رہا ہے۔ دو چیزیں جب ایک دوسرے میں باہم مل کر جذب ہو جاتی ہیں تو نتیجے میں تیسری چیز وجود میں آجاتی ہے۔

جیسے پانی میں شکر ملانے سے شربت بن جاتا ہے پانی میں اتنی حرارت شامل کر دی جائے جو آگ کے قریب ہو تو پانی کی وہی صفات ہو جائیں گی جو آگ کی ہوتی ہیں اور اگر پانی میں اتنی سردی شامل کر دی جائے جو برف کی ہے تو پانی کی وہی خصوصیات ہو جائیں گی جو برف کی ہوتی ہیں۔ اسی طرح جب ماں اور باپ کا شعور ایک دوسرے میں جذب ہوتا ہے تو نتیجہ میں تیسرا شعور وجود میں آتا ہے جس کو ہم بچہ کہتے ہیں۔ ابھی ہم نے انسانی ارتقاء کا تذکرہ کیا ہے۔ یہ ارتقاء شعوری حواس پر قائم ہے اور اس ارتقاء میں ہر آن اور ہر لمحہ تبدیلی ہو رہی ہے۔ بالفاظ دیگر یوں کہا جاسکتا ہے کہ ان لمحات کی تبدیلی کا نام ارتقاء ہے۔

Marfat.com

فطرت میں کوئی تبدیلی واقع نہیں ہوتی۔ البتہ جبلت تبدیل ہوتی رہتی ہے۔ بچہ جب پیدا ہوتا ہے تو اس کے اندر فطرت اور جبلت دونوں چیزیں ہوتی ہیں۔ بچہ کے اوپر جبلت کے مقابلے میں فطرت کا غلبہ ہوتا ہے۔ جیسے جیسے والدین کے شعور کا حاصل شعور ماحول کے شعور سے ضرب (MULTIPLY) ہوتا ہے اصل شعور میں اضافہ ہوتا رہتا ہے اور جیسے جیسے اضافہ واقع ہوتا ہے بچہ کے اوپر جبلت غالب آجاتی ہے اور جب ایسا ہوتا ہے تو جبلت کا غلبہ فطرت کے لئے پردہ بن جاتا ہے اور جُوں جُوں یہ پردہ دبیز ہوتا ہے آدمی فطرت سے دور ہوتا چلا جاتا ہے۔

قرآن پاک میں جن انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسّلام کا تذکرہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے' اس پر معمولی سمجھ بوجھ کا آدمی بھی غور کرے تو یہ بات سامنے آجاتی ہے کہ ان پیغمبران کرام کا سلسلہ ایک ہی خاندان سے وابستہ ہے۔ (تذکرہ ان پیغمبروں کا ہو رہا ہے جن کا ذکر قرآن میں کڑی در کڑی کیا گیا ہے۔) قرآن پاک کے ارشاد کے مطابق عرب سرزمین پر جتنے پیغمبر مبعوث ہوئے وہ سب حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اولاد ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ایک قانون بنا دیا ہے۔ اس لئے قدرت اس قانون پر عمل درآمد کرنے کی پابند ہے۔ اسی بات کو اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں اس طرح بیان کیا ہے۔

"اللہ تعالیٰ کی سنت میں نہ تبدیلی ہوتی ہے نہ تعطل واقع ہوتا ہے۔"

اللہ تعالیٰ کے ارشاد کے مطابق زمین کے ہر حصے میں پیغمبر مبعوث ہوئے ہیں۔ روایت یہ بیان کی جاتی ہے کہ ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبر مبعوث ہوئے لیکن سرزمین عرب پر جو پیغمبر مبعوث ہوئے اور جن کا تذکرہ قرآن میں کیا گیا' وہ سب حضرت ابراہیم کی اولاد ہیں۔ اس بات کو اس طرح بیان کیا جا سکتا ہے کہ حضرت ابراہیم کی طرز فکر ان کی اولاد کو منتقل ہوتی رہی۔

اس سے پہلے ہم یہ بات واضح کر چکے ہیں کہ انسانی ارتقاء مسلسل اور متواتر شعور کی

Marfat.com

منتقلی کا نام ہے۔ ایک زمانہ تھا کہ لوگ غاروں میں رہتے تھے۔ لوگ پتھر کے زمانے (STONEAGE) میں آ گئے اور اس کے بعد پتھر کے وہی ہتھیار یا ضرورت زندگی کا سامان دوسری دھاتوں میں منتقل ہوتا چلا گیا۔

علیٰ ھذا القیاس نوع انسانی ورثہ پر چل رہی ہے جو اس کو آدم سے منتقل ہوا ہے۔ آدم نے نافرمانی کی، یہ طرز فکر بھی آدم کی اولاد میں منتقل ہو گئی ان تمام باتوں کا حاصل یہ ہے کہ آدم کی اولاد کو وہی ورثہ ملتا ہے جس ماحول میں وہ پرورش پاتا ہے۔

طرز فکر دو ہیں۔ ایک طرز فکر بندے کو اپنے خالق سے دور کرتی ہے اور دوسری طرز فکر بندے کو خالق سے قریب کرتی ہے ہم جب کسی ایسے انعام یافتہ شخص سے قربت حاصل کرتے ہیں جس کو وہ طرز فکر حاصل ہے جو خالق سے قریب کرتی ہے تو قانون قدرت کے مطابق ہمارے اندر وہی طرز فکر کام کرنے لگتی ہے اور ہم جس حد تک اس انعام یافتہ شخص سے قریب ہو جاتے ہیں، اتنا ہی اس کی طرز فکر سے آشنا ہو جاتے ہیں اور انتہا یہ ہے کہ دونوں کی طرز فکر ایک بن جاتی ہے۔

لوح محفوظ کے قانون کے مطابق دیکھنے کی طرزیں دو ہیں۔ ایک دیکھنا براہ راست ہوتا ہے اور ایک دیکھنا بالواسطہ۔ براہ راست دیکھنے سے منشاء یہ ہے کہ جو چیز براہ راست دیکھی جا رہی ہے وہ کسی میڈیم کے بغیر دیکھی جا رہی ہے۔ بالواسطہ دیکھنے کا مطلب ہے کہ جو چیز ہمارے سامنے ہے وہ ہم کسی پردے میں کسی ذریعہ سے یا کسی واسطے سے دیکھ رہے ہیں۔

اب ہم نظر کے اس قانون کی دوسری تشریح بیان کرتے ہیں۔ کائنات میں جو کچھ ہے، جو کچھ تھا، جو کچھ ہو رہا ہے یا آئندہ ہونے والا ہے وہ سب کا سب لوح محفوظ پر نقش ہے اس میں ان تقاضوں کی کنہ موجود ہے کنہ یعنی ایسی بنیاد (BASE) جس میں چوں چرا، نفی اثبات اور اونچ نیچ نہیں ہے بس جو کچھ ہے وہ ہے۔

Marfat.com

لوحِ محفوظ

لوحِ محفوظ پر اگر بھوک پیاس کے حواس موجود ہیں تو صرف بھوک و پیاس کے حواس موجود ہیں جب یہ حواس لوحِ محفوظ سے نزول کر کے لوحِ دوئم میں آتے ہیں تو ان میں معنویت پیدا ہو جاتی ہے۔ یعنی پیاس پانی سے بجھتی ہے اور بھوک کا مداوا غذا سے ہوتا ہے' وغیرہ وغیرہ۔ یہ براہِ راست نظر کے قانون میں آتا ہے یعنی ایک اطلاع ہے' جب تک وہ محض ایک اطلاع (INFORMATION) ہے یہ براہِ راست طرزِ فکر ہے اور جب اس اطلاع میں معانی شامل کر لئے جاتے ہیں تو یہ بالواسطہ طرزِ فکر بن جاتی ہے۔ اس کی مثال بہت سادہ اور آسان ہے ایک آدمی آنکھوں پر چشمہ نہیں لگاتا وہ جو کچھ دیکھتا ہے' براہ راست دیکھتا ہے۔ دوسرا آدمی چشمہ لگاتا ہے وہ جو کچھ دیکھ رہا ہے' اس کے دیکھنے میں شیشہ میڈیم بن گیا ہے۔ اب اسی مثال کو اور زیادہ گہرائی میں بیان کیا جائے تو اس طرح کہا جائے گا کہ عینک میں اگر سرخ رنگ کا گلاس ہے تو ہر چیز سرخ نظر آئے گی' نیلا شیشہ ہے تو چیز نیلی نظر آئے گی اسی طرح انسانی تقاضے اور انسان کی نظر لوحِ محفوظ پر نقش ہے جب ہم کسی رنگین شیشے کو اپنا میڈیم بنائیں گے تو نظر وہی دیکھے گی جو ہمیں شیشہ دکھائے گا۔

طرزِ فکر

بات طرزِ فکر کی ہو رہی تھی۔ طرزِ فکر اور نظر کا قانون ایک ہی بات ہے۔ طرزِ فکر ہی براہ راست اور یا بالواسطہ کام کرتی ہے۔ ایک طرزِ فکر ایسی ہے جو بالواسطہ کام کرتی ہے اور ایک طرزِ فکر یہ ہے کہ براہ راست کام کر رہی ہے۔ کوئی آدمی اگر ایسے شخص کی طرزِ فکر کو اپنے لئے واسطہ بناتا ہے جس کی طرزِ فکر براہ راست کام کر رہی ہے تو اس شخص کے اندر وہی طرزِ فکر منتقل ہو جاتی ہے۔ جس طرح رنگین شیشہ آنکھ پر لگانے سے ہر چیز رنگین نظر آتی ہے۔ روحانی تعلیم دراصل طرزِ فکر کی اس صلاحیت کو اپنے اندر منتقل کرنے کا ایک

Marfat.com

عمل ہے۔

جتنے پیغمبر علیہم الصلوٰۃ والسّلام تشریف لائے ان سب کی طرز فکر یہی رہی کہ ہمارا رشتہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ براہ راست قائم رہے اور یہ رشتہ ہی کائنات کو جاری وساری رکھے ہوئے ہے۔ پیغمبروں کی تعلیمات بھی یہی رہیں کہ بندے کے ذہن میں یہ بات راسخ ہو جائے کہ بندہ ذات باری تعالیٰ کے رشتے کے سوا کوئی حیثیت نہیں رکھتا۔ پیغامبران اکرام نے اسی طرز فکر کو مستحکم کرنے کے لئے اچھائی اور برائی کا تصور عطا کیا۔ اگر اچھائی اور برائی کا تصور نہ ہو تو نیکی اور بدی ناقابل تذکرہ ہو جائے۔ اس بات سے کوئی آدمی انکار کی مجال نہیں رکھتا کہ شیطان کو بھی اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا ہے۔ شیطان یا شر کو ہم اللہ تعالیٰ کی تخلیق سے جدا نہیں کر سکتے۔ لیکن شیطان زندگی کا ایک ایسا رخ ہے جو اللہ تعالیٰ کے لئے ناپسندیدہ ہے اور شیطنت کے برعکس اللہ تعالیٰ کے احکامات کی بجا آوری اللہ کے لئے پسندیدہ عمل ہے لیکن جو لوگ تخلیق کے اس قانون سے واقف ہیں اور جن کا ایمان یقین اور مشاہدہ بن جاتا ہے' وہ ہر بات کو من جانب اللہ سمجھتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی پسندیدگی کو اپنی زندگی بنا لیتے ہیں۔

حضرت رابعہ بصریؒ سے کسی نے سوال کیا "آپ نے شادی نہیں کی۔ کیا آپ کو شیطان سے ڈر نہیں لگتا؟"

حضرت مائی صاحبہؒ نے فرمایا "مجھے رحمان سے ہی فرصت نہیں"

اس بات کو خواجہ غریب نواز نے اس طرح فرمایا ہے "یار دم بدم و بار بار می آید"

خواجہ غریب نوازؒ فرماتے ہیں کہ میری ہر سانس کے ساتھ اللہ بسا ہوا ہے اور میرا ہر سانس اللہ کے ساتھ وابستہ ہے۔ ایسے برگزیدہ اور پاکیزہ نفس بندے جن کا ذہن ایمان وایقان سے معمور ہوتا ہے' وہ اللہ کی دی ہوئی توفیق کے ساتھ ہر وقت خیر کی طرف متوجہ رہتے ہیں۔ وہ یہ جانتے ہیں کہ شر اور خیر دونوں لازم وملزوم ہیں' بالکل اس طرح جیسے

Marfat.com

روشنی اور تاریکی، گرم اور سرد، تلخ اور شیریں، راحت اور تکلیف، خوشی اور غم، غصہ اور محبت وغیرہ لازم ملزوم ہیں۔ بظاہر یہ بات خلاف عقل ہے لیکن ایسا نہیں ہے۔ یہ وہ پاکیزہ نفوس ہیں جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ ہمارے بندے ایسے بھی ہیں جو ہماری زبان سے بولتے ہیں۔ جو ہمارے کانوں سے سنتے ہیں اور ہمارے ہاتھ سے پکڑتے ہیں۔ ان بندوں کی طرز فکر میں یہ بات یقین کا درجہ حاصل کر لیتی ہے کہ ہماری حیثیت ایک معمول کی ہے اور اللہ تعالیٰ کی مشیئت کے تابع ہے۔

دوسرا طبقہ وہ ہے جو اچھائی اس لئے اختیار کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے اچھا سمجھتے ہیں اور برائی سے اس لئے بچتا اور پرہیز کرتا ہے کہ برائی کو اللہ ناپسند کرتے ہیں۔

خاتم النبیین علیہ الصّلوٰۃ والسلام سے یہ دونوں طرز فکر ان کی امت کو منتقل ہوئیں۔ علم کے بارے میں گفتگو کے دوران حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ مجھے حضور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام سے علم کے دو لفظ ملے۔ ایک میں نے ظاہر کر دیا اور دوسرے کو چھپا لیا۔ لوگوں نے کہا علم بھی کوئی چھپانے کی چیز ہے۔ حضرت ابو ہریرہؓ نے اس کے جواب میں فرمایا کہ اگر میں وہ لفظ تم لوگوں پر ظاہر کر دوں۔ تو تم لوگ مجھے قتل کر دو۔ مقصد یہ نہیں کہ وہ علم جس کو حضرت ابو ہریرہؓ نے چھپایا کسی کو منتقل نہیں ہوا یا حضرت ابو ہریرہؓ نے کسی کو نہیں سکھایا۔ بات یہ ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علوم میں سے ایک علم وہ ہے جو عوام الناس پر ظاہر کر دیا جس کو علمِ شریعت کہتے ہیں اور دوسرا علم وہ ہے جو عوام الناس کی ذہنی اور شعوری سکت سے ماوراء ہے علمِ شریعت تقرب الی اللہ کے وہ اعمال و اشغال اور وہ قوانین ہیں جن پر ہر فرد چل کر وہ زندگی اختیار کر سکتا ہے جو اللہ تعالیٰ کے لئے پسندیدہ ہے اور دوسرے علم میں اللہ تعالیٰ کے وہ اسرار و رموز ہیں جو کائنات کے نظام (ADMINISTRATION) سے متعلق ہیں۔ ایسے بندوں کی زندگی سراپا اللہ تعالیٰ کی مشیت کی تابع ہوتی ہے وہ جب اللہ کو پکارتے ہیں تو ان کے ذہن میں یہ تصوّر کہ اس کے صلے

Marfat.com

میں انہیں جنت ملے گی اور نہ ہی کوئی عمل وہ اس لئے کرتے ہیں کہ اس عمل کے کرنے سے انہیں دوزخ سے نجات ملے گی۔ وہ صرف اور صرف اس لئے اللہ کو پکارتے ہیں کہ ان کے سامنے اللہ کی ذات کے علاوہ اور کچھ نہیں ہوتا۔ ان کے اوپر اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو حکم صادر ہوتا ہے وہ اس کی تعمیل کرتے ہیں۔

تکوینی حضرات

قرآن پاک میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے واقعہ میں اس کا تذکرہ موجود ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کے اس بندے سے یہ کہا کہ آپ نے ناحق ایک جان کو ہلاک کر ڈالا تو اس بندے نے جواباً کہا کہ میں نے جو کچھ کیا اپنی طرف سے نہیں کیا' اللہ تعالیٰ ایسا چاہتے تھے۔ میں نے ایسا کر دیا۔ اب ہم یوں کہیں گے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو علم کا وہ لفظ حاصل تھا جس کو شریعت کہتے ہیں اور بندے کے پاس وہ علم تھا جس کو تکوینی یا (ADMINISTRATION) کا نام دیا جاتا ہے۔ راستے دونوں اللہ تعالیٰ کی طرف سے متعین ہیں ایک راستہ پر طرز فکر آزاد ہے اور دوسرے راستہ پر طرز فکر پابند ہے۔ پابند طرز فکر اطلاعات کو اپنے دائرہ اختیار میں قبول کرتی ہے۔ دوسرا راستہ آزاد طرز فکر ہے جس میں ایسا ویسا یا چوں چرا نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ رات کے لئے اگر یہ فرمادیں کہ یہ دن ہے تو آزاد طرز فکر میں یہ بات آتی ہی نہیں کہ یہ رات ہے دنیا کے چار ارب انسان یہ کہیں کہ یہ رات ہے لیکن وہ ایک تنہا آدمی یہی کہے گا کہ یہ دن ہے۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کے فرمانے کے بعد اس کے مشاہدے میں دن بن جاتی ہے اور اس کے تمام حواس وہی بن جاتے ہیں جو دن کے حواس ہیں اس میں ایک راز ہے یہ کہ رات دن کی کوئی حیثیت نہیں ہے بلکہ رات دن اللہ تعالیٰ کی بنائی ہوئی ایک تخلیق ہے جب اللہ تعالیٰ نے رات کو دن فرمایا تو تخلیقی فارمولے میں تبدیلی صرف اسی آدمی کی لئے مظہری رات اور دن دراصل ایک

Marfat.com

تخلیق یا ایک یونٹ کے دو رخ ہیں۔ ایک رخ کا نام دن ہے اور دوسرے رخ کا نام رات ہے یہ دونوں چیزیں الگ الگ نہیں ہیں۔

رات کے حواس آزاد طرز فکر ہیں اور دن کے حواس پابند طرز فکر ہیں دن کے حواس وہ زندگی ہیں جہاں انسان اپنے اختیارات استعمال کر کے زندگی بسر کرتا ہے۔ رات کے حواس وہ طرز فکر ہے جہاں انسانی اختیارات زیر بحث نہیں آتے۔ کوئی فرد دن کے حواس میں اللہ تعالیٰ کا عرفان حاصل نہیں کر سکتا۔ اللہ تعالیٰ کا عرفان حاصل کرنے یا غیبی دنیا میں داخل ہونے کے لئے بہرحال رات کے حواس کا سہارا لینا پڑتا ہے اور جب رات کے حواس دن کے حواس پر غالب آجاتے ہیں تو طرز فکر آزاد ہو جاتی ہے اور آزاد طرزِ فکر سے انسان اللہ کی تجلیات کا مشاہدہ کرتا ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

ترجمہ: ہم رگ جاں سے زیادہ قریب ہیں۔

شریعت کے قوانین پر عمل کرنے والے بندے بھی یہی کوشش کرتے ہیں کہ آزاد طرز فکر یا رات کے حواس میں داخل ہو جائیں۔ جس حد تک وہ کوشش میں کامیاب ہوتے ہیں اسی حد تک ان کی طرزِ فکر آزاد ہو جاتی ہے لیکن چونکہ وہ اختیارات کی حد بندیوں میں جکڑے ہوئے ہیں' اس لئے آزاد طرز فکر یا رات کے حواس میں بھی یہ حد بندیاں قائم رہتی ہیں۔ حد بندیاں قائم رہنے کی وجہ سے وہ اپنی عبادات و ریاضات کا حاصل جنت کا حصول یا دوزخ سے آزادی سمجھتے ہیں۔ جبکہ جنت کا حصول صرف یہ معنی رکھتا ہے کہ جنت میں جنتی اللہ تعالیٰ کی تجلیات کا مشاہدہ کرے گا۔

جب کوئی بچہ استاد کی شاگردی میں آتا ہے تو اس سے کہتا ہے "پڑھ! ا ' ب ' ج وغیرہ وغیرہ" بچے کو اس بات کا علم نہیں ہوتا کہ ا ' ب ' ج کیا ہے۔ وہ اپنی لاعلمی کی بناء پر جو کچھ استاد اسے سکھاتا ہے' قبول کر لیتا ہے لیکن اگر یہی بچہ و ' ب ' ج کو قبول نہ کرے تو وہ علم نہیں سیکھ سکتا ہے مفہوم یہ ہے کہ بچے کی لاعلمی اس کا علم بن جاتا ہے۔ وہ

Marfat.com

بحیثیت شاگرد استاد کی رہنمائی قبول کرلیتا ہے اور درجہ بدرجہ علم سیکھتا چلا جاتا ہے۔

ایک آدمی جو باشعور ہے اور وہ کسی نہ کسی درجہ میں دوسرے علوم کا حامل بھی ہے' جب روحانیت کا علم حاصل کرنا چاہتا ہے تو اس کی پوزیشن بھی ایک بچے کی ہوتی ہے۔ روحانیت میں شاگرد کو مرید اور استاد کو مراد کہا جاتا ہے مرید کے اندر اگر بچے کی افتاد طبیعت نہیں ہے تو وہ مراد کی بتائی ہوئی کسی بات کو اس طرح قبول نہیں کرے گا جس طرح بچہ الف' بے' جیم کو قبول کرتا ہے چونکہ روحانی علوم میں اس کی حیثیت ایک بچے سے زیادہ نہیں ہے اس لئے اسے وہی طرز فکر اختیار کرنا پڑے گی جو بچے کو الف' بے' جیم سکھاتی ہے۔

روحانی استاد اپنے شاگرد سے کہتا ہے کہ آنکھیں بند کرکے بیٹھ جاؤ کیوں بیٹھ جاؤ اس کے بارے میں کچھ نہیں بتاتا۔ بالکل اس طرح جس طرح کوئی استاد بچے سے کہتا ہے کہ پڑھو الف اور یہ کوئی نہیں بتاتا کہ الف کیا ہے اور کیوں ہے؟ پھر وہ کہتا ہے کہ آنکھیں بند کرکے تصورِ شیخ کرو لیکن یہ نہیں بتاتا کہ تصورِ شیخ کیا ہے اور کیوں کیا جائے؟ اگر ابتداء میں ہی شاگرد اپنے علم کے زعم میں اس بات کو سمجھنے کی کوشش کرے کہ آنکھیں بند کیوں کی جائیں تصورِ شیخ کیوں کیا جائے اور اسے کیا حاصل ہوگا تو یہ طرزِ فکر شاگرد کے عمل کے منافی ہے کسی علم کو سیکھنے میں صرف یہ طرزِ فکر کام کرتی ہے کہ استاد کے حکم کی تعمیل کی جائے اور استاد کی تعمیل حکم یہ ہے کہ لاعلمی اس کا شعار بن جائے۔

شریعت اور طریقت کوئی الگ الگ راستے نہیں ہیں شریعت میں پہلے علم ہے اور عمل بعد میں لیکن یہ بات اپنی جگہ مسلّم ہے کہ اس علم کی بنیاد بھی لاعلمی پر ہے طریقت میں عمل پہلے ہے اور علم بعد میں روحانی طالب علم کو کچھ سیکھنے کے لئے ہر حال میں پہلے اپنے علم کی نفی کرنی پڑتی ہے۔

Marfat.com

واقعہ امام غزالی

امام غزالی رحمتہ اللہ علیہ کا ایک مشہور واقعہ ہے۔ آپ اپنے زمانے کے یکتائے روزگار تھے بڑے بڑے جیّد علماء ان کے علوم سے استفادہ کرتے تھے بیٹھے بیٹھے ان کو خیال آیا کہ خانقاہی نظام کو بھی دیکھنا چاہیے یہ کیا ہے؟ روایات مختلف ہیں کوئی تین سال کہتا ہے کوئی سات سال وہ عرصہ دراز تک لوگوں سے ملتے رہے اور اس سلسلے میں انہوں نے دور دراز کا سفر بھی کیا۔ بالآخر مایوس ہو کر بیٹھ گئے کسی نے پوچھا آپ ابو بکر شبلی رحمتہ اللہ سے بھی ملے؟ امام غزالی نے فرمایا کہ میں نے اب تک روحانی مکتبہ فکر کا کوئی مشہور آدمی نہیں چھوڑا جس سے ملاقات نہ کی ہو میں اس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ یہ سب کہانیاں ہیں جو فقراء نے اپنے بارے میں مشہور کر رکھی ہیں پھر انہیں خود ہی خیال آیا کہ ایک مشہور آدمی رہ گیا ہے اس سے بھی کیوں نہ ملاقات کر لی جائے!

قصہ کوتاہ' وہ ملاقات کے لئے عازم سفر ہوئے مختلف تذکروں میں یہ بات ملتی ہے کہ جس وقت وہ عازم سفر ہوئے تو ان کا لباس اور سواری کے اوپر زین وغیرہ کی مالیت اس زمانہ میں بیس ہزار اشرفی تھی یہ کہنا کہ واقعتاً یہ صحیح ہے اس بارے میں ہم کچھ نہیں کہتے۔ لیکن اتنا ضرور ہے کہ امام غزالی رحمتہ اللہ علیہ بہت شان و شوکت اور دبدبہ کی زندگی بسر کرتے تھے۔ منزلیں طے کر کے جب وہ حضرت ابو بکر شبلی رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے ۔تو آپ ایک مسجد میں بیٹھے ہوئے اپنی گدڑی سی رہے تھے امام غزالیؒ حضرت ابو بکر شبلی رحمتہ اللہ علیہ کی پشت کی جانب کھڑے ہو گئے۔ ابو بکر شبلی رحمتہ اللہ علیہ نے مڑ کر دیکھے بغیر فرمایا کہ غزالی آ گیا تو نے بہت وقت ضائع کر دیا ہے۔ شریعت میں علم پہلے ہے عمل بعد میں اور طریقت میں عمل پہلے اور علم بعد میں ہے اگر تو اس بات پر قائم رہ سکتا ہے تو میرے پاس قیام کرو ورنہ چلا جا امام غزالی رحمتہ اللہ علیہ نے ایک منٹ توقف کیا اور کہا میں آپ کے پاس

Marfat.com

قیام کروں گا یہ سن کر حضرت شبلی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ سامنے مسجد کے کونے میں جا کر کھڑے ہو جاؤ اور مؤدب ایستادہ ہو گئے۔ کچھ دیر کے بعد بلایا۔ دعا سلام ہوئی اور اپنے گھر لے گئے بہت خاطر مدارت کی امام غزالی رحمتہ اللہ علیہ بہت خوش ہوئے کہ مجھے بہت اچھا روحانی استاد مل گیا ہے جس نے میرے اوپر آرام و آسائش کے دروازے کھول دیئے ہیں چند روز بعد حضرت شبلی رحمتہ اللہ علیہ نے امام غزالی رحمتہ اللہ علیہ سے فرمایا بھائی اب کام شروع ہو جانا چاہئے اور کام کی ابتداء یہ ہے کہ ایک بوری کھجور لے کر شہر کے بازار میں جاؤ اور بوری کھول کر یہ اعلان کردو کہ جو آدمی میرے سر پر ایک چپت رسید کرے گا اسے ایک کھجور ملے گی امام غزالی رحمتہ اللہ علیہ شام کو جب کھجوریں تقسیم کر کے واپس آئے تو پوچھا۔ حضرت یہ کام مجھے کتنے عرصے تک کرنا پڑے گا؟ حضرت ابو بکر شبلی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا ایک سال اور وہ ایک سال تک یہ خدمت انجام دیتے رہے سال پورا ہوا تو امام غزالی رحمتہ اللہ علیہ نے یاد دہانی کرائی کہ حضور ایک سال پورا ہو گیا ہے حضرت ابو بکر شبلیؒ نے فرمایا ایک سال اور دو سال پورے ہونے کے بعد فرمایا ایک سال اور جب یہ سال بھی پورا ہو گیا اور امام شبلیؒ نے اس سلسلے میں کوئی بات نہیں کی تو حضرت ابو بکر شبلیؒ نے ان سے پوچھا کیا سال ابھی پورا نہیں ہوا؟ امام غزالیؒ نے فرمایا سال پورا ہوا ہے یا نہیں اس سے کیا فرق پڑتا ہے؟ یہ سن کر حضرت نے فرمایا کہ کام پورا ہو گیا ہے اب کھجوریں لے کر جانے کی ضرورت نہیں اور انہوں نے غزالی کو وہ علم جس کی تلاش میں وہ سالہا سال سے سرگرداں تھے منتقل کر دیا۔ امام غزالیؒ جب بغداد واپس پہنچے تو صورتحال یہ تھی کہ معمولی کپڑے زیب تن تھے ہاتھ میں ایک ڈول تھا ڈول میں رسی بندھی ہوئی تھی شہر والوں کو جب علم ہوا کہ امام غزالیؒ واپس تشریف لا رہے ہیں تو ان کے استقبال کے لئے پورا شہر امنڈ آیا۔ لوگوں نے جب ان کو پھٹے پرانے لباس میں دیکھا تو حیران پریشان ہوئے اور کہا یہ آپ نے کیا صورت بنا رکھی ہے امام غزالیؒ نے فرمایا اللہ کی قسم اگر میرے اوپر یہ وقت نہ آتا تو میری ساری زندگی

Marfat.com

ضائع ہو جاتی۔ امام غزالیؒ کے یہ الفاظ بہت فکر طلب ہیں اپنے زمانے کا یکتا عالم فاضل دانشور یہ کہہ رہا ہے کہ یہ علم اگر حاصل نہ ہوتا جو تین سال تک سر پر چیت کھا کر حاصل ہوا ہے تو زندگی ضائع ہو جاتی۔

امام غزالیؒ اگر اس وقت جب ان سے کہا گیا تھا کہ سر پر ایک چیت کھانے کے بعد کھجور تقسیم کرو' یہ سوال کر دیتے کہ جناب اس کی علمی توجیہ کیا ہے اور سر پر چیت کھانے سے روحانیت کیسے حاصل ہو سکتی ہے تو انہیں یہ علم حاصل نہیں ہو سکتا تھا۔

یہی صورت حال روحانی استاد (مراد) شاگرد (مرید) کی ہے مرید کے اندر جب تک اپنی انا کا علم موجود ہے وہ مراد سے کچھ نہیں سیکھ سکتا۔

ہم جب کلمہ طیبہ پڑھتے ہیں تو پہلے اللہ کی نفی کرتے ہیں پھر اللہ کا اقرار کرتے ہیں لا الہ کوئی معبود نہیں۔ الا اللہ 'مگر اللہ۔ اس کی عام تفسیر تو یہ ہے کہ حضورؐ کی بعثت کے زمانے میں بتوں کی پوجا ہوتی تھی۔ کافر بتوں کو خدا مانتے تھے۔ لا الہ کا مفہوم یہ ہوا کہ یہ بت معبود نہیں مگر اللہ معبود ہے۔ لیکن باریک بین نظر اور گہرے تفکر اور سنجیدہ فہم سے غور کیا جائے تو اس کی تشریح یہ ہو گی کہ لا الہ ہمارے شعوری علوم کے احاطے میں اللہ کے جاننے کی جو طرز ہے ہم اس کی نفی کرتے ہیں اور اللہ کو اس طرح تسلیم کرتے ہیں جس طرح اللہ خود کو اللہ کہتا ہے اور محمد اللہ کو تسلیم کرتے ہیں بتانا یہ مقصود ہے کہ پہلے ہم نے علم کی نفی کی پھر علم کا اثبات کیا جب علم کی نفی کی تو اپنی نفی کی اور جب اپنی نفی کی تو اللہ کی سوا کچھ باقی نہ بچا۔

ہم جب کسی چیز کو اپناتے ہیں تو اس میں طرز فکر کو پہلے دخل ہوتا ہے روحانیت کا اگر مجموعی طور پر کوئی دوسرا مترادف لفظ ہو سکتا ہے تو وہ دراصل طرز فکر ہے چونکہ عام آدمی طرز فکر کے اصول و قواعد سے واقف نہیں ہوتا اس لئے ابتدا اسی طرح ہوتی ہے کہ ایک بندے نے ایک ایسا ذریعہ تلاش کیا جس کی طرز فکر حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے وابستہ ہے اس کی قربت میں بندے کو وہی طرز فکر منتقل ہو جاتی ہے اور جب بندہ کی طرز فکر اپنی انتہا کو

Marfat.com

پہنچ جاتی ہے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرز فکر سے قریب ہو جاتا ہے اور اس طرز فکر میں اتنی گہرائی پیدا ہو جاتی ہے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے قریب ہو جاتا ہے حضورؐ کے اندر اللہ تعالیٰ کی طرز فکر کام کر رہی ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرز فکر سے قریب ہونے کے بعد بندہ اس طرز فکر سے قریب ہو جاتا ہے جو اللہ تعالیٰ کی قربت کا ذریعہ ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:۔

"میں چھپا ہوا خزانہ تھا پس میں نے محبت کے ساتھ مخلوق کو تخلیق کیا تاکہ میں پہچانا جاؤں۔"

زندگی میں اگر اللہ تعالیٰ کا عرفان حاصل ہو جاتا ہے تو زندگی کامیاب ہے ورنہ پوری زندگی خسارے اور نقصان کے علاوہ کوئی حیثیت نہیں رکھتی۔

رُوح کیا ہے

خالق کائنات نے یہ کائنات حق پر پیدا کی ہے ہر شے کو کسی نہ کسی پروگرام کے ساتھ تخلیق کیا ہے۔ بلا مقصد یا کھیل کے طور پر کوئی چیز وجود میں لائی گئی ہے۔ اب ہمیں دیکھنا یہ ہے کہ انسان کیا ہے؟ عام طور پر انسان سمجھتا ہے کہ اس کا وجود محض گوشت پوست اور ہڈیوں سے مرکب جسم ہے۔ اس کی تمام دلچسپیاں، تمام توجہ اسی جسم پر مرکوز رہتی ہے اور وہ اپنی تمام توانائی اس جسم کو پروان چڑھانے اور آسائش بہم پہنچانے میں استعمال کرتا ہے۔ جب کہ تمام پیغمبروں اور برگزیدہ ہستیوں نے ہمیں یہ بتایا ہے کہ اصل انسان گوشت پوست کا جسم نہیں ہے بلکہ اصل انسان وہ ہے جو اس جسم کو متحرک

Marfat.com

رکھتا ہے اور اس کی حفاظت کرتا ہے۔ اس اصل انسان کو روح کا نام دیا جاتا ہے۔ اس بات کو حضور قلندر بابا اولیاءؒ نے اپنی کتاب "لوح و قلم" میں جس طرح بیان کیا ہے اس کا مفہوم یہ ہے کہ

ہم اپنے مادی جسم کی حفاظت کے لئے لباس بناتے ہیں۔ لباس خواہ اونی ہو' سوتی ہو' نائلون کے تاروں سے بنا ہو یا ریشم سے بنا ہوا ہو جب تک گوشت پوست کے جسم پر موجود ہے اس میں حرکت ہے۔ ایسا کبھی نہیں ہوا کہ کوئی آدمی ہاتھ ہلائے اور قمیض کی آستین نہ ہلے۔ ایسا کبھی نہیں ہوا کہ قمیض کو چارپائی پر ڈال دیا جائے اور اس سے کہا جائے کہ وہ اپنے ارادے سے آستین ہلائے اور آستین میں حرکت پیدا ہو جائے۔ بتانا یہ مقصود ہے کہ لباس کی حرکت جسم کے تابع ہے۔ لباس میں اپنی ذاتی کوئی حرکت واقع نہیں ہوتی۔ اسی طرح جب روح آدمی سے بے تعلق ہو جاتی ہے اور آدمی مرجاتا ہے تو کپڑے سے بنے ہوئے لباس کی طرح اس کے اندر بھی کوئی ذاتی حرکت یا قوت مدافعت موجود نہیں رہتی۔ گوشت پوست اور رگ پٹھوں سے بنے ہوئے مادی جسم یا لباس پر ضرب لگائی جائے یا اس کو تیز دھار آلے سے کاٹا جائے' جسمانی لباس کوئی حرکت نہیں کرے گا۔ جب تک روح اس لباس کو پہنے ہوئے تھی' اس لباس میں حرکت اور قوت مدافعت موجود تھی۔ پس ثابت ہوا کہ ہم گوشت پوست کے جس انسان کو اصل انسان کہتے ہیں وہ اصل نہیں ہے بلکہ اصل انسان کا لباس ہے اور اصل انسان روح ہے۔

اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں فرماتے ہیں:

"انسان ناقابل تذکرہ شے تھا۔ ہم نے اس کے اندر اپنی روح ڈال دی—— اور یہ دیکھتا' سنتا اور محسوس کرتا انسان بن گیا۔"

قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے فرمایا۔

"یہ لوگ تم سے روح کے بارے میں سوال کرتے ہیں آپؐ کہہ دیجئے روح میرے

Marfat.com

80

رب کے امر سے ہے۔"

امر کی تعریف سورہ یٰسین کی آخری آیات میں اس طرح کی گئی ہے۔

"اس کا امر یہ ہے کہ جب وہ کسی چیز کا ارادہ کرتا ہے تو کہتا ہے "ہو جا" اور وہ ہو جاتی ہے۔"

ان آیات سے فارمولا یہ بنا کہ آدمی جسمانی اعتبار سے ناقابل تذکرہ شے ہے۔ اس کے اندر روح ڈال دی گئی تو اسے حواس مل گئے۔ روح اللہ کا امر ہے اور اللہ کا امر یہ ہے کہ جب وہ کسی چیز کا ارادہ کرتا ہے تو کہتا ہے "ہو جا" اور وہ ہو جاتی ہے۔

فارمولا یہ بنا۔ آدمی پتلا ہے' پتلا خلا ہے' خلا میں روح ہے' روح امرِ ربّ ہے اور امرِ ربّ یہ ہے کہ جب وہ کسی چیز کا ارادہ کرتا ہے "ہو" تو وہ چیز مظہر بن جاتی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانیؒ کو روح اور تخلیقی فارمولوں کا علم عطا کیا ہے حضرت شیخ نے اس رموزِ الٰہیہ کے فارمولے کو جب نافذ کیا تو مردہ قبر میں سے باہر نکل آیا۔

حضرت شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانیؒ نے دین اسلام کی اصل روح کو زندہ کرنے کو سلسلہ قادریہ کا اجرا فرما کر لوگوں کی روحانی تعلیم و تربیت کا جو نظام ترتیب دیا وقت کے ساتھ ساتھ اس نظام کی معنویت کو تازہ رکھنے کے لئے اور روحانی سلاسل بھی سامنے آتے رہے۔ اس وقت دنیا میں رائج روحانی سلاسل دو سو کے لگ بھگ ہیں۔ جو مختلف علاقوں اور مختلف افتاد طبع کے لوگوں کے مزاج کی ضرورتوں سے ہم آہنگ ہیں۔ ان روحانی تعلیمات کے نظاموں کو ہی خانقاہی نظام کہا جاتا ہے۔

"روح کے پرت"

تخلیقی فارمولے کے تحت ہر انسان تین روحوں سے مرکب ہے۔ (روح حیوانی'

Marfat.com

روح انسانی' روح اعظم) ہر روح دو دائروں پر قائم ہے۔

روح حیوانی= دائرہ نمبر1 (نفس)' دائرہ نمبر2 (قلب)

روح انسانی= دائرہ نمبر1 (سر)' دائرہ نمبر2 (روح)

روح اعظم= دائرہ نمبر1 (اخفیٰ)' دائرہ نمبر2 (خفی)

یہ چھ دائرے محوری اور طولانی گردش سرکل اور ٹرائی اینگل Circle Triangle میں تقسیم ہو کر روشنی اور نور کی چھ لہروں میں تبدیل ہو جاتے ہیں۔ روشنی کی تین لہروں سے بیداری کے حواس بنتے ہیں اور تین نورانی لہروں سے خواب کے حواس بنتے ہیں' روشنی کی تین لہریں بیداری کی زندگی کو متحرک رکھتی ہیں۔ نور کی تین لہریں خواب کی زندگی کو متحرک رکھتی ہیں۔

ہر آدمی سونے کے بعد بیدار ہوتا ہے' بیداری کے بعد جب اس کی آنکھ کھلتی ہے تو وہ شعوری حواس میں داخل ہوتا ہے۔ ہم اس کیفیت کو نیم بیداری کی حالت کہہ سکتے ہیں۔ نیم بیداری سے مطلب یہ ہے کہ ابھی آدمی پوری طرح شعور میں داخل نہیں ہوا ہے۔ لیکن جیسے ہی وہ سو کر اٹھنے کے بعد بیداری کی پہلی کیفیت میں داخل ہوتا ہے اس کے نفس میں فکر و عمل کا ہجوم ہوجاتا ہے' بیداری کے حواس میں فکر و عمل کی جو طرزیں ہیں وہ سب یکجائی طور پر دور کرنے لگتی ہیں۔ نیم بیداری کے بعد جب دوسرا وقفہ شروع ہوتا ہے اس میں آدمی کے ہوش و حواس میں گہرائی پیدا ہوتی ہے۔ ہوش و حواس کی اس گہرائی سے دماغ کے اُوپر جو خمار ہوتا ہے وہ ختم ہوجاتا ہے۔ اس وقفے میں سرور کی کیفیت طاری رہتی ہے۔ کبھی سرور کی کیفیت بڑھ جاتی ہے کبھی ـــــ کم ہوجاتی ہے۔ اس کیفیت سے دائرہ قلب متحرک ہوجاتا ہے۔ سرور کے احساسات گہرے ہونے کے بعد تیسری کیفیت وجدان کی ہے۔ وجدان بیداری کا تیسرا وقفہ ہے۔ وجدان میں دائرہ روح کام کرتا ہے۔

Marfat.com

شعوری حواس کی ابتداء= نیم بیداری

نیم بیداری= ہوش و حواس میں گہرائی پیدا ہونا۔

ہوش و حواس میں گہرائی= دماغ کے اوپر خمار= سرور= وجدان=

جس طرح بیداری میں تین وقفے ہیں اسی طرح نیند کے بھی تین وقفے ہیں۔ کوئی انسان تین اسٹیج سے گزر کر بیداری میں داخل ہوتا ہے اسی طرح ہر انسان تین Stages سے گزر کر نیند میں داخل ہوتا ہے۔

نیند اور بیداری کے درمیان کا نام "غنود" ہے۔ غنود میں "دائرہ سر" حرکت میں رہتا ہے۔ نیند کی دوسری حالت جسے ہلکی نیند کہنا چاہئے خفی دائرہ کی حرکت ہوتی ہے اور نیند کی تیسری حالت میں آدمی پوری طرح گہری نیند سوجاتا ہے "اخفی دائرہ کی تحریکات ہوتی ہیں۔

نیند اور بیداری کے درمیان کی پہلی کیفیت غنود=

بوجھل شعوری حواس+لاشعور کا ہلکا سا احساس

نیند اور بیداری کے درمیان کی دوسری کیفیت ہلکی نیند=

لاشعوری حواس میں حرکت۔ شعوری حواس کا ادراک۔

نیند اور بیداری کے درمیان تیسری کیفیت گہری نیند=

لاشعوری حواس کا غلبہ + شعوری حواس کی نفی۔ غور طلب بات یہ ہے کہ ان تمام حالتوں کے شروع میں انسان پر سکوت کی حالت ضرور طاری ہوتی ہے۔ جس وقت آدمی سو کر اٹھتا ہے' اس وقت اس کا ذہن قطعی طور پر پرسکون اور خالی ہوتا ہے۔ اسی طرح دوسری کیفیات میں بھی انسان کی طبیعت چند لمحوں کے لئے ضرور ساکت ہو جاتی ہے یعنی ایک حالت سے دوسری حالت میں داخل ہونے کے لئے سکوت ہونا ضروری ہے۔ جس طرح بیداری کی حالت میں ہر حالت سکوت سے شروع ہوتی ہے اسی طرح غنودگی کے

Marfat.com

وقت بھی حواس پر ہلکا سا سکوت بوجھل ہو کر غنودگی کی صورت اختیار کرلیتا ہے۔ ابتدائی نیند کے چند ساکت لمحات سے ہلکی نیند کی شروعات ہوتی ہیں اور پھر گہری نیند کی ساکت لہریں انسانی جسم پر غلبہ حاصل کرلیتی ہیں۔ اسی غلبہ کو گہری نیند کہا جاتا ہے۔

نظر کا قانون

بیداری ہو یا نیند دونوں کا تعلق حواس سے ہے۔ ایک حالت میں یا ایک کیفیت میں حواس کی رفتار تیز ہو جاتی ہے اور ایک حالت یا کیفیت میں حواس کی رفتار کم ہو جاتی ہے لیکن حواس کی نوعیت نہیں بدلتی بیداری ہو یا خواب دونوں میں ایک ہی طرح کے اور ایک ہی قبیل کے حواس کام کرتے ہیں۔ بیداری اور نیند دراصل دماغ کے اندر دو خانے ہوتے ہیں یا یوں کہیے کہ انسان کے اندر دو دماغ ہیں۔ ایک دماغ میں جب حواس متحرک ہوتے ہیں تو اس کا نام بیداری ہے۔ دوسرے دماغ میں جب حواس متحرک ہوتے ہیں تو اس کا نام نیند ہے۔ یعنی ایک ہی طرح کے حواس بیداری اور نیند میں ردّوبدل ہو رہے ہیں اور حواس کا ردوبدل ہونا ہی زندگی ہے۔ جب دماغ کے اوپر کسی ایک حواس سے عمیق سکوت طاری ہو جاتا ہے تو دوسرے حواس متحرک ہو جاتے ہیں۔ بیداری میں حواس کے کام کرنے کا قاعدہ اور طریقہ یہ ہے کہ آنکھ کے ڈیلے پر پلک کی ضرب پڑتی ہے تو حواس کام کرنا شروع کر دیتے ہیں۔ یعنی انسان نیند کے حواس سے نکل کر بیداری کے حواس میں داخل ہو جاتا ہے۔ موجودہ دور میں اس کی مثال کیمرے سے دی جا سکتی ہے۔ کیمرے کے اندر فلم موجود ہے۔ لینز Lense بھی موجود ہے اور لینز کے سامنے مناظر بھی موجود ہیں، لیکن اگر کیمرے کا بٹن نہ دبایا جائے اور شٹر میں حرکت واقع نہ ہو تو فلم پر تصویر نہیں آتی۔ بالکل اسی طرح آنکھ کے ڈیلے پر اگر پلک کی ضرب نہ پڑے تو سامنے موجود

Marfat.com

مناظر دماغ کی اسکرین پر فلم نہیں بنتے۔ بیداری میں دیکھنے کا یہ دوسرا قانون ہے۔ پہلا قانون یہ ہے کہ جب انسان سونے کے بعد بیدار ہوتا ہے تو فوری طور پر اسے کوئی خیال آتا ہے اور یہ خیال ہی دراصل بیداری اور نیند کے درمیان حدِ فاصل بن جاتا ہے۔ جب اس خیال میں گہرائی واقع ہوتی ہے تو پلک جھپکنے کا عمل شروع ہوتا ہے اور اسکے ساتھ ساتھ موجود مناظر دماغ کی اسکرین پر منتقل ہونا شروع ہو جاتے ہیں۔ دیکھنے کا تیسرا قانون یہ ہے کہ دماغ پر موجود مناظر کے ساتھ ساتھ عملی حیثیت میں دماغ ایک اطلاع موصول کرتا ہے۔ دیکھنے والا ذہن اس اطلاع میں معانی پہنا دیتا ہے۔ پلک جھپکنے کے عمل کے ساتھ انسانی دماغ میں جو عکس منتقل ہوتا ہے۔ اس کا وقفہ پندرہ سیکنڈ ہوتا ہے۔ ابھی پندرہ سیکنڈ نہیں گزرتے تو نظر کے سامنے مناظر میں سے کوئی ایک دو یا زائد مناظر پہلے منظر کی جگہ لے لیتے ہیں اور یہ سلسلہ تسلسل کے ساتھ قائم رہتا ہے۔ یہ مختصر تعریف بیداری کی ہے اور بہت ہی مختصر تشریح اس بات سے متعلق ہے کہ آدمی کی نظر بیداری میں کس طرح کام کرتی ہے۔ بیداری میں نگاہ کا تعلق آنکھ کے ڈیلوں اور پلکوں کی ضرب انسانی کیمرے کا وہ بٹن ہے جو بار بار تصویر لیتا ہے۔ قانون یہ ہے کہ آنکھ کے ڈیلوں کے اوپر پلک کی ضرب نہ پڑے تو آنکھ کے اندر موجود اعصاب کام نہیں کرتے۔ آنکھ کے اندر موجود اعصاب کی حسیں اسی وقت کام کرتی ہیں جب ان کے اوپر پلک یا آنکھ کے پردوں کی ضرب پڑتی ہے۔ اگر آنکھ کی پلک کو باندھ دیا جائے اور ڈیلوں کی حرکت رک جائے تو نظر کے سامنے خلا آ جاتا ہے۔ مناظر کی فلم بندی رک جاتی ہے۔ استرخا کے مراقبہ (اندھیرے میں پلک جھپکائے بغیر نظر جمانا) میں اسی بات کی مشق کرائی جاتی ہے کہ آنکھ کے ڈیلوں کی حرکت رک جائے اور آنکھ کے پردے کی ضرب ڈیلوں پر نہ پڑے تاکہ بیداری کی نظر خواب کی نظر میں منتقل ہو جائے۔ روحِ حیوانی کی توانائیوں اور ماورا صلاحیتوں سے باخبر ہونے کے لئے پہلا سبق نیند کے اوپر کنٹرول حاصل کرنا ضروری ہے۔

Marfat.com

نیند کے اوپر کنٹرول حاصل ہو جانے کے بعد دوسرا سبق پلک جھپکائے بغیر تاریکی میں نظر جمانا ہے۔ 21 گھنٹے 20 منٹ تک جاگنے کے عمل کو "تکوین" اور تاریکی میں پلک جھپکائے بغیر نظر جمانے کو استرخا کہتے ہیں۔ نظریہ رنگ و نور کی روشنی میں یہ ساری کائنات اور کائنات کے اندر تمام ذیلی اور افراد ایک مرکزیت کے ساتھ بندھے ہوتے ہیں۔ زندگی کے مختلف مراحل اور زندگی کے مختلف زمانے ظاہربین نظروں سے الگ الگ نظر آتے ہیں لیکن فی الواقع زمانے کا نشیب و فراز اور زندگی کے مراحل میں تغیر و تبدل کتنا ہی کیوں نہ ہو سب کا تعلق مرکزیت سے قائم ہے۔ افراد کائنات اور مرکزیت کے درمیان لہریں یا شعاعیں رابطہ کا کام کرتی ہیں۔ ایک طرف مرکزیت سے لہریں نزول کر کے افراد کائنات کو فیڈ کرتی ہیں کائنات کے افراد یا مرکزیت کے رشتے کو قائم رکھتی ہیں اور دوسری طرف یہ لہریں افراد کائنات کو فیڈ کرنے کے بعد صعود کرتی ہیں۔ نزول و صعود کا یہ لامتناہی سلسلہ ہی زندگی ہے۔ شعاع اور لہر کے دورانیہ کے پیش نظر کائنات کی جو صورت بنتی ہے اس کو ہم ایک دائرے کے علاوہ کچھ نہیں کہہ سکتے یعنی پوری کائنات ایک دائرہ ہے۔ صعودی اور نزولی حرکت کے ساتھ تقسیم ہو کر یہ ایک دائرہ چھ دائروں میں جلوہ نما ہوتا ہے۔ کائنات اور افراد کائنات کے پہلے دائرے کا نام "نفس" ہے۔ نفس ایک چراغ ہے اس میں سے روشنی نکل رہی ہے۔ چراغ کی اس روشنی یا لو کا نام نگاہ ہے۔ ظاہر ہے جہاں لو ہو گی وہاں روشنی ہو گی اور جہاں روشنی ہو گی وہاں کا ماحول منوّر ہو جاتا ہے۔ چراغ کی لو' روشنی' یا لہر چونکہ خود اپنی ایک حیثیت رکھتی ہے اس لئے جہاں تک روشنی پڑتی ہے یہ خود اپنا مشاہدہ کر لیتی ہے۔ چراغ کی لو میں بے شمار رنگ ہیں۔ جتنے رنگ ہیں اتنی ہی کائنات میں رنگینیاں ہیں۔ چراغ کی لو کی روشنی ہلکی' مدھم' تیز اور سست ہوتی رہتی ہے۔ جن چیزوں پر روشنی بہت ہلکی پڑتی ہے ان چیزوں سے متعلق ہمارے دماغ میں تواہم پیدا ہوتا ہے اور جن چیزوں پر لو کی روشنی ہلکی پڑتی ہے۔ ان چیزوں سے متعلق

Marfat.com

ہمارے دماغ میں خیال پیدا ہوتا ہے اور جن چیزوں پر لو کی روشنی تیز پڑتی ہے۔ ان چیزوں کا ہمارے ذہن میں تصور بنتا ہے اور جن چیزوں پر لو کی روشنی بہت تیز پڑتی ہے۔ نگاہ ان کو دیکھ لیتی ہے۔ قانون یہ بنا کہ ہم کسی چیز کو دیکھنے کے لئے چار مراحل سے گزرتے ہیں۔

کسی چیز کو دیکھنے اور سمجھنے کے لئے اس چیز کا ہلکا سا وہم دماغ پر وارد ہوتا ہے یعنی کسی چیز سے متعلق خاکوں میں نسبتاً گہرائی واقع ہوتی ہے۔ وہم میں گہرائی ہوتی ہے تو خیال بن جاتا ہے۔ خیال میں گہرائی پیدا ہوتی ہے تو ذہن پر اس چیز کے نقش و نگار بن جاتے ہیں۔ نقش و نگار گہرے ہو جاتے ہیں تو خیال تصور بن جاتے ہیں اور جس پر نقش و نگار تصوراتی طور پر خدوخال میں ظاہر ہونے لگتے ہیں تو وہ چیز نظروں کے سامنے آجاتی ہے۔

تفکر نشاندہی کرتا ہے کہ دیکھنا ایک صلاحیت ہے جو ہلکی سے ہلکی روشنی میں کام کرتی کسی چیز کے ہلکے سے خاکے کو چاہے ابھی کی حیثیت وہم کی کیوں نہ ہو نگاہ میں منتقل کر دیتی ہے تاکہ مزید تین درجوں میں سفر کر کے اس چیز کو خدوخال' شکل و صورت اور رنگ و روپ میں دیکھا جا سکے۔ جس طرح ہم نے نگاہ کا قانون بیان کیا ہے اسی طرح ساری حسیں کام کرتی ہیں۔ یہ حسیں شامہ سونگھنے کی حس' سماعت سننے کی حس' ذائقہ چکھنے کی حس' اور لامسہ چھونے کی حسیں ہیں۔ زندگی کی ساری دلچسپیاں زندگی کے سارے اعمال واقعات وحالات زندگی کی کل طرزیں اسی قانون پر جاری ہیں۔ نفس کی روشنیاں جب پھیلتی ہیں۔ بکھرتی ہیں اور جب نفس (چراغ کی لو) کی روشنیوں میں بکھرنے اور پھیلنے کا بار بار اعادہ ہوتا ہے تو درجہ بدرجہ باقی چار حسیں بھی ترتیب پاتی رہتی ہیں۔ حاصل کلام یہ ہے کہ نفس کی روشنی کے زیادہ سے زیادہ مصروف ہو جانے اور بکھر جانے سے ہی پانچ حواس بنتے ہیں۔ اگر کسی طریقہ سے "دائرہ نفس" سے واقفیت ہو جائے اور اس کی روشنی میں اضافہ کر دیا جائے تو آدمی' وہم' خیال' تصور اور مشاہدے

Marfat.com

سے باخبر ہو جاتا ہے۔

دائرہ نفس سے واقفیت حاصل کرنے اور روشنیوں میں اضافہ کرنے کا آسان طریقہ یہ ہے کہ بیداری کے اعمال واشغال پورے کرتے ہوئے تمام ذہنی رجحانات کو ایک نقطے پر مرکوز کرنے کی پریکٹس اور کوشش کی جائے۔

فقیر اور اس کا مقام

حضرت داتا بخش علی الجویریؒ اپنی کتاب کشف المحجوب میں فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں درویش کو عظیم مرتبہ اور درویشوں کو بلند مقام حاصل ہے۔ وہ خوف اور امید کی حالت میں اپنے رب کو پکارتے ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی فقر کو پسند کیا اور فرمایا ہے کہ اے اللہ مجھے مسکینی کی حالت میں زندہ رکھ۔ مسکینی کی حالت میں وفات دے اور قیامت کے روز مجھے مسکینوں کے گروہ میں اٹھا۔ رسول اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں ایسے کئی مہاجر درویش موجود تھے جو اللہ تعالیٰ کی عبادت و بندگی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت و مقالعت کے شوق میں مسجد نبوی میں بیٹھے رہتے تھے اور انہوں نے دنیا کے تمام مشاغل کو ترک کر دیا تھا اور اپنی روزی کے لئے اللہ تعالیٰ کی ذات پر توکل کئے ہوئے تھے۔ یہاں تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کی صحبت اور ان کا حق ادا کرنے کا حکم دیا گیا تھا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم جو لوگ صبح و شام اپنے رب کو پکارتے اور اس کی خوشنودی چاہتے ہیں انہیں اپنے سے دور نہ کیجئے۔ پس اللہ تعالیٰ نے فقیر کو بڑا بلند رتبہ اور درجہ عطا کیا ہے۔ کیونکہ ان فقراءنے دنیا کے ظاہری و باطنی ہر قسم کے اسباب کو چھوڑ کر پوری طرح اسباب کو پیدا کرنے والے کی طرف رجوع کر لیا تھا یہاں تک کہ ان کا فقر ان کے لئے فخر بن گیا۔

Marfat.com

فقیر وہ ہے جس کے پاس کچھ بھی نہ ہو اور نہ اسے اپنی کسی چیز میں نفع و نقصان کا خدشہ ہو وہ نہ تو دنیوی اسباب کے موجود ہونے سے غنی ہوتا ہے اور نہ ان کے نہ ہونے سے اس کا محتاج ہوتا ہے۔ اس کے نزدیک اسباب کا ہونا یا نہ ہونا برابر ہے بلکہ اگر وہ ان اسباب کے نہ ہونے پر خوش ہو تو جائز ہے۔ حضور داتا گنج بخشؒ ایک حکایت بیان فرماتے ہیں کہ ایک درویش کی کسی بادشاہ سے ملاقات ہو گئی۔ بادشاہ نے فقیر سے کہا اگر کوئی حاجت درپیش ہو مجھ سے مانگ۔ فقیر نے جواب دیا کہ میں اپنے غلاموں کے غلام سے کوئی چیز طلب نہیں کرتا۔ بادشاہ نے کہا یہ کیسے ہے۔

درویش نے کہا حرص دنیا اور اس کی آرزو یہ دونوں میرے غلام ہیں۔ لیکن یہ دونوں تیرے آقا ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے فقر درویشوں کے لئے عزت ہے۔ پس جو چیز اپنے مستحق کے لئے باعث عزت ہے وہی چیز نااہل کے لئے باعث ذلت ہوتی ہے اور فقیر کی عزت اس میں ہے کہ اس کے اعضا لغزشوں سے اور اس کا حال ہر قسم کے خلل سے محفوظ ہو نہ اس کا جسم لغزش و میت میں ملوث ہوا اور نہ اس کے دل و جان آفت زدہ ہوں کیوں کہ اس کا ظاہری حال ظاہری نعمتوں میں مستغرق ہوتا ہے اور اس کا باطن روحانی نعمتوں کا سرچشمہ ہوتا ہے یہاں تک کہ اس کا جسم روحانی اور اس کا دل ربانی ہو جاتا ہے اور مخلوق کو اس کے ساتھ کوئی تعلق اور نسل آدم کو اس سے کوئی واسطہ نہیں رہتا کیونکہ وہ نہ تو مخلوق سے تعلق اور لگاؤ کی وجہ سے فقیر ہوتا ہے اور نہ ہی اس دنیا کے مال و دولت سے غنی ہوتا ہے بلکہ دونوں جہاں اس فقر کے ترازو کے پلڑے میں مچھر کے پر کے برابر بھی وزن نہیں رکھتے اور اس کی ایک سانس بھی دونوں جہان کی وسعتوں میں نہیں سما سکتی۔

فقیر اللہ کی وہ مخلوق ہے جو اللہ کے سوا کسی اور طرف کبھی متوجہ نہ ہوئی۔ ہرگز نہ ہوئی جسے دنیا کا کوئی منظر اپنی طرف راغب نہ کر سکا اور کوئی بھی چیز اسے للچا نہ سکی۔ اللہ

Marfat.com

ہی کے لئے اللہ کی راہ میں نکلی۔ جس کا اللہ کے سوا کوئی اور مدعا و مطلب نہیں۔ جس نے دنیا کی کسی بھی چیز اور منصب کو کبھی قبول نہ کیا۔ جس کے حضور دنیا ذلیل اور ہمیشہ بے قدر رہی۔ جس نے کبھی کچھ نہ کمایا۔ مگر جینے کے لئے اور کبھی کچھ نہ پہنا مگر ستر ڈھانپنے کے لئے۔ کبھی کسی سے کچھ نہ مانگا مگر اللہ کی محتاج و نادار و بیمار' مخلوق کی خدمت کے لئے اور کبھی کچھ نہ کیا مگر اللہ ہی کے لئے۔ فقیر کا یہ مال ازلی ہے اور ابدی۔ وہ اپنے مقام پر مہرِوماہ کی طرح ثابت قدم ہے۔ فقیر کسی بھی سازوسامان کے پابند نہیں ہوتے اور نہ ہی کسی مال و اسباب کے مالک ہوتے ہیں۔ اللہ کے سوا کچھ بھی رکھا نہیں کرتے اور نہ ہی انہیں کسی بھی شے کی طلب و تمنا ہوتی ہے۔ کسی عمدہ کھانے کی رغبت نہیں رکھتے جو روزی اللہ دیتا ہے۔ شکر کر کے کھا لیتے ہیں۔ حلوہ ہو یا نان ۔ اس طرح تن ڈھانپنے کے لئے جو بھی کپڑا میسر ہو پہن لیتے ہیں۔ زیبائش وآرائش کی مطلق پروا نہیں کرتے۔ یہ اللہ کے بندے اللہ کے کاموں کے سوا کسی اور کام میں کبھی مصروف نہیں ہوتے دنیا میں اللہ ہی کے لئے جیا اور اللہ ہی کے لئے مرا کرتے ہیں۔ اللہ کے فقیر اللہ کی مخلوق کے خادم ہوتے ہیں۔ اللہ کے سوا کسی سے بھی کوئی امید نہیں رکھتے۔ مال ان کی منزل میں ہوتا ہی نہیں۔ نہ کبھی مال کی طمع کرتے ہیں۔ نہ جمع کرتے ہیں۔ جو مال اللہ ان کو دیتا ہے۔ اسی وقت اللہ کی راہ میں خرچ کر دیتے ہیں اور اس حال میں شام کرتے ہیں۔ کہ کل کے لئے نہ کوئی ذخیرہ ہوتا ہے نہ غم اور نہ زندگی کی امید۔ گویا دنیا میں مسافروں کی طرح رہا کرتے ہیں اور مہاجروں کی طرح مرا کرتے ہیں جب اس دنیا سے جاتے ہیں کوئی میراث چھوڑ کر نہیں جاتے۔ بے شک اس حال میں وہ سورج کی طرح چمکا اور گلاب کی طرح مہکا کرتے ہیں۔

فقرا کی رہائش گاہوں کا اصطلاحی نام خانقاہیں ہیں خانقاہ میں ذکر ہوتا ہے۔ سیاست نہیں ہوتی جہاں سیاست ہوتی ہے وہاں ذکر نہیں ہوتا۔ خانقاہی نظام میں اللہ اللہ کے سوا

Marfat.com

کچھ بھی نہیں ہوتا۔

فقیر کی خصوصیات

(1) مقامِ فقر یہ ہے کہ انسان کثرت سے نمازیں پڑھے۔

(2) کثرت سے روزے رکھے۔

(3) ہمیشہ ذکر و فکر میں رہے۔

(4) راستباز ہو۔

(5) وسیع القلب ہو۔

(6) کسی کا راز ظاہر نہ کرے۔

(7) کج بحث نہ ہو۔

(8) کسی سے برائی کا بدلہ نہ لے۔

(9) امانت میں خیانت نہ کرے۔

(10) غیبت نہ کرے۔

(11) کم سخن ہو اور فضول باتوں سے پرہیز کرے۔

(12) آواز سے نہ ہنسے صرف متبسم ہو۔

(13) حق کی تلقین کرے۔

(14) جاہل کو علم سکھائے۔

(15) غریب کی مدد کرے اور اسے اپنی مجلس میں جگہ دے۔

(16) مسکین کو کھانا کھلائے۔

(17) یتیم پر دست شفقت رکھے اور اس کی مدد کرے۔

(18) ہمسایوں کو آرام پہنچائے۔

Marfat.com

(19) صابر' شاکر' متوکل' اور قانع ہو اور اپنے فقیر میں خوش رہے۔

(20) خوش اخلاق اور حلیم ہو۔

فقرا اور بزرگان دین

فقرا کی انتہا خواہشات نفسانی سے گزر کر فنا فی اللہ اور بقا باللہ ہوتا ہے۔ جب کوئی شخص طلب الٰہی کی خاطر اس ناپاک دنیا کو چھوڑ کر فقرا کا راستہ اختیار کرتا ہے تو اسی روز اللہ تبارک و تعالیٰ تمام انبیاء اولیاء اور اٹھارہ ہزار عالم کی تمام مخلوقات کو حکم دیتا ہے کہ میرا ایک دوست ناپاک دنیا کو چھوڑ کر میری طلب کے لئے آتا ہے تم بھی سب جا کر اس کی زیارت کرو اور فقر کا لباس جو میرے دوست نے پہنا ہے تم بھی پہنو اور اللہ تعالیٰ اپنی زبان قدرت سے فرماتا ہے۔ اے دوست جو کچھ تو چاہتا ہے۔ مجھ سے مانگ تاکہ میں تجھے دوں

ہمیشہ فقیروں کی عزت کرو اور اُن کا ادب ملحوظ رکھو خواہ فقر محمدی کی تصویر ہی دیوار پر بنی ہوئی ہو تو بھی اس کی عزت و حرمت کرو۔ جس نے دونوں جہاں کی نعمت و دولت حاصل کی۔ فقیر کا حق خلقت پر ایسا ہے۔

(1) پہلا قدم جو فقیر اٹھاتا ہے تو دنیا میں رکھتا ہے۔

(2) دوسرا قدم دنیا سے اٹھا کر آخرت پر رکھتا ہے۔

(3) تیسرا قدم آخرت سے اٹھا کر دیدار الٰہی میں مشغول ہو جاتا ہے۔

(4) جس شخص کا دم فقیر کا سا ہے۔ وہ دنیا کی بو سے اس طرح بھاگتا ہے جیسے دنیا دار۔ گندے مردار کی بو سے بھاگتا ہے۔

Marfat.com

قلندر کا مقام

ان بندوں میں سے جو بندے قلندر ہوتے ہیں وہ زمان و مکاں (Time And Space) کی قید سے آزاد ہو جاتے ہیں اور سارے ذی روح اُس کے ماتحت کر دیئے جاتے ہیں۔ کائنات کا ذرہ ذرہ ان کے تابع فرماں ہوتا ہے۔ لیکن اللہ کے یہ نیک بندے غرض، طمع اور لالچ سے بے نیاز ہوتے ہیں مخلوق جب ان کی خدمت میں کوئی گزارش پیش کرتی ہے تو وہ اس کو سنتے بھی ہیں اور اس کا تدارک بھی کرتے ہیں۔ کیوں کہ قدرت نے انہیں اسی کام کے لئے مقرر کیا ہے۔ یہی وہ پاکیزہ بندے ہیں۔ جن کے بارے میں اللہ کہتا ہے۔

میں اپنے بندوں کو دوست رکھتا ہوں اور ان کا کان آنکھ اور زبان بن جاتا ہے۔ پھر وہ میرے ذریعے بولتے ہیں۔ میرے ذریعے سنتے ہیں اور میرے ذریعے چیزیں پکڑتے ہیں۔

ان ازلی سعید بندوں کی تعلیمات یہ ہیں کہ ہر بندے کا اللہ کے ساتھ محبوبیّت کا رشتہ قائم ہو جائے جس میں بندہ اپنے اللہ کے ساتھ راز و نیاز کرتا ہے۔

ابدال اور قطب

بڑے بڑے بزرگوں کے عہدے اور تعداد اس طرح ہیں۔

تین سو کی تعداد میں ہیں۔ جن کو اخیار کہتے ہیں۔ چالیس دوسرے ہیں جنہیں ابدال کہا جاتا ہے اور سات دیگر جو ابرار کہلاتے ہیں اور چار اور ہیں جنہیں اوتاد کہتے ہیں اور تین دوسرے ہیں۔ جنہیں نقبا (نقب کی جمع) کہتے ہیں اور ایک دوسرے ہوتا ہے جس کو قطب اور غوث کہا جاتا ہے۔ یہ تمام ایک دوسرے کو پہچانتے ہیں اور معاملات کی انجام دہی میں ایک دوسرے کی اجازت کے محتاج ہوتے ہیں۔

Marfat.com

حضرت ابو علی جرمانیؒ کہتے ہیں کہ ولی وہ ہے جو اپنے حال میں فانی ہو اور مشاہدہ حق میں باقی ہو۔ اس کے لئے اپنے حال سے خبر دینا ممکن نہ ہو اور نہ ہی حق تعالیٰ کے سوا کسی کے ساتھ اسے آرام نصیب ہو۔ کیونکہ بندہ کا خبر دینا اپنے حال سے ہی ہو سکتا ہے۔ جب اس کے تمام احوال ہی خالی ہو چکے ہوں تو اس کے لئے اپنے آپ سے خبر دینا درست نہ ہو گا اور نہ ہی وہ غیر حق کے ساتھ آرام پاتا ہے کہ اپنے حال کی اسے اطلاع دے کیوں کہ پوشیدہ حال کی خبر دینا محبوب کے راز کو غیر پر کھولنے کے برابر ہے۔ حالانکہ محبوب کا راز محبوب کے علاوہ کسی پر کھولنا محال ہے اور نیز وہ جب حالت مشاہدہ میں ہے تو مشاہدہ میں تو غیر کی طرف دیکھنا ہی محال ہے۔ حضرت جنید بغدادیؒ فرماتے ہیں۔

ولی وہ ہے جسے کوئی خوف نہ ہو کیوں کہ خوف مستقبل میں پیش آنے والی اس حالت کو کہتے ہیں جس سے دل پر تکلیف یا جسم پر کسی مصیبت کا اندیشہ ہو یا محبوب کے جدا ہو جانے کا خطرہ لاحق ہو اور ولی اپنے وقت کا پابند ہوتا ہے کہ اس کے لئے کوئی زمانہ مستقبل نہیں ہوتا کہ وہ کسی چیز سے خوف رکھے اور جس طرح اسے کوئی خوف نہیں ہوتا۔ اسی طرح کوئی امید بھی نہیں ہوتی اس لئے کہ امید مستقبل میں محبوب کے حاصل ہونے یا کسی تکلیف کے دور ہونے کے انتظار کا نام ہے اور یہ بھی آنے والے دوسرے وقت کے ساتھ متعلق ہے اس طرح اسے کوئی غم بھی لاحق نہیں ہوتا۔ کیونکہ غم بھی تو وقت کی کدورت کا نام ہے۔ جو آدمی رضا الٰہی کی روشنی اور شکر خداوندی کے نور اور موافقت حق کے باغ میں ہو۔ پس اس کو غم کیسے لاحق ہو سکتا ہے۔

Marfat.com

اولیاء اللہ کے درجات

(1) قطب ارشاد' (2) قطب مدار' (3) قلندر' (4) ملامتی' (5) خضر وقت' (6) غوث'
(7) ابدال' (8) اوتاد' (9) صوفی ابوالوقت' (10) صوفی ابن الوقت' (11) عارف' (12) ولی

قطب

"قطب" لغت میں چکی کی کیل کو کہتے ہیں جس پر تمام چکی چلتی ہے۔ اگر قطب جہاں میں نہ ہوں۔ تو انتظام عالم تباہ و برباد ہو کر رہ جائے اور ارشاد کے معنی ہیں۔ رہنمائی کے۔

(1) قطب ارشاد

وہ ہے جس سے خلق اللہ کو ہر طرح کا نفع پہنچے۔ خواہ وہ ظاہری ہو یا باطنی۔

(2) قطب مدار

قطب مدار وہ ہے جو اپنی جگہ سے نہ ہلے اور بذات خود کامل و اکمل ہو۔ مدار کے معنی ہیں "گردش" یعنی ساری مخلوق اس کی گرویدہ ہو اور اپنے کاموں اور مشکلوں میں اس سے مدد چاہے۔ اسی کو قطب الاقطاب بھی کہتے ہیں۔

(3) قلندر

وہ ہے جو تجرید و تفرید میں یکتا و بے پرواہ ہو۔ اور عالم کا حال اس پر روشن ہو اور وصف جو کہ عاشقین میں ہونا چاہئے اس میں بے مثل ہو اور شرط یہ ہے کہ مجذوب بھی ہو اور سالک بھی۔ جیسے کہ بو علی شاہ قلندر۔

Marfat.com

دوسری جگہ قلندر کی تعریف یہ ہے کہ وہ صرف ضروری عبادات کرے اور باقی اوقات ذکرو فکر میں گزارے۔

(4) ملامتی

ملامتی وہ ہے جوکہ تمام فرائض و نوافل کا ثابت ہو مگر لوگوں کی نظروں سے مخفی رہے۔

(5) خضروقت

وہ ہے کہ مثل حضرت خضر علیہ السلام کے اس پر علم لدنی منکشف ہوں اور اسرار سے واقف ہو اور جس پر ایک نظر بھی ڈالے۔ اسے کامل کردے۔

(6) غوث

غوث وہ ہے جوکہ بندگان خدا کے معاملات میں ظاہراً اور باطناً" عدل و انصاف فرمائے ان کی یہ شناخت بہت مشہور ہے کہ جب چاہیں اپنے اعضاء جدا کرلیتے ہیں۔

(7) ابدال

اگر یہ گروہ نہ ہوتا تو تمام عالم مسخ ہو جاتا ان کے ستر (70) تن ہوتے ہیں۔ جن میں سے چالیس (40) ملک شام اور تیس (30) باقی تمام ممالک میں متفرق رہے ہیں۔ یہ سب اپنی اپنی خدمت پر مامور ہیں اور انھیں ابدال اس لئے کہا جاتا ہے کہ اگر کوئی ان میں کم ہو جاتا ہے تو اوتار میں سے کوئی ایک بدل کران کی جگہ مقرر کردیا جاتا ہے۔

(8) اوتاد

اوتاد "وتد" کی جمع ہے اور اس کے معنی میخ کے ہیں۔ یعنی یہ ایک آہنی میخ کی مانند

Marfat.com

اپنے مقام پر جے رہتے ہیں اگرچہ ظاہری وباطنی طور پر ان کا فائدہ محسوس نہیں ہوتا لیکن یہ ان کی متعلقہ برکات تمام عالم میں محیط و منتشر رہتی ہیں۔

کہتے ہیں کہ عراق کے آٹھ اوتاد ہیں۔

(1) معروف کرخیؒ (2) امام احمد بن حنبلؒ (3) بشر حافیؒ (4) منصور بن عمارؒ (5) جنید بغدادیؒ (6) سری سقطیؒ (7) سہل بن عبداللہؒ (8) شیخ عبدالقادر جیلانیؒ

(9) صوفی ابوالوقت

صوفی ابوالوقت انہیں کہا جاتا ہے۔ جو کہ وقت پر قادر ہوں۔ یعنی حالت پر قادر ہو۔ جب چاہے اسے طاری کرے اور جب چاہئے اسے دور کردے اور ہوش میں آجائے۔ یہ صوفی ابن الوقت سے مرتبہ میں اعلیٰ ہوتا ہے۔ مگر ایسے لوگ اس وقت موجود نہیں ہیں۔ البتہ اگلے زمانے میں سے حضرت بایزید بسطامیؒ ان مراتب پر پہنچے ہیں۔ اس زمانے کے صوفی اکثر ابو الوقت ہیں۔

(10) صوفی ابن الوقت

صوفی ابن الوقت وہ ہیں جو کہ ظاہر اور باطن کی صفائی رکھتے ہیں اور وقت کے پابند ہوں۔ یعنی جب کوئی حال اس پر باری تعالیٰ کی طرف سے ظاہر ہو تو مدہوش و بے ہوش ہو جائے۔ جیسے کسی کو بخار یا لرزہ چڑھتا ہے اور وہ بے اختیار ہو کر اس کو دور نہیں کر سکتا۔

(11) عارف

عارف کی بڑی کرامت یہ ہے کہ شریعت پر مستقیم ہو۔ ان کا بڑا کشف یہ ہے (1) کہ طالبان حق کی استعداد معلوم کر کے تربیت کرے۔ (2) کشف والہام سے جو علم حاصل

Marfat.com

ہوتا ہے۔ وہ ظنی ہوتا ہے۔ اگر قواعد شریعت کے مطابق ہوں۔ تو قابل عمل ورنہ رد ہو گا۔ (3) قلب کی غذا ذکر ہے اور روح کی غذا حضوری ہے۔

(12) ولی

جو شخص سنت و شریعت کا پابند ہو "ولی" ہے اور جو شخص دائرہ سنت سے خارج ہو اور شریعت نبوی کا پابند نہ ہو تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ وہ سیدھے راستے سے بھٹکا ہوا ہے۔

اہل تفرید

ا "اہل تفرید" وہ بندہ ہے جو اللہ کو کثرت سے یاد کرتا ہے اور ہر وقت یاد الٰہی میں مشغول رہتا ہے۔

اظہار کرامت بھی اولیاء کے اختیار سے خارج ہیں جب تک حکم الٰہی نہ ہو۔ کسی ولی سے کوئی کرامت بھی سرزد نہیں ہو سکتی۔

حضرت امام غزالیؒ "احیائے علوم" میں لکھتے ہیں کہ قلب کی غذا یاد الٰہی ہے۔ ورنہ دل تاریک ہو جاتا ہے اور اللہ کو یاد کرنے سے "اطمینان قلب" حاصل ہوتا ہے۔

صحیحین میں بروایت حضرت معاویہ بن ابی سفیانؓ مذکور ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ میری امت میں قیامت برپا ہونے تک ایک گروہ حق کو ظاہر کرتا رہے گا اور اگر کوئی انہیں خوار کرنا چاہے یا مخالفت کرنا چاہے گا تو وہ انہیں نقصان نہ پہنچا سکے گا۔

Marfat.com

باب سوم

دعا کی فضیلت

سلسلہ عالیہ عظیمیہ کے زیر انتظام خانقاہی نظام کی طرز پر قائم مراقبہ ہالز میں خاص طور سے دعا کروائی جاتی ہے۔ قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا "مجھ سے دعا مانگا کرو میں تمہاری دعا قبول کروں گا" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "تم میں سے جس شخص کے لئے دعا کا دروازہ کھول دیا گیا (یعنی دعا مانگنے کی توفیق دے دی گئی) اس کے لئے رحمت کے دروازے کھول دیئے گئے۔ اللہ تعالیٰ سے جو دعائیں مانگی جاتی ہیں۔ ان میں اللہ کو سب سے زیادہ پسند یہ ہے کہ اس سے (دنیا اور آخرت میں) عافیت کی دعا مانگی جائے۔ پھر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں دعا سے زیادہ اور کسی چیز کی وقعت نہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ وعلیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص یہ چاہئے کہ اللہ تعالیٰ اس کی دعا سختیوں اور مصیبتوں کے وقت قبول فرمائیں۔ اس کو چاہئیے کہ وہ فراخی اور خوشحالی میں بھی کثرت سے دعا مانگا کرے۔ دعا مومن کے لئے آفتوں اور مصیبتوں سے بچنے کی سب سے زیادہ موثر تدبیر (دعا) ہے۔ جس طرح دین کا ستون کا نماز ہے اور نماز کی روح خشوع و خضوع ہے جو دعا کا خاصہ ہے اس لئے دعا دین کا ستون ہے۔ اس طرح اللہ تعالیٰ سے کثرت سے دعائیں مانگنا اللہ تعالیٰ کی معبودیت اور وحدانیت کا اعلان ہے اور یہی وہ نور ہے جس سے آسمان و زمین روشن اور قائم ہیں۔ اس لئے حدیث شریف میں آیا کہ قیامت اس وقت آئے گی جب روئے زمین پر کوئی اللہ کہنے والا نہ رہے گا۔ اس لئے دعا زمین و آسمان کا نور ہے۔ ایک اور حدیث میں آیا کہ جب بھی مسلمان (کسی چیز کے) مانگنے کے لئے اللہ تعالیٰ کی جانب اپنا منہ اٹھاتا ہے (اور مانگتا ہے) اللہ تعالیٰ اس کو وہ چیز ضرور دیتے ہیں وہی چیز فی الفور دے دیتے ہیں یا اس کے واسطے (دنیا یا آخرت میں) اس کو ذخیرہ کر دیتے ہیں۔ یعنی دعا کے قبول ہونے

Marfat.com

کی تین صورتیں ہوتی ہیں۔(1) اگر اللہ تعالٰی کے نزدیک قرین مصلحت ہوتی ہے تو فوراً مراد پوری کردی جاتی ہے۔ (2) اگر فوراً مراد پوری کرنا قرین مصلحت نہیں ہوتا تو مناسب وقت پر وہ مراد پوری کردی جاتی ہے۔(3) ورنہ اس کا نعم البدل دنیا یا آخرت میں دے دیا جاتا ہے۔ لیکن اللہ تعالٰی سے دعا مانگنے کا اجر تو بہر صورت مل ہی جاتا ہے اس لئے کہ کوئی بھی دعا رائیگاں کسی بھی صورت میں نہیں جاتی۔

دعا مانگنے کے آداب

اللہ تعالٰی سے انسان جب چاہئے اور جس وقت چاہئے دعا کر سکتا ہے۔ مگر حدیث شریف میں کچھ باتیں ایسی بتائی گئی ہیں جن سے دعا کو زیادہ موثر اور قابل بنایا جا سکتا ہے۔ بہرحال دل سے نکلی ہوئی دعا انشاءاللہ قبول ہو جائے گی۔

1 دعا مانگنے سے پہلے اور بعد میں اللہ تعالٰی کی حمد وثنا بیان کرنا
2 دعا مانگنے سے پہلے اور آخر میں نبی کریم صلی اللہ وعلیہ وسلم پر درود سلام بھیجنا
3 دونوں ہاتھ پھیلا کر دعا مانگنا
4 دونوں ہاتھوں کو کھلا رکھ کر دعا کرنا
5 دعا مانگتے وقت عاجزی اور انکساری اختیار کرنا
6 اللہ جل شانہ کے اسماحسنٰی اور اعلٰی صفات کا واسطہ کر دعا مانگنا
7 نبی کریم صلی اللہ وعلیہ وسلم کا واسطہ دے کر دعا مانگنا
8 انبیاء علیہم السلام کے وسیلہ سے دعا مانگنا
9 اللہ کے نیک بندوں (اولیاء اللہ) کے وسیلہ سے دعا مانگنا
10 دعا میں اپنی آواز کو پست رکھنا (نیچی آواز میں) دعا مانگنا
11 ایک ہی مقصد کے لئے بار بار دعا مانگنا

Marfat.com

12 ایک ہی دعا بار بار مانگنے کا کم سے کم درجہ تین مرتبہ ہے (یعنی ہر دعا کم سے کم تین بار مانگے)

13 اپنی تمام حاجتیں چھوٹی ہوں یا بڑی کتنی ہی معمولی کیوں نہ ہوں اللہ سے مانگے

14 اللہ تعالیٰ سے گڑگڑا کر دعا مانگنا .

15 دعا قبلہ کی طرف رخ کرے مانگنا

16 اپنے مرشد کریم کے وسیلہ سے دعا مانگنا

17 دعا مانگنے والا اور سننے والا دونوں آمین کہیں

18 دعا سے فارغ ہو کر دونوں ہاتھ منہ پر پھیرے

19 دُعا مانگنے کے لئے دوزانو بیٹھنا ہے

20 اپنی ذات سے دعا شروع کرے اور پھر اپنے ماں باپ اور تمام مومن بھائیوں کے لئے دعا کرے (یعنی پہلے اپنے لئے پھر درجہ بدرجہ اوروں کے لئے دعا مانگے۔)

دعا کی قبولیت کا وقت

اللہ تعالیٰ قادر مطلق ہے۔ جب چاہئے اور جس وقت چاہئے دعا قبول کرتے ہیں۔ اکثر بزرگ' اولیاء اللہ نے اور حدیث شریف میں بھی دعا قبولیت کا ذکر فرمایا ہے۔

1 لیلتہ القدر یعنی ماہ رمضان کی آخری عشرہ کی طاق راتوں میں۔

2 ذی الحجہ کی نویں تاریخ (عرفہ کا پورا دن)

3 رمضان کا پورا مہینہ

4 جمعتہ المبارک کی رات (یعنی جمعرات اور جمعتہ المبارک کی درمیانی رات

5 جمعہ کا پورا دن

6 رات کا دوسرا آدھا حصہ

Marfat.com

7 رات کا آخری تہائی حصہ

8 سحر کے وقت

9 سب سے زیادہ دعا کے قبول ہونے کی امید جمعۃ المبارک کے روز ہوتی ہے۔

اس کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے۔

1 یہ ساعت امام کی خطبہ کے لئے (منبر پر) بیٹھنے سے لے کر نماز جمعۃ المبارک کی ختم ہونے تک ہے۔

2 جماعت کھڑی ہونے کے وقت سے لے کر سلام پھرنے تک ہے۔

3 جمعۃ المبارک کی نماز کے بعد۔

4 جمعۃ المبارک کے دن عصر کی نماز کے بعد سے سورج غروب ہونے تک ہے۔

5 جمعۃ المبارک کے دن سورج طلوع ہونے کے بعد

6 اذان اور تکبیر کے درمیان (یعنی اذان و اقامت کے درمیان جہاں بھی موقع مل جائے دعا کرے۔

7 فرض نمازوں کے بعد (یعنی جماعت سے نماز پڑھے اور سلام پھیرنے کی بعد) دعا کرے۔

8 نماز میں سجدہ کے اندر

9 قرآن کریم کی تلاوت سے فارغ ہونے کے بعد

10 زمزم کا پانی پینے کی حالت میں (یعنی چاہ زمزم پر کھڑے ہو کر پانی پیتے وقت دعا کرے)

11 نماز کی اقامت (تکبیر) کے وقت

12 کعبہ مکرمہ کو دیکھنے کے وقت جب خانہ کعبہ پر پہلی نظر پڑے دعا کریں۔

13 بارش برسنے کے وقت دعا کرے۔

14 جب گھمسان کی جنگ ہو رہی ہو ایک دوسرے پر حملے ہو رہے ہوں اس حالت میں دعا

Marfat.com

کرے۔

15 قرآن پاک کے ختم کے وقت دعا کرے۔

16 اللہ کی راہ (جہاد) میں صفیں باندھنے کی حالت میں دعا کرے۔

وہ مقامات جہاں دُعا قبول ہوتی ہے۔

1 حالت طواف میں۔

2 ملتزم کی پاس (خانہ کعبہ کا وہ حصہ جس سے طواف کرنے والے چمٹے ہیں یہ حجر اسود اور خانہ کعبہ کے دروازے کے درمیان چار ہاتھ کے بقدر جگہ ہے۔)

3 میزاب (خانہ کعبہ کی چھت کا پرنالہ) کے نیچے

4 بیت اللہ کے اندر

5 حضور نبی کریم صلی اللہ وعلیہ وسلم کے روضہ اقدس کے پاس

6 چاہ زمزم کے پاس

7 صفا اور مروہ (پہاڑیوں) پر

8 سعی (صفا) اور مروہ کے درمیان دوڑنے کی جگہ میں

9 مقام ابراہیم کے پیچھے

10 (میدان) عرفات میں (جہاں 9 ذی الحجہ کو زوال کے بعد سے غروب تک ٹھہرتے ہیں اور یہی حج کا اصل رکن ہے۔)

11 مزدلفہ میں (جہاں حجاج عرفات سے واپس آکر مغرب و عشاء کی نماز پڑھتے ہیں اور رات گزارتے ہیں۔)

12 منیٰ میں (جہاں دسویں تاریخ کو حاجی کنکریاں مارتے ہیں۔)

Marfat.com

صلوٰۃ کا مفہوم

صلوٰۃ اس عبادت کا نام ہے جس میں اللہ کی بڑائی، تعظیم اور اس کی ربوبیت و حاکمیت کو تسلیم کیا جاتا ہے۔ صلوٰۃ ہر پیغمبر اور اس کی امت پر فرض کی گئی ہے۔ صلوٰۃ قائم کر کے بندہ اللہ سے قریب ہو جاتا ہے۔ صلوٰۃ فواحشات اور منکرات سے روکتی ہے۔ صلوٰۃ دراصل اللہ کے لئے ذہنی مرکزیت کے حصول کا یقینی ذریعہ ہے۔ صلوٰۃ میں ذہنی یکسوئی (Concentration) حاصل ہو جاتی ہے۔

حضرت ابراہیمؑ نے اپنے بیٹے حضرت اسمٰعیلؑ کو مکہ کی بے آب و گیاہ زمین پر آباد کیا تو اس کی غرض یہ بیان کی۔

''اے ہمارے پروردگار! تا کہ وہ صلوٰۃ (آپ کے ساتھ تعلق اور رابطہ) قائم کریں۔''

حضرت ابراہیمؑ نے اپنی نسل کے لئے یہ دعا کی:

''اے میرے پروردگار! مجھ کو اور میری نسل میں سے لوگوں کو صلوٰۃ) رابطہ قائم کرنے والا بنا۔''

''حضرت اسمٰعیلؑ اپنے اہل و عیال کو صلوٰۃ قائم کرنے کا حکم دیتے تھے۔''

(سورۃ مریم آیت ۵۵)

حضرت لوطؑ، حضرت اسحٰقؑ، حضرت یعقوبؑ اور ان کی نسل کے پیغمبروں کے بارے میں قرآن کہتا ہے:

''اور ہم نے ان کو نیک کاموں کے کرنے اور صلوٰۃ قائم کرنے کی وحی کی۔''

(سورۃ انبیاء۔۷۳)

حضرت لقمانؑ نے اپنے بیٹے کو نصیحت کی:

''اے میرے بیٹے صلوٰۃ قائم کر۔'' (سورۃ لقمان۔۱۷)

اللہ نے حضرت موسیٰ سے کہا۔

Marfat.com

"اور میری یاد کیلئے صلوٰۃ قائم کر (یعنی میری طرف ذہنی یکسوئی کے ساتھ متوجہ رہ)۔"

(سورۃ طٰہٰ۔۱۴)

حضرت موسیٰؑ اور حضرت ہارونؑ کو اور ان کے ساتھ بنی اسرائیل کو اللہ نے حکم دیا۔

"اور اللہ نے صلوٰۃ کا حکم دیا ہے۔"

(سورۃ مریم۔۳۱)

آخری آسمانی کتاب قرآن میں بتایا گیا ہے کہ عرب میں یہود اور عیسائی قائم صلوٰۃ تھے۔

ترجمہ: "اہل کتاب میں کچھ لوگ ایسے بھی ہیں جو راتوں کو کھڑے ہو کر اللہ کی آیتیں پڑھتے ہیں اور وہ سجدہ (اللہ کے ساتھ سپردگی) کرتے ہیں۔"

(آل عمران۔۱۱۳)

"اور وہ لوگ جو حکم پکڑتے ہیں کتاب (اللہ کے بنائے پروگرام اور آسمانی قانون) کو اور قائم رکھتے ہیں صلوٰۃ، ہم ضائع نہیں کرتے اجر نیکی کرنے والوں کے۔"

(اعراف۔۱۷۰)

بندہ جب اللہ سے اپنا تعلق قائم کر لیتا ہے تو اس کے دماغ میں وہ دروازہ کھل جاتا ہے جس سے وہ غیب کی دنیا میں داخل ہو کر وہاں کے حالات سے واقف ہو جاتا ہے۔

صلوٰۃ کے معنی، مفہوم اور نماز کے اعمال پر تفکر کرنے سے یہ نتیجہ اخذ ہوتا ہے کہ صلوٰۃ دراصل ذہنی صلاحیت (Concentration) کو بحال کر دیتی ہے۔ انسان ذہنی یکسوئی کے ساتھ شعوری کیفیات سے نکل کر لاشعوری کیفیات میں داخل ہو جاتا ہے۔ مراقبہ کا مفہوم بھی یہی ہے کہ بندہ ہر طرف سے ذہن ہٹا کر، شعوری دنیا سے نکل کر لاشعوری دنیا غیب کی دنیا سے آشنا ہو جائے۔

صلوٰۃ (نماز) میں یکسوئی حاصل کرنے اور اللہ سے تعلق قائم کرنے اور اللہ کے سامنے سجدۂ حضور کرنے کے لئے یہ مراقبہ کرایا جاتا ہے۔

صلوٰۃ قائم کرنے سے پہلے آرام دہ نشست میں قبلہ رخ بیٹھ کر تین مرتبہ درود شریف، تین بار کلمہ شہادت پڑھ کر آنکھیں بند کر لیں۔

Marfat.com

ایک منٹ سے تین منٹ تک یہ تصور قائم کریں۔

''عرش پر اللہ تعالیٰ موجود ہیں' تجلیات کا نزول ہو رہا ہے اور میں عرش کے نیچے ہوں۔'' اس کے بعد کھڑے ہو کر صلوٰۃ قائم کریں۔

مراقبہ کی طرح آدمی جب گرد و پیش سے بے خبر ہو کر نماز میں یکسوئی حاصل کر لیتا ہے تو یہی قیام صلوٰۃ کا مراقبہ ہے۔

قرآن پاک اللہ کا کلام ہے اور ان حقائق و معارف کا بیان ہے جو اللہ تعالیٰ نے بوسیلہ حضرت جبرائیلؑ آنحضرت ﷺ کے قلب اطہر پر نازل فرمائے۔ قرآن مجید کا ہر لفظ انوار و تجلیات کا ذخیرہ ہے۔ بظاہر مضامین غیب عربی الفاظ میں سامنے ہیں' لیکن ان الفاظ کے پیچھے نوری تمثیلات اور معانی کی وسیع دنیا موجود ہے۔ تصوف اور روحانیت میں یہ کوشش کی جاتی ہے کہ روح کی آنکھ سے الفاظ کے نوری تمثیلات کا مشاہدہ حاصل کیا جائے تا کہ قرآن پاک اپنی پوری جامعیت اور معنویت کے ساتھ روشن ہو جائے۔ قرآن مجید میں بھی اس حقیقت کی طرف اشارہ موجود ہے اور اسے حاصل کرنے کی ہدایت کی گئی ہے۔

جب بھی قرآن مجید کی تلاوت کی جائے' چاہے نماز میں' تہجد کے نوافل میں یا صرف تلاوت کے وقت' آدمی یہ تصور کرے کہ اللہ اس کلام کے ذریعے مجھ سے مخاطب ہیں اور میں اسی کی معرفت اس کلام کو سن رہا ہوں۔ اس تلاوت کے وقت وہ یہ خیال قائم رکھے کہ رحمت الٰہی الفاظ کے نوری تمثیلات اس پر منکشف کر رہی ہے۔

جب آدمی اس ذہنی توجہ (مراقبہ) کے ساتھ تلاوت کلام اللہ کرتا ہے تو اس نسبت میں انہماک ہوتا ہے جس نسبت سے قرآن مجید کا نزول ہوا ہے۔ نسبت کے بار بار دور کرنے سے آدمی کا قلب ملاء اعلیٰ سے ایک ربط پیدا کر لیتا ہے۔ چنانچہ جب وہ قرآن مجید پڑھتا ہے تو جس قدر اسکے قلب کا آئینہ صاف ہوتا ہے اسی مناسبت سے معانی و مفاہیم کی نورانی دنیا اس کے اوپر ظاہر ہونے لگتی ہے۔

☆☆☆

Marfat.com

اسوۂ حسنہ

یہ دنیا سترہ بار تباہ ہو کر دوبارہ آباد ہوئی ہے۔ ہوتا یہ ہے کہ سمندر کے نیچے کی زمین اوپر آ جاتی ہے اور شہروں میں بسی ہوئی آباد زمین سمندر کے نیچے چلی جاتی ہے۔ سترہ یا اٹھارہ بار یہ زمین زیر سمندر جا چکی ہے یہ سلسلہ ختم نہیں ہوا' ابھی جاری ہے۔

پہلی مرتبہ جب زمین تہہ آب گئی تو انسانی آبادی تھی نہ چوپائے تھے نہ پرندے تھے کچھ بھی نہیں تھا۔ قدرت نے چاہا کہ بے آباد زمین آباد ہو تو آدم وحوا زمین پر اترے۔ یوں بھی کہا جاتا ہے کہ زمین میں سے مخلوق اگ آئیں جیسے برسات میں گھاس پھونس اگ آتی ہے اور خوبصورت سرخ مخملی بیر بوٹی زمین پر رینگنے لگتی ہے۔ آدم کی اولاد جیسے جیسے بڑھی بستیاں وجود میں آئیں اور پورے پورے شہر زمین کے ماتھے کا جھومر بن گئے۔

آدم کا شعور بہت کم تھا وہ نہیں جانتا تھا کہ گوشت کا شوربہ اور روٹی کیا ہے؟ اسے آسائش و آرام کے لئے روئی اور فوم کے گدوں اور گداز قالین کا بھی کوئی علم نہیں تھا۔ قانون قدرت کے تحت آدم کی نسل دو سے چار' چار سے آٹھ اور اسی طرح جب ہزاروں سے تجاوز کر کے لاکھوں تک پہنچی تو شعوری ترقی بھی لاکھوں گنا بڑھ گئی۔ شعور کی طاقت میں اضافہ ہوا تو آدم کے بچوں نے جڑیں' ناپختہ پھل اور کچا گوشت کھانے میں کراہیت محسوس کی' ہاضمے کے اوپر زیادہ بار پڑا اور پیٹ درد کی شکایت عام ہو گئی تو شعور نے آدم کی رہنمائی کی۔ گوشت پکا کر کھانا چاہئے' گندم پیس کر آٹے کی روٹی بنانی چاہیے۔ شعور برابر آدم کی رہنمائی کرتا رہا۔ قانون ہے کہ جب شعور ایک ہو یا ہزار ہوں کسی نقطے پر مرکوز ہو جائیں تو قدرت نے اپنے اوپر لازم کر لیا ہے کہ اس کا مظاہرہ ہو گا۔ اجتماعی شعور نے قدرت کے سسٹم میں ہلچل مچا دی لاکھوں آدمیوں میں سے ایک نے غیر اختیاری طور پر دو پتھر اٹھائے ان کو آپس میں ٹکرایا' ٹکرانے سے حرارت پیدا ہوئی تو پتھروں میں سے چنگاری نکلی۔ چنگاری کی چمک نے شعور کو اس طرف متوجہ کیا کہ چنگاری سوکھی گھاس کو جلا ڈالے گی اور دیکھتے دیکھتے آگ بھڑک اٹھی۔

زمین پر انسان کا یہ پہلا دن تھا جب انسان حیوانات سے ممتاز ہوا اور اس نے اس

Marfat.com

ایجاد سے اپنے لئے کھانے پکانے شروع کئے۔ حیوانات سے ممتاز ہونے کے بعد انسان کے ذہن میں نئے نئے خیالات نے جنم لیا اور ہر خیال اس کے لئے ایک ایجاد بن گیا۔

آدمؑ اور حوا کے آنے سے پہلے بھی زمین موجود تھی۔ زمین کے اصل وارث و مخلوق ہیں۔

1۔ جنات۔۔2۔انسان۔

جنات نے جب زمین پر خون خرابہ کیا اور زمین کی کوکھ اجاڑنے کی ہر تدبیر پر عمل کیا تو قدرت نے زمین کو فساد زدہ قرار دے دیا اور جنات سے زمین کی سرداری چھین لی۔ لیکن ستم ظریفی یہ ہوئی کہ آدم زاد نے بھی وہی کیا جو جنات برسوں سے کرتے چلے آ رہے تھے اور جس کی وجہ سے ان سے سرداری چھین لی گئی تھی۔ بھائی نے بھائی کو قتل کر دیا اور سلسلہ دراز ہوتا چلا گیا۔

حضرت آدمؑ نے زندہ رہنے کے لئے جو قوانین بنائے قوم نے انہیں مسترد کر دیا۔ آدمؑ کو گزرے جب ۶۴۲ سال گزرے گئے اس وقت نوحؑ پیدا ہوئے۔ ساری نوع انسانی اس وقت بت پرستی میں لگ گئی تھی۔ حضرت نوحؑ ۹۵۰ برس تک توحید کی تبلیغ کرتے رہے' قرآن میں ان کی تعریف ''عبدالشکور'' کہہ کر کی گئی ہے۔ پانی کے ہر گھونٹ اور ہر لقمے پر الحمد اللہ کہتے تھے۔ نو سو پچاس برسوں تک تبلیغ کرنے پر اسی (۸۰) مرد اور عورتیں ایمان لائے باقی قوم نے ان کی نصیحت پر عمل نہیں کیا۔ اس پاداش میں قوم پر عذاب نازل ہوا۔ زمین کو فساد سے پاک کرنے کے لئے آسمان سے اتنا پانی برسا کہ زمین اور سمندر ایک ہو گیا۔ گاؤں' گوٹھ' قصبے' شہر ڈوب گئے سمندر نے زمین کو نگل لیا۔ پوری قوم غرق آب ہو گئی بیٹا بھی ہلاک ہو گیا۔ اسی مرد اور عورتیں جو ایمان لائے تھے عذاب الٰہی سے بچ گئے۔ زمین چھ مہینے تک پانی میں ڈوبی رہی طوفان ختم ہونے پر کشتی جودی پہاڑی پر ٹھہری۔ ایمان لانے والے سلامتی کیساتھ کشتی سے اترے لیکن ان کی نسل نہ چل سکی۔ نوحؑ کے تین بیٹے ''حام'' ''سام'' اور ''یافث'' جو کشتی میں سوار تھے۔

ان سے آدم کی نسل کا دوبارہ آغاز ہوا۔ حام چھوٹے بیٹے تھے' سام منجھلے اور یافث بڑے بیٹے تھے آج کی دنیا میں جہاں بھی جس رنگ کی بھی جو نسل آباد ہے وہ ان ہی تین بھائیوں کی اولاد ہے۔ نوحؑ نے چودہ سو سال کی عمر میں وفات پائی۔

قرآن کریم میں حضرت ابراہیمؑ کا ذکر اے بار آیا۔ ابراہیمؑ سریانی زبان کا لفظ ہے جس

Marfat.com

کے معنی مہربان باپ کے ہیں۔کہا جاتا ہے کہ آدمؑ کے تین ہزار تین سو سال کے بعد پیدا ہوئے۔ان کا باپ بت تراش تھا' باپ نے بیٹے کو گھر سے نکال دیا۔ابراہیمؑ کو اس کے رب نے کئی باتوں میں آزمایا اور وہ ہر آزمائش میں پورے اترے اور ثابت قدم رہے۔آدمؑ کے بعد انہوں نے کعبہ شریف بنایا جس پتھر پر کھڑے ہو کر کعبہ کی بنیاد کو اٹھایا وہ پتھر ابھی تک موجود ہے جس کو مقام ابراہیم کہتے ہیں۔حضرت ابراہیمؑ کی عمر ۱۷۵ سال کی تھی جب حضرت ابراہیمؑ کی عمر ۸۶ برس کی ہوئی تو حضرت اسمٰعیلؑ پیدا ہوئے۔اسمٰعیل کا ترجمہ اللہ کا فرمانبرار ہے۔آخری پیغمبر حضرت ﷺ اسمٰعیلؑ کی اولاد میں سے ہیں۔حضرت ابراہیمؑ ایک سو برس کے تھے فرشتوں نے آ کر بشارت دی اور حضرت اسحٰقؑ پیدا ہوئے ان کا نام قرآن کریم میں سترہ جگہ ہے' انکی ایک سو اسی برس عمر ہوئی۔

حضرت عیسیٰؑ کا نام قرآن میں ۳۶ جگہ آیا ہے انکی والدہ حضرت مریمؑ کا نام قرآن میں ۳۴ جگہ آیا ہے۔انجیل آسمانی کتاب ان پر نازل ہوئی۔اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق کی ہدایت کے لئے زمین کے چپے چپے پر ہادی اور پیغمبر بھیجے جن کی تعداد کم و بیش ایک لاکھ چوبیس ہزار ہے جبکہ قرآن کریم میں ۲۵ پیغمبروں کا ذکر آیا ہے۔

نوٹ:(پیغمبران کی عمروں کا تعین روایات کے تحت کیا گیا ہے۔)

باعث تخلیق کائنات' تاجدار عالم' سید المرسلین خاتم النبین حضرت محمد ﷺ کا نام انجیل میں ''فارقلیط'' بیان ہوا ہے جس کا ترجمہ احمد ہے۔ہر آسمانی کتاب میں انکی آمد کی اطلاع دی گئی ہے اور بتایا گیا ہے کہ ایک نجات دہندہ آئے گا۔آپ ﷺ کل بنی آدم و جنات کے لئے قیامت تک رحمت العالمین بنا کر بھیجے گئے ہیں۔آپ ﷺ کو جو شریعت دی گئی وہ قیامت تک مکمل قانون ہے۔

حضور ﷺ زیادہ تر خاموش رہتے تھے بیماروں کی عیادت کرتے' جنازے کے ساتھ جاتے' اپنے گھر کا کام کاج خود کرتے' مکہ مکرمہ میں چالیس سال کے بعد جب آپ ﷺ نے نبوت کا اعلان فرمایا تو اہل مکہ کو دعوت توحید سخت ناگوار گزری۔حضور ﷺ نے جس قدر تکلیفیں اٹھائیں اور جس قدر انہیں صدمے پہنچے وہ بیان سے باہر ہیں۔جب تکالیف و مصائب کی انتہا ہو گئی تو آپ ﷺ نے اللہ کے حکم سے ہجرت فرمائی اور اپنے عزیز و

Marfat.com

اقارب، گھر بار، مال و متاع کی ذرہ بھی پروا نہیں کی۔ جس وقت آپ ﷺ نے حضرت ابوبکرؓ کے ہمراہ مکہ سے مدینے ہجرت فرمائی اس وقت آپ ﷺ کی عمر ۵۳ برس تھی۔ اللہ نے اپنے محبوب کو بڑے بڑے معجزے عطاء فرمائے۔ معجزہ شق القمر تمام معجزوں سے بڑا معجزہ ہے۔ اللہ نے اپنے آپ کو رب العالمین فرمایا ہے اور رسول اللہ ﷺ کو رحمت العالمین بنا کر کائنات سے متعارف کرایا ہے۔

نوع کے افضل بندے حضرت محمد ﷺ کو اللہ نے اپنے پاس بلا لیا اور خود سے اتنا قریب کرلیا کہ دو کمانوں کا فاصلہ رہ گیا یا اس سے بھی کم اللہ نے اپنے بندے سے راز و نیاز میں کہا اور فرمایا:

"ہم نے اپنے محبوب بندے سے راز و نیاز کی باتیں کیں اور ہمارے بندے نے جو دیکھا جھوٹ نہیں دیکھا۔"

سیدنا حضور پاک ﷺ نے نہایت مشقت، مصائب اور پریشانی برداشت کر کے اپنی امت کو جو پروگرام عطا کیا وہ خالص توحید ہے۔ حضور پاک ﷺ کا ارشاد ہے:

☆ جو تم اپنے لئے چاہو وہ اپنے بھائی کے لئے بھی پسند کرو۔
☆ علم حاصل کرنا ہر مسلمان مرد و عورت پر فرض ہے۔
☆ جہاں تم چار ہو وہاں پانچواں اللہ ہے۔
☆ اللہ تمہاری رگ جاں سے زیادہ قریب ہے۔
☆ اللہ ہر شے پر محیط ہے۔
☆ کافر کو برا نہ کہو۔
☆ دوسرے مذاہب کے علماء کا احترام کرو، انہیں برا نہ کہو ورنہ وہ بھی تمہارے علما کو برا کہیں گے۔

رسول اللہ ﷺ برائی کا بدلہ برائی سے نہیں دیتے تھے بلکہ معاف اور درگزر فرما دیتے تھے۔ اللہ کی کتاب قرآن کریم میں بڑی وضاحت کیساتھ بیان ہوا ہے۔

"آپس میں تفرقہ نہ ڈالو"

سن ۱۱ ہجری ماہ صفر کے آخری دنوں میں آپ ﷺ بیمار ہو گئے بخار کی شدت سے جسم میں

Marfat.com

ناتوانی اتنی زیادہ ہوگئی کہ باہر نکلنے کی طاقت نہ رہی قریباً چار روز بیمار رہ کر پیغمبر آخر زماں اللہ کے محبوب حضرت محمد ﷺ ۱۲ ربیع الاول ۱۱ ہجری بروز پیر بوقت چاشت رحمت العالمین کے تمام اوصاف حمیدہ کے ساتھ اپنے دوست اللہ رب العالمین کے حضور تشریف لے گئے (اناللہ وان الیہ راجعون)

اس وقت آپ کی عمر ۶۳ برس اور پانچ دن تھی۔ اس وقت امت مسلمہ کا جو حال ہے وہ یہ ہے کہ سابقہ امتوں کے جن اعمال و کردار کی وجہ سے عذاب الٰہی نازل ہوا وہ سب کے سب امت مسلمہ میں مشترکہ طور پر موجود ہیں۔ جس طرح دوسری امتوں نے اپنے پیغمبروں سے اور اپنے پیغمبروں کی تعلیمات سے روگردانی کی اور برائیوں پر اصرار کیا تھا مسلمان قوم بھی ایسے ہی کردار میں مبتلا ہے۔ جھوٹ عام ہو گیا ہے' کم تولنا' ملاوٹ' بلیک مارکٹنگ' نفرت' حسد' قتل و غارت گری زندگی میں اس طرح سرایت کر گئی ہے کہ اب اس سے راست کاری کی بھی کوئی صورت نظر نہیں آتی۔ ایک کلمہ گو دوسرے مسلمان کو نہ صرف کافر کہتا ہے بلکہ اس کے قتل سے بھی گریز نہیں کرتا۔ ہر شخص مایہ جال میں گرفتار ہونے کو خوش قسمتی سمجھنے لگا ہے۔ موت کے بعد کی زندگی بے وقعت ہو گئی ہے۔ احساس گناہ ختم ہو گیا ہے اللہ نے سود کو اپنے ساتھ دشمنی قرار دیا ہے گویا کہ قرآن کہتا ہے کہ:

"جو لوگ سونا چاندی جمع کرتے ہیں اور اللہ کے لئے خرچ نہیں کرتے ان لوگوں کے لئے عذاب علیم کی بشارت ہے۔"

مگر حال یہ ہے کہ ہمارے علماء دانشور اور مشائخ اس سلسلے میں کوئی مثبت جدوجہد نہیں کرتے۔ اللہ کا قانون اٹل ہے' تمام حجت کی تکمیل ہونے کے بعد لازماً قانون قدرت حرکت میں آتا ہے۔ بے شک ہمارے نبی رحمت العالمین ہیں مگر اللہ کا قانون بھی جاری و ساری ہے۔ اللہ اس قوم کی حالت نہیں بدلتا جو قوم خود اپنی اصلاح کے لئے جدوجہد نہیں کرتی۔ اگر ہم رحمت العالمین کی رحمت کے سہارے آپس میں اتحاد و اتفاق کے ساتھ ان برائیوں کو جن برائیوں سے دوسری امت عذاب الٰہی سے ہلاک ہو چکی ہیں چھوڑ دیں تفرقہ سے باز آ جائیں تو عذاب الٰہی سے بچ سکتے ہیں۔

خاتم النبین دو جگ کے تاجدار حضور پاک ﷺ کے اسوہ حسنہ کو اپنے اوپر محیط کرنے کے لئے ضروری ہے کہ حضور پاک ﷺ نے جس طرح زندگی گزاری ہے ہم بھی اس کا عملی مظاہرہ کریں۔

Marfat.com

تفکر

اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں بیان فرمایا ہے کہ:

"انسان ہماری بہترین صناعی ہے۔"

بہترین صناعی کا مفہوم یہ ہے کہ کائنات میں جتنی بھی مخلوقات ہیں انسان ان سب سے افضل ہے' انسان کو مخلوقات میں فضیلت اس بنیاد پر قائم ہے کہ اس کے اندر مخفی علوم جاننے' سمجھنے اوران سے استفادہ کرنے کے لئے صلاحیتیں موجود ہیں' اب سے صدیوں پہلے کی سائنسی ایجادات ہوں یا موجودہ دور میں سائنسی ایجادات' یہ سب دراصل مخفی صلاحیتوں کے استعمال کا مظاہرہ ہیں' زمین پر موجود ہر شے روشنی کے غلاف میں بند ہے اور روشنی کے غلاف میں مقداریں کام کر رہی ہیں' انسان جب مخفی صلاحیتوں کو بیدار کر کے کسی شے میں خواہ وہ ایٹم ہی کیوں نہ ہو تفکر کرتا ہے تو اس کے اوپر کی شے کے اندر چھپی ہوئی قوتوں کا انکشاف ہوتا ہے' موجودہ سائنسی ترقی بھی اسی ضابطے اور قاعدے پر قائم ہے۔

سائنسدانوں نے جیسے جیسے تفکر سے کام لیا انکے اوپر شے کے اندر کام کرنے والی تخریبی اور تعمیری قوتیں آشکار ہو گئیں جس کے نتیجے میں ایٹم کے بارے میں سائنسدانوں کا یہ خیال ہے کہ کائنات میں جتنی بھی اشیاء ہیں خواہ وہ مائع ہوں یا ٹھوس ہوں یا گیس کی صورت میں ہوں سب کی سب ایٹموں سے بنی ہوئی ہیں اور خود ایٹم زیادہ تر خلاء پر مشتمل ہے' بعض اشیاء میں تمام کے تمام ایٹم ایک جیسے ہوتے ہیں' ایسی اشیاء کو عناصر کہا جاتا ہے جن میں ہائیڈروجن' کاربن' لوہا' سونا' سیسہ اور یورینیم جیسے قدرتی عناصر اور پلاٹینم جیسے انسان کے بنائے ہوئے عناصر شامل ہیں۔ عناصر کے علاوہ مرکبات میں مختلف عناصر کے ایٹم ایک دوسرے میں جذب اور بندھے ہوئے ہوتے ہیں اس طرح عناصر کی باہمی پیوستگی سے باضابطہ اور باقاعدہ سانچے میں ڈھلے ہوئے سالمات بنتے ہیں۔

ایٹم یونانی زبان کا لفظ ہے جس کے معنی ناقابل تقسیم شے کے ہیں' یونانی زبان میں ٹوم تقسیم کرنے کو کہتے ہیں' آریائی زبانوں میں "آ" نفی کا کلمہ ہے۔ ایٹم کا نام دمقراط نامی

Marfat.com

سائنسدان کا وضع کردہ ہے' دمقراط نے یہ نظریہ پیش کیا کہ دنیا کی ہر شے نہایت چھوٹے چھوٹے ناقابل تقسیم ذروں یعنی ایٹموں سے بنی ہوئی ہے' ایٹم کا سائز ایک انچ کا ڈھائی کروڑواں حصہ یا ایک سینٹی میٹر کا ایک کروڑواں حصہ ہوتا ہے۔ چھوٹی سوئی کی نوک پر لاکھوں ایٹم رکھے جا سکتے ہیں' ہلکی اشیاء کے ایٹم ہلکے اور بھاری اشیاء کے ایٹم بھاری ہوتے ہیں۔ بشمول انسان تمام جانداروں کی روح بھی ایٹموں سے مرکب ہے' روح کے ایٹم باقی تمام تر اشیاء کے ایٹموں سے چھوٹے اور لطیف ہوتے ہیں۔

موت کے بارے میں دمقراط کا خیال تھا کہ جب روح کے تمام ایٹم جسم سے نکل جاتے ہیں تو موت واقع ہو جاتی ہے' اس حالت میں جسم میں روح کا ایٹم بھی باقی نہیں رہتا جو خارج شدہ ایٹموں کو واپس لا سکے' اس لئے روح نکل جانے کے بعد آدمی زندہ نہیں رہ سکتا۔

ایٹم پر ریسرچ کرنے والے محققین نے تحقیق کی ہے کہ ہر ایٹم میں الیکٹران کی تعداد مختلف ہوتی ہے' الیکٹران ایک ترتیب اور توازن سے مرکز کے گرد تہہ در تہہ مداروں میں گردش کرتے رہتے ہیں' الیکٹران کی گردش کے حوالے سے یہ سوالات ابھرے کہ وقت کے ساتھ الیکٹران بتدریج تھکتے کیوں نہیں' ان کی توانائی میں کمی کیوں نہیں ہوتی؟ وہ تھک کر ٹوٹ پھوٹ کر مرکزے میں کیوں نہیں گر جاتے؟ ان سوالات کا یہ جواب دیا گیا کہ:

الیکٹران مرکزے کے اردگرد توانائی کی مختلف سطحوں پر ایک خاص ترتیب سے بکھرے ہوئے گھوم رہے ہیں وہ ایک سطح سے چھلانگ لگا کر دوسری سطح میں داخل ہو سکتے ہیں لیکن دو سطحوں میں معلق نہیں رہ سکتے' جب کوئی ایٹم کسی بھی قسم کی شعاع "حرارت" کو کاسمک ریز روشنی کی شعاعوں کے زیر اثر آ جاتا ہے تو اس کے الیکٹرانوں میں توانائی آ جاتی ہے اور وہ چھلانگ لگا کر واپس قریب کی نچلی سطح میں آ جاتے ہیں' توانائی ضائع یا فنا نہیں ہوتی ہے اس لئے وہ روشنی کی صورت میں ظاہر ہوتی ہے' روشنی کا طول موج توانائی کی اس مقدار کے مطابق ہوتا ہے جو الیکٹران نے قبول کی تھی' ایٹم کی تحقیق میں ایک نئے باب کا اضافہ اس انکشاف سے ہوا کہ بعض عناصر سے شعاعوں کی صورت میں توانائی خود بخود خارج ہوتی رہتی ہے ایسے عناصر میں دریافت ہونے والا سب سے پہلا عنصر یورینیم تھا لیکن توانائی کا اس سے بھی بڑا منبع ریڈیم ہے۔

Marfat.com

پائرے کیوری اور مادام کیوری نے دریافت کیا کہ ریڈیم سے شعاعیں نکلتی ہیں‘ یعنی ریڈیم تابکار دھات ہے یہ شعاعیں دیکھی جاسکتی ہیں اوران کی پیائش بھی کی جاسکتی ہے۔

لارڈ رتھرفورڈ فریڈرک سوڈی کے نظریہ سے اب تک کی جانے والی ایٹم کی تعریف تبدیل ہوگئی ہے‘ سینکڑوں برس سے یہ کہا جارہا ہے کہ ایٹم ناقابل تقسیم ہے لیکن انہوں نے ثابت کردیا کہ ایٹم قابل تقسیم ہے‘ انہوں نے ثابت کیا کہ ریڈیم کا ایٹم مسلسل انتشار اور تقسیم در تقسیم کی حالت میں رہتا ہے‘ فعال ذرات ایک طرف ہو جاتے ہیں اور ایک ہلکا پھلکا ایٹم باقی رہ جاتا ہے جو طبعی اور کیمیائی لحاظ سے اصلی ریڈیم سے بالکل مختلف ہوتا ہے۔

ایٹم پر ریسرچ کرنے والی لیبارٹری میں مصروف کار سائنسدانوں نے یہ دعویٰ کیا ہے کہ ایٹم کی اندرونی صورتحال پیش کرنے والی تصاویر اتار لی گئی ہیں‘ اس سلسلے کا پہلا فوٹو پینسلوانیا یونیورسٹی کی جانب سے جاری کیا گیا۔ یہ تصویر اصل سائز سے دو لاکھ پچھتر ہزار گنا بڑی کرکے دکھائی گئی۔

تحقیق و تجربات سے یہ بات سامنے آئی کہ مادہ اور توانائی ایک ہی شے کے دو روپ ہیں کیونکہ یہ تمام ذرات جواب تک معلوم کئے گئے ہیں‘ توانائی کی صورت میں سامنے آئے ہیں یعنی ان بنیادی ذرات پر تجربات سے یا ان کی تقسیم اور ٹوٹ پھوٹ سے آخرکار توانائی ہی حاصل ہوتی ہے۔

سوال یہ ہے کہ مالیکولز‘ ایٹم یا بنیادی ذرات جواب تک دیکھے نہیں جاسکے ہیں ان کے بارے میں اتنی مفصل معلومات کن بنیادوں پر حاصل کی گئی ہیں؟ سائنسدان اس کے جواب میں کہتے ہیں کہ تجربات کے نتائج سے حاصل ہونے والے تاثر یا خصوصیت کے مظاہرے کی صورت میں یہ اخذ کیا گیا ہے کہ ایٹم اور اس کے ذرات کیا ہیں مثلاً! ٹی وی اسکرین پر جو کچھ دکھائی دیتا ہے وہ الیکٹران کے ذرات کے بہاؤ کی وجہ سے ہوتا ہے جبکہ الیکٹران یا الیکٹران بیم دکھائی نہیں دیتی‘ اس طرح تجربات میں ایٹم کو جب کس بیرونی قوت یا شعاع کے زیر اثر لایا جاتا ہے تو ایٹمی ذرات پر اس کی اثر پذیری کے نتائج ایک اسکرین پر دیکھے جاسکتے ہیں۔ اسکرین پر نظر آنے والا یہ عمل اسکرین کے دھبے‘ رنگ یا ٹمٹاہٹ کی صورت میں ہوتا ہے‘ روشنی کا دھبہ گہرا ہوتا ہے‘ ہلکا ہوتا ہے‘ بڑا ہوتا ہے‘ چھوٹا

Marfat.com

ہوتا ہے' رنگ میں ٹمٹماہٹ کی صورت میں ہوتا ہے اس طرح ذرات کی خصوصیات معلوم کر لی جاتی ہیں۔

الیکٹران ایک ایسا دھبہ ہے جو اب تک ناقابل تقسیم ہے' باقی دونوں ذروں کا قابل تقسیم ہونا ثابت کیا جا چکا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا:

''اور جو بہت سی رنگ برنگ کی چیزیں اس نے تمہارے لئے زمین میں پیدا کر رکھی ہیں' ان میں نشانی ہے ان کے لئے جو غور و فکر سے کام لیتے ہیں یعنی ریسرچ کرتے ہیں۔''

''اللہ روشنی ہے آسمانوں اور زمین کی۔''

''چھوٹی سے چھوٹی اور بڑی سے بڑی کوئی چیز ایسی نہیں ہے جس کی قرآن میں وضاحت نہ ہو۔''

''اے پیغمبرؐ کہہ دیجئے کہ اس کتاب کو اس نے اتارا ہے جو زمین و آسمان کے بھیدوں کو جاننے والا ہے۔'' یعنی کائنات کا ایک ایک ذرہ یعنی اس کا ایک ایک ایٹم اور اس کا ایک ایک سالمہ اس کے علم میں ہے۔

''پاک اور بلند مرتبہ ہے وہ ذات جس نے مقداروں کے ساتھ تقسیم کیا اور پھر اس تخلیقی فارمولے سے آگاہ کیا۔''

اس کا مفہوم یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر شے کو معین مقداروں (ایٹم) سے بنایا اور یہ معین مقداریں دراصل اس شے کے ظاہر و باطن میں کام کرنے والی صلاحیتیں ہیں جو ایک قانون اور نظم کے تحت ایک واحد ہستی کی نگرانی میں برقرار ہیں' بڑے بڑے اجرام سماوی معمولی اور ننھے سے ایٹم' ایٹم کے اندرونی خول یا اجزاء' الیکٹران' پروٹان' نیوٹران اس ذات واحد کی نظر کے سامنے ہے۔ کوئی بھی ذرہ ہو وہ چھوٹا ہو یا بڑا اس کے احاطہ قدرت سے باہر نہیں ہے۔

قرآن پاک میں ہے:۔

''وہ ہر پوشیدہ چیز سے واقف ہے' اس کے علم سے کوئی رتی برابر چیز بھی باہر نہیں' وہ چیز آسمان میں ہو یا زمین میں اور ان تمام چھوٹی بڑی چیزوں کے اور چیزوں کی تمام اقسام کے فارمولے کھلی کتاب میں موجود ہیں۔'' (سباء۔۳)

Marfat.com

سورۃ سباء کی اس آیت میں تین قسم کے ذرات کا بیان ہوا ہے۔

1۔ رتی برابر ذرہ

2۔ اس سے چھوٹا

3۔ نسبتاً اس سے بڑا

تخلیق میں تین قسم کے ذرات پائے جاتے ہیں۔

1۔ ایٹم

2۔ ایٹم کے اندرونی اجزاء

3۔ سالم ایٹم کے مرکبات

1۔ مثقال ذرہ یونی وہ رتی برابر چیز جس میں وزن ہے' جب ہم مادی تخلیق یا کسی بھی عنصر کا تذکرہ کرتے ہیں یا میٹر کا لفظ استعمال کرتے ہیں اس کا مطلب یہی ہے کہ وہ چیز جس میں وزن ہو اور معین مقدار یا مقداریں ہوں' ایٹم چونکہ ایک ایسی اکائی ہے جس کے اندر الیکٹران' پروٹان اور نیوٹران موجود ہوتے ہیں اس لئے اس میں مقدار اور وزن دونوں ہیں۔ فزکس کے طلباء و طالبات یہ جانتے ہیں کہ ایٹم کا وزن کر لیا گیا ہے' ہائیڈروجن کے ایک ایٹم کا وزن اس کے ایک گرام مقدار کا ایک ہزار چوبیسواں حصہ ہوتا ہے' بتایا جاتا ہے کہ ایک گرام مادے میں کھربوں ایٹم ہوتے ہیں۔''

2۔ اس سے چھوٹا یعنی ایٹم سے نسبتاً چھوٹا' الیکٹران' پروٹان اور نیوٹران وغیرہ اور ایٹموں کے مرکزوں سے خارج ہونے والی الفا' بیٹا اور گیما شعاعیں۔

3۔ اور اس سے بڑا یعنی ایٹم سے بڑا یعنی قیامت تک دریافت ہونے والے ہر ایٹم کے ذرات اور اجزاء خواہ وہ کتنے ہی چھوٹے ہوں اور کتنے ہی بڑے ہوں' قرآن میں تفکر کرنے سے یہ بات سمجھ میں آتی ہے کہ ایٹم کا خلق' ایٹم کے اندرونی اجزاء کا خالق ارض و سماء کا خالق ایک ہے اور پوری کائنات اس کی ملکیت ہے' اس نے کائناتی سسٹم کو ایک ضابطے کے ساتھ تخلیق کیا ہے اور ہر چیز کو معین مقداروں کے ساتھ وجود بخشا ہے' مقداروں کا یہ علم وہ لوگ حاصل کر لیتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کے ارشاد کے مطابق:

Marfat.com

''اور جن لوگوں نے میرے لئے یعنی میری تخلیق کو جاننے کے لئے جدو جہد اور کوشش کی میں انہیں اپنے راستے دکھاتا ہوں۔''

اللہ نے قرآن شریف میں لوہے کی (دھات) کا تذکرہ کیا ہے۔

''ہم نے نازل کیا لوہا (اس میں دوسری دھاتیں بھی شامل ہیں جیسے یورینیم وغیرہ) اور ہم نے اس میں انسانوں کے لئے بے شمار طاقت اور فائدے رکھ دیئے ہیں۔''

زمین کے اوپر جتنی گیسیں یا دھاتیں موجود ہیں ان کی پہچان ان مقداروں کی وجہ سے ہے جن مقداروں سے ان کی تخلیق ہوئی ہے۔

ہم جب لوہے کا تذکرہ کرتے ہیں تو اس میں جو مقدار کام کرتی ہیں وہ یہ ہیں۔

1۔ 62-59-24-48-30-42-35

اور جب ہم سونے کا تذکرہ کرتے ہیں تو اس کی مقداریں یہ ہیں۔

2۔ 51-50-31-35-3

اگر کوئی صاحب بصیرت ان مقداروں سے واقف ہو جائے جو اشیاء کی تخلیق میں کام کر رہی ہیں تو وہ مقداروں کو کم و بیش کر کے شے میں ماہیت قلب کر سکتا ہے' مقداروں کا علم اس طرف اشارہ کرتا ہے کہ دھات سیسہ میں ایسی مقداریں موجود ہیں جو ایٹم کی قوت پر غالب آ سکتی ہیں' یہ دونوں دھاتیں تسویدی لہروں سے فیڈ ہوتی ہیں۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

''زمین اور آسمان اور اس کے اندر جو کچھ ہے سب کا سب انسانوں کے لئے مسخر کر دیا گیا ہے۔''

اس کا مفہوم یہ ہے کہ انسان زمین و آسمان میں موجود کسی بھی شے کے اندر جب تفکر کرے گا تو اس شے کے اندر کام کرنے والی مقداروں کا علم بھی اسے حاصل ہو جائے گا' مذہبی دانشور اس آیت کی تفسیر میں ارشاد فرماتے ہیں کہ:

زمین آسمان' چاند' سورج' ہوا اور پانی کو ہماری خدمت گزاری کے لئے معمور کر دیا گیا ہے۔ لیکن چاند' سورج' زمین صرف انسانوں کی خدمت گزاری میں مصروف نہیں ہیں بلکہ زمین پر موجود ہر مخلوق کی خدمت گزاری میں مصروف ہیں' جس طرح ایک انسان سورج

Marfat.com

کی روشنی اور چاند کی چاندنی سے فائدہ اٹھاتا ہے اس طرح پرندے' درندے' چرندے اور اشجار بھی فائدہ اٹھاتے ہیں یعنی چاند' سورج' زمین پر موجود تمام مخلوقات کے خدمت گزار ہیں۔ محکوم و مسخر ہونے سے مراد یہ ہے کہ انسان کو ان مقداروں کا علم عطا کر دیا گیا ہے جن مقداروں پر چاند' سورج' زمین' فرشتے' جنات' نباتات و جمادات قائم اور متحرک ہیں۔

مختصر یہ کہ ایٹم مقداروں کا ایک مرکب ہے اور یہ مقداریں مادیت کی اکائی ہیں' مادیت کی ہر اکائی نور کے غلاف میں بند ہے' نور کے اوپر روشنی کا غلاف ہے' روشنی کی رفتار ایک سیکنڈ میں دو لاکھ چھیاسی ہزار دو سو بیاسی میل بتائی جاتی ہے' روشنی کی رفتار سے ہزروں گنا نورانی لہروں کی رفتار ہے۔ نور اور روشنی مرکب اور مفرد لہروں کا ایک جال ہے جس کے اوپر چھوٹے سے چھوٹا اور بڑے سے بڑا ذرہ بنا ہوا ہے۔ تفکر جب روشنی کی سطح سے نکل کر نور کی سطح میں داخل ہو جاتا ہے تو چھوٹے سے چھوٹا ذرہ اور اس کے اندر ناقابل بیان طاقت انسانی ذہن پر منکشف ہو جاتی ہے' اس انرجی کو تعمیر اور تخریب دونوں میں استعمال کیا جا سکتا ہے۔

موجودہ سائنسی ترقی میں جو عوامل کام کر رہے ہیں ان میں انفرادی سوچ اور مادی مفاد کا عمل دخل ہے اس لئے یہ ساری ترقی نوع انسانی کے لئے ہلاکت کا پیش خیمہ بن گئی ہے' اگر یہی ترقی اور ایجاد قرآن و حکمت اور پیغمبرانہ طرز فکر کے مطابق ہو تو سائنس نوع انسانی کے لئے سکون اور روشنی کا گہوارہ بن جائے گی فی الواقع صورتحال یہ ہے کہ ترقی کا فسوں انسانی نسل کو آتش فشاں کے کنارے لے آیا ہے' یہ دنیا کسی بھی وقت بھک سے اڑ جائے گی اس لئے کہ جو چیز بن جاتی ہے اس کا استعمال اور مظاہرہ ضرور ہوتا ہے۔

☆☆☆

Marfat.com

ظاہر اور باطن

اس دنیا میں ہر آدمی ایک ریکارڈ ہے اور اس کی ساری زندگی فلم ہے گھما پھرا کر بات کی جائے تو کہا جائے گا عالم ناسوت کا ہر باسی ایک ڈرامہ ہے ایک کہانی ہے۔ کہانی مختصر ڈرامہ ہے اور ڈرامہ زندگی میں کام آنے والے کرداروں کو ایک جگہ جمع کر دیتا ہے ایسے کردار جو کسی ایک شخص کی انفرادی زندگی کو بھی نمایاں کرتے ہیں اور اس کے ماحول میں جو کچھ ہے اسے بھی منظر عام پر لے آتے ہیں۔

جب ہم ڈرامہ لکھتے ہیں تو ہمارے سامنے زندگی میں بسنے والے سارے کردار ہوتے ہیں اور جب ہم ڈرامہ دیکھتے ہیں تو ہم خود زندگی کے ان کرداروں میں کھو جاتے ہیں جن سے ہم گزر چکے ہیں یا گزر رہے ہیں۔ عجیب کھیل تماشہ ہے عمر رفتہ کے کسی بھی دور میں جب کوئی جھانکتا ہے تو ہر شخص کی کہانی ایک جیسی نظر آتی ہے۔ ہر آدمی مادی وجود میں اس زمین پر قدم رکھتا ہے اور ہر شخص دھیرے دھیرے لمحہ بہ لمحہ مادی وجود سے دور ہوتا رہتا ہے مادی وجود سے دوری اپنی جگہ مسلم لیکن مادی وجود جس بساط پر نمودار ہوتا ہے جس بساط پر آگے بڑھتا ہے اور جس بساط پر منظر سے غائب ہو جاتا ہے وہ سب کے لئے ایک ہے۔

ابھی تک سائنسی دنیا میں کوئی ایسا علم مظہر نہیں بنا جو اس بات کی تشریح کر دے کہ بساط کیا ہے؟ کوشش لوگوں نے بہت کی کہ بساط پر سے پردہ اٹھ جائے مگر پردہ تو جب اٹھے گا جب کہیں پردہ ہو۔ اگر کہیں کسی کو پردے کے بارے میں کوئی خبر مل گئی ہے تو وہ خبر بھی خود پردہ ہے۔ نقاب رخ الٹ دیا جائے تو بڑی سے بڑی دانشورانہ بات بعد میں بات بن کر ایک نہ سلجھنے والی گتھی بن جاتی ہے جو سلجھتی نہیں۔ اگر شعور، لاشعور اور ورائے لاشعور کی بھاری اور مشکل اصطلاحات کا سہارا لے کر کچھ عرض کیا جائے تو وہ بات بے پردہ ہو جاتی ہے جس پر انسانی ارتقاء کی بنیاد رکھی ہوئی ہے۔ ارتقاء کیا ہے؟

ارتقاء یہی تو ہے کہ آدمی اپنی برائیوں کمزوریوں کوتاہیوں کو چھپاتا ہے اور خود کو دوسروں سے اچھا ثابت کرنے کی کوشش کرتا ہے۔

Marfat.com

میں بھی کائنات کے ایک کنبے کا فرد ہوں وہ کنبہ جو زمین پر آباد ہے۔ مفت خوری جس کا طرۂ امتیاز ہے۔ پیدا کوئی کرتا ہے۔ کہا جاتا ہے ماں نے پیدا کیا۔ کفالت کوئی کرتا ہے کہا جاتا ہے باپ نے پرورش کی۔ عقل و شعور پتہ نہیں کہاں سے ملتا ہے کہا جاتا ہے کہ حجروں اور مدرسوں سے شعور ملا ہے۔ زمین پر دندناتا پھرتا ہے۔ زمین کے بطن کو اپنے نوکیلے خنجروں سے چیرتا ہے اس میں دانہ ڈالتا ہے اور زمین سے خراج وصول کرتا ہے۔ کبھی یہ نہیں سوچتا کہ زمین کا بھی کوئی حق ہے۔

جس نے زمین دی' جس نے ایک پھوٹی کوڑی لئے بغیر پانی دیا' ضرورت سے بہت زیادہ وافر مقدار میں ہوا دی۔ اس کا تذکرہ آ بھی جائے تو ایسا لگتا ہے کہ بیکار بات کہی جارہی ہے۔ بڑا ہو' چھوٹا ہو' کم عقل ہو یا دانشور' غریب ہو یا دولت کا پجاری قارون سب مفت خورے ہیں نہ صرف مفت خورے بلکہ احسان فراموش بھی ہیں۔

میں ایک پتلا تھا پتلے میں خلا تھا خلا میں کل پرزے تھے۔ ہر کل دوسری کل سے جڑی ہوئی تھی اور ہر پرزہ دوسرے پرزے میں پیوست تھا۔ اس طرح کہ کہیں بھی کوئی حرکت ہوتو سارے کل پرزے متحرک ہو جاتے تھے۔ کل پرزوں سے بنی مشین کو چلانے کے لیے پتلے میں چابی بھر دی گئی تو پتلا چلنے پھرنے لگا۔ چلنے پھرنے' اچھلنے کودنے اور محسوس کرنے کے عمل سے پتلے میں ''میں'' پیدا ہوگئی۔ ''میں'' جانتی ہے کہ چابی ختم ہو جائے گی ''میں'' کا وجود عدم ہو جائے گا اور پتلا باقی رہ جائے گا۔

لوگ اس ''میں'' کو ایک فرد مانتے ہیں۔ ''میں'' کو ایک ہستی تسلیم کرتے ہیں۔ یہ بات ہے بھی سچی میں ایک فرد ہوں میری ایک ذات ہے میری انا میری ہستی کیوں ہے؟ کوئی نہیں جانتا ''میں'' بھی نہیں جانتی۔ جب میں خود کو فرد کے روپ میں دیکھتا ہوتو ظاہر الوجود نظر آتا ہوں اور جب میں خود ہڈیوں' پٹھوں اور کھال میں منڈھے ہوئے صندوق کے اندر تلاش کرتا ہوں تو مجھے اپنی ذات نظر نہیں آتی' البتہ باطن الوجود آنکھ دیکھتی ہے۔ عالم ایک نہیں بے شمار عالمین ہیں اور ان عالمین میں لاکھوں کہکشائیں جھماکوں کیساتھ قائم ہیں۔ لگتا ہے کہ ساری کائنات (Sparking) کا مسلسل اور متواتر عمل ہے۔ لیزر بیم سے لطیف روشنی کی کرن ہے جس سے اندرونی دنیا بندھی ہوئی ہے اور اس اندرونی دنیا میں وہ کچھ ہے ظاہر

Marfat.com

الوجود آنکھ جسے دیکھ نہیں سکتی۔ شعور ادارک نہیں کرسکتا' عقل کی وہاں تک رسائی نہیں۔

میری اصل باطن الوجود ہے اور ظاہر الوجود باطن الوجود کا عکس یا فوٹو سٹیٹ کاپی ہے۔

میں اس وقت "میں" ہوں۔ جب زمین پر موجود ہوں لیکن تماشہ یہ ہے کہ زمین بھی ایک نہیں ہے یعنی زمین بھی ظاہر الوجود اور باطن الوجود کے غلاف میں بند ہے۔ زمین جب ظاہر الوجود ہے تو ٹھوس ہے اور جب باطن الوجود ہے تو خلاء ہے۔ ظاہر الوجود زمین کشش ثقل ہے اور باطن الوجود روشنی ہے۔

زمین بھی عقل و شعور رکھتی ہے وہ ادراک بالحواس بھی ہے۔ زمین یہ جانتی ہے کہ انار کے درخت میں امرود نہیں لگے گا اور امرود کے درخت میں انار نہیں لگے گا۔ وہ مٹھاس' کھٹاس' تلخ اور شیریں سے بھی واقف ہے۔ اس کے علم میں یہ بات بھی ہے کہ کانٹے بھرے پودے میں پھول زیادہ حسین لگتا ہے۔ کانٹے سے بغیر پودے میں کتنا ہی خوش رنگ پھول ہو' پھول میں کتنے ہی رنگوں کا امتزاج ہو لیکن پھول کی قیمت وہ نہیں جو کانٹوں کے ساتھ لگے پھول میں ہوتی ہے۔ زمین اس بات کا بھی علم رکھتی ہے کہ اس کی کوکھ میں رنگ برنگ' قسم قسم بیجوں کی نشوونما ہوتی ہے۔ زمین جہاں بیشمار رنگوں سے مزین پھول پیدا کرتی ہے تلخ و شیریں پھل اگاتی ہے۔ پرندوں' چوپایوں کی تخلیق کرتی ہے وہاں اپنی حرکت کو متوازن رکھنے کے لئے پہاڑ بھی بناتی ہے۔ لیکن یہ میلوں میل طویل اور آسمانوں سے باتیں کرتے ہوئے بلند و بالا پہاڑ جب ظاہر الوجود میں نظر آتے ہیں تو زمین پر جمے ہوئے نظر آتے ہیں اور جب باطن الوجود پہاڑ دیکھے جاتے ہیں تو اڑتے ہوئے بادل دکھائی دیتے ہیں۔

ظاہر الوجود پتلا نہیں تھا تب بھی زمین تھی۔ ظاہر الوجود پتلا نہیں ہوگا تب بھی زمین رہے گی۔ ظاہر الوجود ایک ذرہ تھا ذرے میں دوسرا ذرہ شامل ہوا تو ایک سے دو ذرات ہوئے اور ذرات کی تعداد اتنی بڑھی کہ ایک وجود بن گیا۔

قلندر دو حروف جانتا ہے اور وہ دو حروف یہ ہیں

کوئی نہیں کبھی نہیں

دانشور سائنس دان' علامہ' مفتی' مشائخ کہتے ہیں لفظ دو ہیں۔

نفی اثبات

Marfat.com

قلندر کہتا ہے اثبات نہیں صرف نفی ہی مادے کی اصل ہے۔

آیئے! تجزیہ کریں تاکہ تجزیہ مشاہدہ بن جائے۔

سامنے مٹی کا ایک ڈھیلا ہے اس کا وزن دو کلو ہے۔ اس دو کلو وزنی ڈھیلے کو کسی آدمی کی کمر پر مارا جائے تو چوٹ لگے گی۔ مٹی کے ڈھیلے کو پیس کر آٹے کی طرح کر لیں۔ سوال یہ ہے کہ دو کلو وزن کدھر گیا؟ کیا اس پسے ہوئے ڈھیلے کے ذرات کو کسی کی کمر پر مارا جائے تو چوٹ لگے گی؟ تجربہ شاہد ہے کہ چوٹ نہیں لگے گی۔ مشاہدہ یہ بھی ہے کہ مٹی کے ڈھیلے کو کتنا ہی پیس لیا جائے ذرات موجود رہیں گے اور کسی طریقہ پر ان ذرات کو پھر ایک جگہ کر دیا جائے اور کسی آدمی کی پشت پر مارا جائے تو چوٹ لگے گی۔ حقیقت یہ منکشف ہوئی کہ بہت زیادہ ذرات کا جمع ہونا' ایک دوسرے میں پیوست ہو جانا یا باہم دیگر ہم آغوش ہو جانا کشش ثقل یعنی اثبات ہے اور ظاہر الوجود ہے۔ ظاہر الوجود تو رہے گا مگر ظاہر الوجود کی اصل یا بنیاد نفی ہے۔

قلندر جب فنائیت کا ذکر کرتا ہے تو وہ ظاہر الوجود کی نفی کرتا ہے۔ کیوں نفی کرتا ہے اس لئے کہ اس کی نظر باطن الوجود کے علاوہ کچھ بھی نہیں دیکھتی۔

علامہ اقبالؒ نے فرمایا ہے:

قلندر جزو دو حرف لا الہ کچھ نہیں رکھتا

فقیہہ شہر قاروں ہے لغت ہائے حجازی کا

مراقبہ میں دیکھا کہ روزہ دراصل ترک اور نفی ہے یعنی ظاہر الوجود انسان باطن الوجود انسان کے لئے خود کو نفی کرتا ہے۔ جیسے جیسے نفی کا عمل آگے بڑھتا ہے ظاہر الوجود انسان باطن الوجود انسان میں داخل ہوتا رہتا ہے۔ جب کوئی انسان باطن الوجود بن جاتا ہے اور خود کو باطن الوجود دیکھ لیتا ہے تو مادی دنیا سے نکل کر نور کی دنیا میں داخل ہو جاتا ہے۔ وہ سراغ پالیتا ہے پتلا ظاہر الوجود ہے اور پتلے کے اندر چابی باطن الوجود ہے۔ چابی ہوگی تو پتلا حرکت کرے گا چابی نہیں ہوگی تو پتلا حرکت نہیں کریگا۔

تیس دن' تیس راتوں کے ترک سے انسان ایسے حواس میں داخل ہو جاتا ہے جس کی رفتار ظاہر الوجود کے حواس سے ساٹھ ہزار گنا زیادہ ہے۔ یہی وہ حواس ہیں جو غیب کی دنیا میں وسیلہ بنتے ہیں۔ غیب کی دنیا کے مشاہدے کے بعد انسان کے اوپر سرور و کیف چھا جاتا ہے اور یہ سرور و کیف ہی تقریب عید ہے۔

Marfat.com

اولیاء اللہ کی طرز فکر

ایک روز حضرت رابعہ بصریؒ نے بارگاہ الٰہی میں عرض کیا اے اللہ اگر میں تیری عبادت دوزخ کے خوف سے کرتی ہوں تو مجھے اس میں جھونک دے اور اگر میں تیرے حضور جنت کی لالچ میں سجدہ کرتی ہوں تو مجھے اس جنت سے محروم کر دے اور اگر میں صرف تیری ذات کے لئے تیری عبادت کرتی ہوں تو تو مجھے اپنے دیدار سے نواز دے۔

زاہد و عابد دوزخ سے نجات اور جنت کی ابدی نعمتیں حاصل کرنے کے لئے عبادتیں کرتے ہیں' عبادت روحانی لوگ بھی کرتے ہیں اور ہمہ وقت اللہ کی طرف متوجہ رہتے ہیں لیکن ان کے پیش نظر خوف' طمع' لالچ یا جنت مقصد نہیں ہوتا وہ صرف اس لئے اللہ کے ساتھ وابستہ رہتے ہیں کہ ان کی زندگی کا مقصد اللہ کے علاوہ دوسرا نہیں ہوتا۔

حضرت جنید بغدادیؒ فرماتے ہیں:

''روحانیت یہ ہے کہ اللہ بندے کو اس کی اپنی ذات سے فنا کر دے اور اپنی ذات کے ساتھ زندہ رکھے۔

امام غزالیؒ فرماتے ہیں:

''اس منزل کا راستہ یہ ہے کہ پہلے مجاہدہ کرے' بری عادتوں سے خود کو آزاد کرے تمام تعلقات سے آزاد ہو کر پوری طرح اللہ کی طرف متوجہ ہو جائے جب یہ سعادت حاصل ہو جاتی ہے تو اللہ اپنے بندے کے دل کا نگہبان بن جاتا ہے اور علم کے انوار سے بندے کے دل کو منور کر دیتا ہے۔''

روحانی علوم اور روحانی واردات پر ایک طبقہ یہ اعتراض کرتا ہے کہ تصوف کا اسلام میں کوئی عمل دخل نہیں ہے اسے اسلام میں زبردستی داخل کر دیا گیا ہے۔ ایک اور طبقہ یہ کہتا ہے کہ تصوف یا روحانی مکتبہ فکر افیون ہے ان علوم کو سیکھ کر آدمی مفلوج ہو جاتا ہے اور دنیاوی نعمتوں سے اس لئے فرار حاصل کرتا ہے کہ وہ دنیا میں موجود تلخ حقیقتوں سے دوچار ہونے کے لئے تیار نہیں ہے یہ ایک ایسی بحث ہے جو ہزار سال سے زیادہ بلکہ اس سے بھی زیادہ عرصہ سے وجہ

Marfat.com

اختلاف بنی ہوئی ہے' کچھ لوگ یہ کہتے ہیں کہ تصوف یا روحانی مکتبہ فکر بدھ مت سے ماخوذ ہے روحانی لوگوں کا دنیا سے قطع تعلق درحقیقت گوتم بدھ کی تقلید ہے' بدھا صاحب نے تخت و تاج چھوڑ کر فکر و فاقہ کی زندگی اختیار کر لی تھی اسی طرح مسلمان صوفیا نے بھی دنیاوی لذتوں' آسائشوں اور راحت و آرام کو ترک کر کے جنگلوں اور غاروں میں بسیرا کیا' کچھ لوگوں کا کہنا ہے کہ بے عملی کی سنہری زنجیروں میں وہ لوگ خود کو گرفتار کر لیتے ہیں جو بے ہمت ہوتے ہیں اور جن کی زندگی میں مصائب و آلام کا مقابلہ کرنے کی سکت نہیں ہوتی' بحرحال یہ ایک بحث ہے جو ایک سو پچاس ہجری سے جاری ہے' جو صاحب سب سے پہلے صوفی کے نام سے متعارف ہوئے وہ عبو الہاشم الکوفی تھے جن کی وفات ایک سو پچاس ہجری میں ہوئی تھی' کہنے والوں نے بہت کچھ کہا اور سننے والوں نے ان معترضین کے اٹھائے ہوئے سوالات کے جوابات بھی دئے اور اس طرح روحانیت یا تصوف ایک خیالی مسئلہ بن کر رہ گیا' لیکن تاریخ اس بات کی شاہد ہے کہ ہر زمانے میں اہل روحانیت لوگ موجود رہے اور انہوں نے ان علوم کی نہ صرف حفاظت کی بلکہ اپنے شاگردوں میں یہ علوم کبھی کبھی تحریر کے ذریعے' کبھی مکتوبات کے ذریعہ اور کبھی کتابوں کے ذریعہ منتقل کئے۔

کسی بھی مذہب کے عنوان سے جب تاریخ پر نظر جاتی ہے تو وہاں یہ بڑا عجیب "راز" سامنے آتا ہے کہ عقیدہ توحید اور عقیدہ رسالت کو عام کرنے میں انہی صوفیاء حضرات کا عمل دخل ہے۔

تاریخ بتاتی ہے کہ جب چنگیز خانی طوفان نے دنیائے اسلام کو تہہ و بالا کر کے رکھ دیا تھا' شہر ویران ہو گئے تھے' لوگوں کو قتل کر کے ان کے سروں کے مینار بنا دیے گئے تھے' بغداد کی آٹھ لاکھ آبادی میں سے چار لاکھ قتل و غارتگری کی بھینٹ چڑھ گئے تھے' علم و حکمت اور ہر قسم کے علوم کی کتابوں کا ذخیرہ آگ کی بھٹیوں میں جھونک دیا گیا تھا' علماء فضلاء اور دانشور اسلام کے مستقبل سے مایوس ہو گئے تھے۔ اس وقت اس سرکش طوفان کا رخ انہی لوگوں (گروہ صوفیاء) نے موڑ دیا تھا۔ طوفانوں کا مقابلہ کر کے ان لوگوں نے اسلام دشمن لوگوں کی اس طرح تربیت کی کہ اسلام کے دشمن شمع اسلام کے لئے پروانہ بن گئے تھے' انہی صوفیاء کے گروہ کے ایک آدمی نے ظلم و جبر' بے حیائی' قتل و غارتگری' بدنیتی کی فضاء کو بدل دیا تھا۔

تاریخ کا مطالعہ کرنے والے لوگ جانتے ہیں کہ ایک بزرگ جو سلسلہ عالیہ قادریہ کے

Marfat.com

درخشاں ستارے تھے' ہلاکو خان کے بیٹے تگودار خان کو دعوت اسلام دینے کیلئے تشریف لے گئے' تگودار خان شکار سے واپس آ رہا تھا۔ اپنے محل کے دروازے پر ایک درویش کو دیکھ کر اس نے ازراہ تمسخر پوچھا:

''اے درویش تمہاری داڑھی کے بال اچھے ہیں یا میرے کتے کی دم؟ اس بیہودہ طنزیہ اور ذلت آمیز سوال پر درویش برہم نہیں ہوئے' شگفتہ چہرے کے ساتھ نہایت تحمل سے فرمایا اگر میں اپنی جان نثاری اور وفاداری سے اپنے مالک کی خوشنودی حاصل کر لوں تو میری داڑھی کے بال اچھے ہیں ورنہ آپ کے کتے کی دم اچھی ہے جو آپ کی فرمانبرداری کرتا ہے اور آپ کے لئے شکار کی خدمت انجام دیتا ہے۔ تگودار خان اس غیر متوقع اور انا کی گرفت سے آزاد جواب سے اتنا متاثر ہوا کہ اس نے درویش کو اپنا مہمان بنا لیا۔ درویش کے حلم و بردباری اور اخلاق سے اس نے در پردہ اسلام قبول کر لیا لیکن اپنی قوم کی مخالفت کے خوف سے تگودار خان نے درویش کو رخصت کر دیا۔ چنانچہ وہ وطن واپس آ گئے' کچھ عرصہ بعد آپ کا انتقال ہو گیا۔ وفات سے پہلے درویش نے اپنے بیٹے کو وصیت کی کہ وہ تگودار خان کے پاس جائے اور اس کو اپنا وعدہ یاد دلائے۔ صاحب زادے تگودار خان کے پاس پہنچے اور اپنے آنے کی غایت بیان کی۔

تگودار خان نے کہا تمام سردار اسلام قبول کرنے پر آمادہ ہیں لیکن فلاں سردار تیار نہیں ہے اگر وہ بھی صراط مستقیم پر آ جائے تو یہ مشکل آسان ہو جائے گی۔

صاحب زادے نے جب اس سردار سے گفتگو کی تو اس نے کہا۔

میری ساری عمر میدان جنگ میں گزری ہے میں علمی دلائل کو نہیں سمجھتا میرا مطالبہ ہے کہ آپ میرے پہلوان سے مقابلہ کریں اگر آپ نے اسے پچھاڑ دیا تو میں مسلمان ہو جاؤں گا۔

صاحب زادے صاحب نہایت لاغر' دبلے اور جسمانی لحاظ سے کمزور تھے۔ تگودار خان نے اس مطالبہ کو مسترد کرنا چاہا لیکن صاحب زادے نے سردار کا چیلنج منظور کر لیا۔ مقابلے کے لئے جگہ اور تاریخ کا اعلان کر دیا گیا۔ مقررہ دن مخلوق کا اژدھام یہ عجیب و غریب دنگل دیکھنے کے لئے جمع ہو گیا۔ ایک طرف نحیف و کمزور ہڈیوں کا ڈھانچہ لاغر سم تھا اور دوسری طرف گرانڈیل نوجوان اور فیل تن پہلوان تھا۔ تگودار خان نے کوشش کی کہ یہ مقابلہ نہ ہو لیکن درویش مقابلہ کرنے کے لئے مصر رہا اور جب دونوں پہلوان اکھاڑے میں آئے تو صاحب

Marfat.com

زادے نے اپنے حریف کو زور سے طمانچہ مارا اور وہ پہلوان اس تھپڑ کو برداشت نہ کر سکا اس کا سر پھٹ گیا' خون کا ایک فوارہ ابلا اور پہلوان غش کھا کر زمین پر گیا گیا۔ سردار حسب وعدہ میدان میں نکل آیا اس نے صاحب زادے کے ہاتھ کو بوسہ دیا اور اپنے مسلمان ہونے کا اعلان کر دیا۔ تگودار خان نے بھی اپنے ایمان کا اعلان کر کے اپنا نام احمد رکھا۔ ہلاکو خان کا چچا زاد بھائی بھی شیخ شمس الدین باخوریؒ کے ہاتھ پر مشرف بہ اسلام ہوا۔

قسطنطنیہ کی فتح تاریخ اسلام کا ایک لافانی باب ہے۔ حضرت شمس الدین سلطان محمد کے مرشد کریم تھے۔ انھی کی ترغیب اور بشارت سے سلطان محمد نے قسطنطنیہ کو فتح کیا۔ تاریخ کے صفحات جتنے زیادہ پلٹیئے' اہل تصوف اور روحانی لوگوں کا ایک قافلہ ہے جو دین اسلام کو نہ صرف پھیلانے میں نظر آتا ہے بلکہ اللہ نے ان فقراء کو کامیابی اور کامرانی سے نوازا ہے۔

حضرت معین الدین چشتیؒ' خواجہ غریب نوازؒ بھی اسی کارواں کے ایک ممتاز فرد ہیں جن کے دم قدم سے ہندوستان میں اسلام پھیلا۔ حضرت سلطان الہند خواجہ غریب نوازؒ نے روحانی قافلہ کے ایک ممتاز سردار ابوالحسن علی ہجویریؒ کے مزار پر انور پر ۴۰ دن عبادت کی۔ حضرت علی ہجویریؒ نے حضرت سلطان الہندؒ پر لطف وعنایت' اسرار و رموز کی جو بارش کی اس کا علم تو حضرت غریب نواز ہی کو ہو سکتا ہے۔ لیکن جب آپ آستانہ عالیہ سے رخصت ہوئے تو بے ساختہ فرمایا۔

گنج بخش فیض عالم مظہر نور خدا
ناقصاں را پیر کامل کاملاں را راہنما

حضرت علی ہجویریؒ ایک بلند پایہ عالم' بالغ نظر محقق تھے۔ آپ کا باطن نورعرفاں سے جگمگ کرتا ہے۔ آپ نے متعدد کتابیں تصنیف کیں۔

1۔ اشعار کا مجموعہ 2۔ کتاب فنا و بقاء 3۔ اسرار الخلق والمونات 4۔ کتاب البیان لاہل العیان 5۔ بحر القلوب 6۔ السر عاتیہ الحقوق اللہ 7۔ منہاج الدین 8۔ شرح کلام منصور الحلاج۔

حضرت داتا گنج بخشؒ نے اپنی زندگی میں وعظ و نصیحت' تحریروں اور کتابوں سے اسلام کی بھرپور خدمت سرانجام دی اور یہ خدمت نوسو پچاس سال سے جاری ہے۔ ۹۵۰ سال گزر

Marfat.com

گئے آپؒ کا تصرف لوگوں کے قلب پر نقش ہوتا رہا اور نقش ہوتا رہیگا۔ نوع انسانی پر عموماً اور امت مسلمہ پر خصوصاً حضرت علی ہجویری داتا گنج بخشؒ کا جو فیض عام ہے وہ اللہ کی ایسی سنت ہے جس میں نہ تبدیلی ہوتی ہے اور نہ تعطل ہوتا ہے اس عرصے میں بے شمار لوگوں نے حضرت داتا گنج بخشؒ سے روحانی فیض حاصل کر کے اکتساب علم کیا۔ الحمد اللہ سلسلہ عالیہ عظیمیہ کو بھی یہ سعادت حاصل ہے کہ یہ سلسلہ بھی حضرت داتا گنج بخشؒ کے فیض سے مالا مال ہے۔

ہم کھلی آنکھ سے دیکھ رہے ہیں کہ یہ دور مادیت کا دور ہے' مادی لذتوں اور جاہ و منصب کے حصول کے لئے انسان مادر پدر آزاد ہو کر اخلاقی قدروں کو پھلانگ چکا ہے دل' دنیا کی طمع' حرص' بغض وحسد سے سیاہ ہو گیا ہے۔ انسان انسان کا دشمن بن گیا ہے۔ ترقی کی تعریف اب یہ ہے:۔

''کہ کون آدمی کون سا ایسا ہتھیار بنا سکتا ہے جو کم وقت میں زیادہ سے زیادہ انسانوں کو ختم کر دے۔''

ترقی کی چکا چوند نے آدمی کو عارضی آرام و آسائش تو مہیا کر دی ہے لیکن اس ترقی کے پیچھے نوع انسانی کو ایسی بیماریوں نے گھیر لیا ہے جس کا علاج بھی ہمارے پاس نہیں ہے اور اگر علاج ہے بھی تو وہ ایک مخصوص طبقہ (سرمایہ داروں) کے لئے ہے۔ اس لئے کہ کوئی غریب آدمی دل کی پیوند کاری پر چھ سات لاکھ روپے خرچ نہیں کر سکتا علیٰ ہذالقیاس۔

آرام و آسائش کی مادی دوڑ نے نوع انسانی کو نہ صرف ہلا کر رکھ دیا ہے بلکہ ہلاکت کے گڑھے میں دھکیل دیا ہے۔ کوئی یہ نہیں چاہتا کہ اس آسائش و آرام کی دنیا میں انسان محروم زندگی بسر کرے بلکہ یہ حقیقت اظہر من شمس ہے کہ اگر ہم اولیاء اللہ کی طرز فکر پر قائم رہ کر زندگی گزاریں تو دنیا کا ہر کام ہر آسائش ہمارے لئے نعمت بن جائے گی۔ زندگی کا مقصد وہ چیز ہے جو انسان کے ساتھ ہمہ وقت رہے۔ مادی دنیا نے کبھی کسی کا ساتھ نہیں دیا اس لئے مادی دنیا کو بھرپور استعمال کرنا تو چاہئے لیکن اس کو زندگی کا مقصد قرار نہیں دینا چاہئے۔

حضرت داتا گنج بخش ہجویریؒ اپنی کتاب ''کشف المحجوب'' میں لکھتے ہیں:

''فقیر تہی دست کو نہیں کہتے جس کے پاس متاع اور زاد راہ نہ ہو۔ فقیر وہ ہے جس کا دل خواہشات سے مغلوب نہ ہو۔ فقیر کی صفت یہ ہے کہ کچھ نہ ہو تو شکوہ نہ کرے اور جب موجود ہو تو خوب خرچ کرے۔ جب کچھ نہ ہو تو صبر کرے اور جب کچھ ہو تو دوسروں کو خود سے زیادہ

Marfat.com

مستحق سمجھ کر ان پر خرچ کرے۔"

سورج اور چاند کا ملاپ توحید کا اتحاد ہے۔ یہ ٹھیک ہے کہ توحید خداوند کے نور کے سامنے چاند اور سورج کی روشنی بے کار ہے اور دونوں کا مقابلہ نہیں کیا جا سکتا مگر دنیا میں چاند اور سورج سے روشن کوئی چیز نہیں ہے۔ آنکھ آفتاب اور مہتاب کے جلوہ کی متحمل نہیں ہے۔ جب آفتاب و مہتاب اوج کمال پر ہوں تو آنکھ آسمان پر دیکھتی ہے تو دل نور معرفت' توحید و محبت کے ذریعہ عرش پر دیکھتا ہے اور دوسرے عالم کے کوائف سے واقفیت حاصل کرتا ہے۔ تمام مشائخ اس پر متفق ہیں کہ جب بندہ مقامات کی قید سے رہائی حاصل کر لیتا ہے اور احوال کی کثافتوں سے آزاد ہو جاتا ہے اور تغیر و تبدل کی بنیاد سے بے نیاز ہو جاتا ہے (بے نیاز ہو جانے کا مطلب ترک نہیں ہے) اور تمام پسندیدہ احوال کے ساتھ مصروف ہو جاتا ہے اور وہ جملہ اوصاف سے جدا ہو جاتا ہے یعنی اپنی کسی پسندیدہ صفت پر نظر رکھ کر اس کے ہاتھوں قید نہیں ہوتا اور اس پر مغرور نہیں ہوتا کہ حال ادراک کی گرفت سے باہر ہو جاتا ہے اور اس کا وقت وسوسوں کے تصرف سے محفوظ ہو جاتا ہے۔

☆☆☆

Marfat.com

شک

آدمی زندگی کے تمام مراحل وقت کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑوں میں طے کرتا ہے مثلاً ایک سیکنڈ کا کوئی فریکشن' آدمی کی زندگی خواہ سو برس کی کیوں نہ ہو لیکن وہ ان ہی لمحوں میں تقسیم ہوتی رہتی ہے۔ غور طلب امر یہ ہے کہ آدمی اپنی زندگی بسر کرنے کے لئے ذہن میں وقت کے یہ ٹکڑے جوڑتا ہے اور ان ہی ٹکڑوں سے کام لیتا ہے انہی ٹکڑوں کے گرداب میں جن کو ہم سوچنا یا فکر کرنا کہتے ہیں' ہم یا تو ایک ٹکڑے سے آگے دوسرے ٹکڑے پر آ جاتے ہیں یا وقت کے کسی ٹکڑے سے پلٹتے ہیں' اس کو اس طرح سمجھنا چاہیے کہ آدمی جب یہ سوچتا ہے کہ میں کھانا کھاؤں گا لیکن اس کے پیٹ میں گرانی ہے اس لئے وہ ارادہ ترک کر دیتا ہے کب تک' وہ اس ترک پر قائم رہے گا؟ اس کے بارے میں اسے کچھ نہیں معلوم۔ بیشمار افکار ہی اس کی زندگی کے اجزائے ترکیبی ہیں جو اسے ناکام یا کامیاب بناتے ہیں ابھی وہ ایک ارادہ کرتا ہے پھر اسے ترک کر دیتا ہے چاہے منٹوں میں کرتا ہے' چند گھنٹوں میں ترک کرتا ہے یا مہینوں اور سالوں میں ترک کرتا ہے۔

بتانا مقصود یہ ہے کہ ترک آدمی کی زندگی کا جزوِ اعظم ہے کیونکہ وہ بالطبع آرام طلب واقع ہوا ہے' بہت سی باتیں ہیں جن کو آدمی دشواری' مشکل' بیماری' بیزاری' بے عملی' بے چینی وغیرہ وغیرہ کہتا ہے' ان کیفیات کے بالمقابل ایک ایسی کیفیت ہے جس کا نام سکون رکھتا ہے۔ یہ نہیں کہا جا سکتا کہ یہ سب کیفیتیں حقیقی ہیں۔ درحقیقت ان میں سے زیادہ تر کیفیات مفروضات پر مبنی ہیں' انسان کے دماغ کی ساخت ہی ایسی ہے کہ وہ ہر آسانی کی طرف دوڑتا ہے اور محنت سے جی چراتا ہے' ظاہر ہے یہ دو سمتیں ہیں اور ان سمتوں میں آدمی ہمیشہ افکار کے ذریعہ سفر کرتا ہے' اس کی حرکت کا منبع ان سمتوں میں سے ایک سمت ہے' ہوتا یہ ہے کہ ابھی ہم نے ایک تدبیر کی پھر اس کی تنظیم کی یہاں تک کہ وہ مکمل ہو گئی اس کی سمت بھی صحیح تھی لیکن صرف دس قدم چلنے کے بعد ہمارے ذہن مین تبدیلی ہو گئی' چنانچہ ہم جس منزل کی طرف رواں دواں تھے وہ غیب میں چلی گئی' ہمارے پاس باقی کیا رہا؟ ٹٹولنا اور ٹٹول کر قدم اٹھانا' واضح رہے کہ یہ

Marfat.com

تذکرہ یقین اور شک کی درمیانی راہوں کا تھا' ہمیں یہ نہیں بھولنا چاہیے کہ انسان کی بنیاد وہم اور یقین پر ہے' مذہب کی اصطلاح میں اس کو شک اور ایمان کہا گیا ہے' اللہ تعالیٰ دماغ میں شک کو جگہ دینے سے منع فرماتے ہیں اور ذہن میں یقین کو پختہ کرنے کا حکم دیتے ہیں۔ قرآن مجید میں ارشاد ہے:

''لاریب'' ہے یہ کتاب اور اس کو ہدایت دیتی ہے جس کا یقین غیب پر ہے' جس شک کو اللہ تعالیٰ نے ممنوع قرار دے دیا ہے یہ وہی شک ہے جس سے آدم کو باز رہنے کا حکم دیا گیا تھا بالآخر شیطان نے بہکا کر یہ شک آدم کے دماغ میں ڈال دیا جس کے لئے آدم جنت سے نکالا گیا۔''

اسی مقام سے آدم کے دماغ میں دو سمتوں کا تعین ہوا یعنی شک اور یقین' بیان کردہ حقیقت کی روشنی میں انسان کے دماغ کا محور یقین اور شک پر ہے' یہی وہ شک اور یقین ہے جو دماغی خلیوں میں ہمہ وقت عمل کرتا رہتا ہے' جس قدر شک کی زیادتی ہوگی اسی قدر خلیوں کی ٹوٹ پھوٹ واقع ہوگی' یہ بتانا بہت ضروری ہے کہ یہی وہ دماغی خلیے ہیں جن کے زیر اثر تمام اعصاب کام کرتے ہیں اور اعصاب کی تحریکات ہی انسانی زندگی ہے۔

کسی چیز پر انسان کا یقین کرنا اتنا ہی مشکل ہے جتنا فریب کو جھٹلانا' مثال اس کی یہ ہے کہ انسان جو کچھ ہے وہ خود کو اس کے خلاف پیش کرتا ہے وہ ہمیشہ اپنی خامیاں چھپاتا ہے اور اس کی جگہ مفروضہ خوبیاں بیان کرتا ہے جو اس کے اندر موجود نہیں ہیں۔

مشکل سب سے بڑی یہ ہے کہ وہ جس معاشرے میں تربیت پا کر جوان ہوا ہے وہ معاشرہ اس کا عقیدہ بن جاتا ہے اس کا ذہن اس قابل نہیں رہتا کہ وہ اس عقیدہ کا تجزیہ کر سکے' وہ عقیدہ یقین کا درجہ حاصل کر لیتا ہے حالانکہ وہ محض فریب ہے سب سے بڑی وجہ اس کی یہی ہے کہ آدمی خود کو جو ظاہر کرتا ہے ایسا نہیں ہے بلکہ اس کے برعکس ہے۔

اس قسم کی زندگی گزارنے میں اسے بہت مشکلات پیش آتی ہیں ایسی مشکلات جن کا حل آدمی کے پاس نہیں ہے' اس زندگی میں اسے قدم قدم پر خطرہ محسوس ہوتا ہے کہ اس کا عمل تلف ہو جائے گا اور بے نتیجہ ثابت ہوگا' بعض اوقات آدمی یہ سمجھتا کہ اس کی پوری زندگی تلف ہو رہی ہے' اگر تلف نہیں بھی ہو رہی تو سخت خطرہ میں ہے' یہ سب ان دماغی خلیوں کی وجہ سے ہوتا

Marfat.com

ہے جن میں شک کی بنا پر تیزی سے ٹوٹ پھوٹ واقع ہو رہی ہے۔ دماغی خلیوں کی تیزی سے ٹوٹ پھوٹ اور ردو بدل قدم قدم پر اس کے عملی راستوں میں رکاوٹ پیدا کرتی ہے عمل بے نتیجہ ثابت ہوتا ہے اور اعصاب کو نقصان پہنچتا ہے۔

آدمی کا دماغ دراصل اس کے اختیار میں ہے' وہ خلیوں کی ٹوٹ پھوٹ کو یقین کی طاقت سے کم اور زیادہ کر سکتا ہے' دماغی خلیوں کی ٹوٹ پھوٹ کی کمی سے اعصابی نقصان کے امکانات بہت ہی کم ہو جاتے ہیں۔

تاریخ میں ایسا کوئی دور نہیں آیا جب آدمی چند فی ہزار سے زیادہ صحت مند رہا ہو' دراصل ہونا یہ چاہیے تھا کہ وہ زیادہ سے زیادہ روشنی کی قسمیں اور روشنیوں کا طرز عمل معلوم کرتا لیکن اس نے کبھی اس کی طرف توجہ نہیں دی' یہ چیز ہمیشہ پردے میں رہی' آدمی نے اس پردے میں جھانکنے کی کوشش اس لئے نہیں کی کہ یا تو اس کے سامنے روشنیوں کا پردہ ہی نہیں تھا یا اس نے روشنی کے پردے کی طرف توجہ ہی نہیں دی' اس نے وہ قاعدے معلوم کرنے کی طرف خیال ہی نہیں کیا جو روشنیوں کے خلط ملط سے تعلق رکھتے تھے۔ اگر آدمی یہ طرز عمل اختیار کرتا تو اس کے دماغ کے خلیوں کی ٹوٹ پھوٹ کم سے کم ہو سکتی تھی اس حالت میں وہ زیادہ سے زیادہ یقین کی طرف قدم اٹھاتا' فضول عقائد اور توہم میں مبتلا نہ ہوتا' شکوک اسے اتنا پریشان نہ کرتے جتنا اب کئے ہوئے ہیں اور اس کی تحریکات میں جو عملی رکاوٹیں واقع ہوتی ہیں وہ کم سے کم ہوتیں لیکن ایسا نہیں ہوا' اس نے روشنیوں کی قسمیں معلوم نہیں کیں اور نہ ہی روشنیوں کی طبیعت کا حال معلوم کرنے کی کوشش کی وہ یہ بھی نہیں جانتا کہ روشنیاں بھی طبیعت اور ماہیت رکھتی ہیں اور روشنیوں میں رجحانات بھی موجود ہوتے ہیں اسے یہ بھی علم نہیں کہ روشنیاں ہی اس کی زندگی ہیں اور اس کی حفاظت کرتی ہیں وہ تو صرف مٹی کے پتلے سے واقف ہے اس پتلے سے جس کے اندر اپنی کوئی حیثیت نہیں ہے جس کے لئے اللہ نے فرمایا کہ وہ سڑی ہوئی مٹی سے بنایا گیا ہے اور دوسری جگہ یہ بھی ارشاد ہے کہ وہ مٹی بجنی ہے یعنی خلاء ہے۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں ارشاد فرمایا:

''انسان ناقابل تذکرہ شے تھا ہم نے اس کے اندر اپنی روح ڈال دی پس یہ بولتا' سنتا' سمجھتا ہے اور محسوس کرتا انسان بن گیا۔''

Marfat.com

روح کی تعریف یہ ہے کہ وہ امر رب ہے امر کی بہت مختصر تشریح یہ ہے:
"اس کا امر یہ ہے کہ جب وہ ارادہ کرتا ہے کسی بات کا تو کہتا ہے "ہو جا" اور وہ ہو جاتی ہے۔"
یعنی انسان روح ہے' روح امر رب ہے۔

اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد سے ناواقفیت وہم اور شک کو بڑھاتی ہے نتیجہ میں ایمان اور یقین ٹوٹ جاتے ہیں۔ قرآن پاک نے قوم کو ایک فرد کی حیثیت دی ہے چنانچہ اس کے ساتھ بھی یہی عمل ہوتا ہے جو فرد کے ساتھ ہوتا ہے' قوم میں اگر یقین کی نسبت شک زیادہ ہو جائے تو یہ عمل دو رخ اختیار کر لیتا ہے' جب اس کا رخ عروج کی طرف ہوتا ہے تو آفات سماوی کے آنے کا احتمال ہوتا ہے اور جب نزول کی طرف ہوتا ہے تو آفات ارضی آتی ہے۔

جب آفات آسمان سے نازل ہوتی ہیں تو بکھر کر پوری قوم کے ذہن اور اعصاب کو متاثر کرتی ہیں' ان سے بچنے کی سوائے اس کے کوئی ترکیب نہیں کہ قوم کے یقین کی راہ ایک ہو' الگ الگ نہ ہو یہی انبیاعلیہم السلام کا سبق ہے' جب قوم گروہوں میں منتشر ہو جاتی ہے اور گروہوں کا یقین مختلف ہوتا ہے تو شک زمین کی سطح پر پھیل جاتا ہے اس انتشار سے آفات ارضی حرکت میں آ جاتی ہیں اور پھیل جاتی ہیں چنانچہ سیلاب' زلزلے' وبائیں وغیرہ ظہور میں آتی ہیں' کبھی کبھی خانہ جنگی بھی ہوتی ہے جس سے قوم اور افراد کا اعصابی نظام تباہ ہو جاتا ہے جو طرح طرح کی بیماریاں پھیلنے کا موجب ہوتا ہے۔

☆☆☆

Marfat.com

خود آگاہی

جب ہم اپنی زمین' چاند' سورج' کہکشانی نظام اور کائنات کی ساخت پر غور کرتے ہیں تو یہ بات سامنے آتی ہے کہ سارا نظام ایک قاعدے' ضابطے' اور قانون کے تحت کام کر رہا ہے اور یہ قانون اور ضابطہ ایسا مضبوط اور مستحکم ہے کہ کائنات میں موجود کوئی شے اس ضابطے اور قاعدے سے ایک انچ کے ہزارویں حصے میں بھی اپنا رشتہ منقطع نہیں کر سکتی۔ زمین اپنی مخصوص رفتار سے محوری اور طولانی گردش کر رہی ہے اس کو اپنے مدار پر حرکت کرنے کے لئے بھی ایک مخصوص گردش اور رفتار کی ضرورت ہے اور اس میں ذرہ برابر فرق نہیں ہوتا' پانی کا بہنا' بخارات بن کر اڑنا' شدید ٹکراؤ سے اس کے مالیکیول کا ٹوٹنا' بجلی کا پیدا ہونا اور ماحول کو منور کرنا یہ سب ایک مقررہ قاعدے اور ضابطے کے تحت ہے اسی طرح حیوانات' نباتات کی پیدائش اور افزائش بھی لگے بندھے قانون کی پیروی کر رہی ہے' انسانی دنیا میں بھی پیدائش اور نشوونما کا نظام چلا آ رہا ہے' وہ پیدا ہو کر بڑھتا ہے' لڑکپن اور جوانی کے زمانوں سے گزر کر بڑھاپے کی حدود میں داخل ہو جاتا ہے' غور طلب بات یہ ہے کہ کوئی نہیں چاہتا کہ میں بوڑھا ہو جاؤں لیکن ہر شخص بوڑھا ہونے پر مجبور ہے' کوئی شخص پسند نہیں کرتا کہ اسکے اوپر موت وارد ہو لیکن دنیا میں ایک بھی ایسی مثال موجود نہیں ہے کہ آدمی نے موت سے نجات حاصل کر لی ہو' ان باتوں پر گہرے غور و خوض کے بعد یہی نتیجہ سامنے آتا ہے کہ اس قدر منظم اور مربوط نظام چلانے والی کوئی ہستی ضرور موجود ہے۔

کوئی اس ہستی کو بھگوان کہتا ہے' کوئی اس لازوال ہستی کا نام گوڈ رکھتا ہے' کسی صحیفہ میں اسے نروان کے نام سے پکارا گیا ہے' آسمانی کتابوں میں اس کا نام اللہ ہے' نام کچھ بھی رکھا جائے بہرحال ہم یہ ماننے اور یقین کرنے پر مجبور ہیں کہ ایک طاقت اور لامتناہی ہستی ہمیں سنبھالے ہوئے ہے اور ساری کائنات پر اس کی حکمرانی ہے' وہ لوگ جو اس عظیم ہستی کا اقرار نہیں کرتے وہ زندگی کی شکست و ریخت کا ذمہ دار قدرت کو قرار دیتے ہیں۔ درحقیقت ان کے انکار میں بھی اقرار کا پہلو نمایاں ہے اس لئے کہ جب تک کوئی چیز موجود نہیں ہوتی اس کا انکار

Marfat.com

اور اقرار زیر بحث نہیں آتا' کوئی بندہ جب اپنی دانست میں اس ہستی کو سمجھنے کی کوشش کرتا ہے اور اس کی سمجھ میں کچھ نہیں آتا تو اس کا ذہن انکار کی طرف مائل ہو جاتا ہے۔

ہر شے کسی نہ کسی پروگرام کے ساتھ تخلیق ہوئی ہے۔ بلا مقصد یا کھیل کے طور پر کوئی چیز وجود میں نہیں آئی۔ عام طور پر انسان کی دلچسپیاں گوشت پوست کے جسم پر مرکوز رہتی ہیں۔ جبکہ گوشت پوست کا جسم اصل نہیں ہے۔ اصل انسان وہ ہے جو اس جسم کو متحرک رکھتا ہے اور اس کی حفاظت کرتا ہے۔

ہم اپنے مادی جسم کی حفاظت کے لیے لباس بناتے ہیں۔ لباس خواہ کسی کا ہو جب تک گوشت پوست کے جسم پر موجود رہتا ہے اس میں حرکت ہے۔ لباس کی حرکت جسم کے تابع ہے۔ لباس میں اپنی ذاتی کوئی حرکت واقع نہیں ہوتی۔ اسی طرح جب کوئی آدمی مر جاتا ہے تو لباس کی طرح اس کے اندر بھی کوئی ذاتی حرکت یا قوت مدافعت موجود نہیں رہتی۔ ہم گوشت پوست کے جس جسم کو انسان کہتے ہیں۔ وہ انسان نہیں ہے۔ بلکہ اصل انسان کا لباس ہے۔

نظریہ رنگ و نور اور عقل و شعور ہمیں اس بات کی دعوت دیتے ہیں کہ ہم تلاش کریں کہ انسان کی اصل کیا ہے۔ وہ کہاں سے آ کر اپنے لئے جسمانی لباس تیار کرتا ہے اور پھر اس لباس کو اتار کر کہاں چلا جاتا ہے۔ قدرت نے انسان کو اصل انسان سے متعارف کرانے کے لئے بہت اہم اور مختصر فارمولے بنائے ہیں۔ تاکہ نوع انسانی خود آگاہی حاصل کر کے اپنی اصل سے واقف ہو جائے۔

ہر مخلوق باشعور اور باحواس ہے اور اپنی خداداد صلاحیتوں سے قائم' زندہ اور متحرک ہے۔ نباتات' جمادات آپس میں گفتگو کرتے ہیں۔ نباتات' جمادات اور زمین پر موجود دوسری مخلوق کی آپس میں گفتگو ہمیں اس طرح متوجہ کرتی ہے کہ زمین اور زمین کے اندر تمام ذرات شعور رکھتے ہیں۔ زمین ایک ماں کی طرح تخلیقی قوتوں کی حامل ہے۔ جس طرح ایک ماں اپنے بچے کو جنم دیتی ہے اس طرح زمین تخلیقی عوامل سے گزر کر ایسے ایسے رنگ بکھیرتی ہے جو عقل و دانائی کے لئے لمحہ فکریہ ہے' دھوپ ایک ہے' ہوا ایک ہے' چاندنی ایک ہے اور فضا میں بکھری ہوئی گیسیں ایک ہیں مگر جب پانی زمین کی کوکھ میں جذب ہو جاتا ہے تو اتنی تخلیقات ظہور پذیر ہوتی ہیں جن کا شمار انسان کے بس سے باہر ہے۔ زمین کے پیٹ میں کروڑوں سانچے ہیں

Marfat.com

جس سانچے میں پانی ٹھہر جاتا ہے پانی ڈائی کے مطابق نیا رخ اختیار کر لیتا ہے یہی پانی کبھی کیلا بن جاتا ہے' کبھی سیب بن جاتا ہے' کبھی انگور بن جاتا ہے اور کبھی پھولوں کے نقش و نگار بن کر سامنے آتا ہے' برگد کا ایک بیج جو خشخاش کے دانے سے بھی چھوٹا ہوتا ہے جب زمین کے پیٹ میں ڈال دیا جاتا ہے تو زمین اس بیج کی پرورش کر کے تناور درخت بنا دیتی ہے' ایسا تناور درخت جس کے سائے میں سینکڑوں آدمی قیام کرتے ہیں' زمین پر موجود پھیلی ہوئی مادی کائنات نے انسان کو اس بات کا شعور بخشا ہے کہ انسان اپنی عقل و شعور کو استعمال کرے اور یہ سوچے کہ انسان' حیوانات' نباتات اور جمادات سے کس طرح ممتاز ہے۔

سائنسی دنیا نے جو علمی اور انقلابی ایجادات کی ہیں ان ایجادات میں فزکس اور فزیالوجی ہیں اور پیرا سائیکالوجی (روحانیت) کا علم ہے' روحانیت دراصل تفکر' فہم اور ارتکاز کے فارمولوں کی دستاویز ہے اس دستاویز کا مطالعہ کرنے کا بہترین ذریعہ مراقبہ ہے۔

☆☆☆

Marfat.com

باب چہارم

وظائف' اذکار' و مراقبات

اول ذکر زوال

ذکر زوال کا یہ مطلب ہے کہ مشرق سے مغرب تک خاص و عام' طالب مرید' تمام اہل دین' بادشاہ دنیا' امرا وغیرہ اس کی طرف رجوع کریں اور اس کے فرمانبردار اور غلام بن جائیں۔ پس وہی صادق مرید ہو جاتا ہے جو حال پر قائم رہ کر انتہا کو پہنچ جائے اور معرفت الٰہی کا وصال کرے۔

دوسرے ذکر کمال

ذکر کمال کا مطلب ہے کہ زمین اور آسمان کے تمام فرشتے' اور کل موکلات اس کے چاروں مقرب فرشتے اور کل موکلات اس کے فرمانبردار ہو جائیں اور ہر کام میں اس کی مدد کریں۔ خبریں دیں اور اسے باطنی توجہ سے یہ دکھلائی دے کہ اس کے گرد فرشتوں کے لشکر کھڑے ہیں اس کے شروع میں فرشتوں کا رجوع ہوتا ہے۔ اور جب ذکر کمال ختم ہوتا ہے تو فرشتوں کا لشکر اور کراما" کاتبا" بدی کا الہام دیتے رہتے ہیں اور گناہ سے باز رکھتے ہیں۔

تیسرے ذکر حال

ذکر حال کا یہ مطلب ہے کہ ازل سے ابد تک تمام انبیاء و اولیاء اہل مراتب مومن' مسلمان میں سے ہر ایک سے مصافحہ کرے اور ان کی مجلسوں میں داخل ہو۔ اس

Marfat.com

کے شروع میں اولیاء اور انبیاء کی مجلس کا وصال باطنی ہوتا ہے اور جب وصال باطنی حاصل ہو جائے تو تکمیل ہو جاتی ہے۔

چوتھے ذکر احوال

ذکر احوال کا مطلب یہ ہے کہ غرق فی التوحید اور فنا فی اللہ کے مراتب پر پہنچ جائے۔ جو شخص ان مراتب پر پہنچ جاتا ہے اس کا وجود پاک ہو جاتا ہے۔ اس میں فنا فی اللہ اور بقا باللہ کے مراتب حاصل ہوتے ہیں۔ جب ان چاروں سے گزر جائے پھر مجلس محمدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لائق ہوتا ہے۔

افضل الذکر

سب سے افضل اور بہتر ذکر لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ ہے۔ جس قدر زیادہ ممکن ہو سکے اس کا ورد روزانہ صبح و شام عشاء اور تہجد کی نمازوں کے بعد کرے۔ اسم اعظم اللہ ہی ہے اس کا اثر البتہ اس وقت ہوتا ہے جب پڑھنے والے کے دل میں سوائے اللہ کے کچھ نہ ہو عارف کا بسم اللہ کہنا ایسا ہے جیسا اللہ تعالیٰ کا کن کہنا۔

(1) اسمِ اعظم کے اثر سے دنیا کی ہر مصیبت دور ہو۔

(2) دروغ گوئی سے ہر حالت میں بچتے ہیں۔

(3) کسی سے وعدہ خلافی نہیں کرتے۔

(4) اہل قبلہ میں سے کسی کی تکفیر نہیں کرتے۔

(5) مخلوق خدا پر کسی قسم کا بوجھ نہیں ڈالتے۔

(6) متواضع اور منکسر المزاج ہوتے ہیں۔

(7) مخلوقات میں سے کسی پر لعنت نہیں بھیجتے۔

Marfat.com

(8) کسی کو بددعائیں نہیں دیتے اور ہر قسم کا جو روستم بلکہ خندہ پیشانی سے برداشت کرتے ہیں۔

(9) طمع اور حرص سے خالی ہوتے ہیں۔

(10) ظاہری وباطنی ہر قسم کے گناہ صغیرہ وکبیرہ سے اپنے آپ کو بچاتے ہیں۔

زبان کا ذکر لَا اِلٰہَ اللہ ہے۔

دل کا ذکر اللہ ہے۔

روح کا ذکر ہو ہے۔

نفی اثبات

ذکر کی ترتیب اور اس کا طریقہ اول سالک کو تمام صغیرہ اور کبیرہ گناہوں سے باز آنا چاہئے اور استغفار کرنا چاہئے اور دل میں پشیمان ہونا چاہئے۔ جب ذکر میں مشغول ہو تو پہلے ظاہری اور باطنی طہارت کرے۔ ظاہری تو ظاہر ہی ہے اور طہارت باطنی کا یہ مطلب ہے کہ دل کدورت اور ظلمات سے خالی کرے۔ پہلے لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہ محمدُ رسوّل اللہ راز کی حد سے ناف کے نیچے سے دائیں طرف اوپر لے جا کر سینے کی ہڈی میں ختم کرے اور چار انگلی یا شش انگلی حد کھینچے اور اس وقت اسی مقدار سے ہاتھ کی چار انگلیاں بند کرے اس کے بعد اللہ تعالیٰ کی اوان کو دائیں ہاتھ پر لائے اور توحید کی نفی اثبات کا ملاحظہ کرے نگاہ میں رکھے۔ جب پانچ سو بار ہو جائے تو محمدُ رسوّل اللہ کا تصور سینے پر کرے۔ پھر مذکورہ بالا ترکیب میں مشغول ہو جائے اور جب ذکر سے فارغ ہو جائے تو بارہ مرتبہ سورہ اخلاص اور سورہ فاتحہ اور سورۃ الہکم التکاثر پڑھے اور حضرت شیخ سید عبدالقادر جیلانی رحمتہ اللہ علیہ اور سلسلہ کے پیروں کی ارواح پاک کو بخشے اور ان سے مدد طلب کرے۔ ہر روز اسی طرح مشغول رہے یہاں تک کہ اس کا سینہ کھل جاوے

Marfat.com

اور تکلیف دور ہو جائے اور صفائی قلب حاصل ہو جائے۔ جب سینہ کھل جائے اور شروع کرتے وقت مذکورہ باقاعدہ کا خیال رکھے اور "اللہ ھُو" زبان سے ادا کرے نماز کے وقت اسم اللہ اکبر" دائیں طرف سے شروع کرے اور لفظ ھُو کی ضرب دل پر لگائے۔ یا ھو زبان سے بار بار کہے اور اسم "اللہ" کہتے وقت سمیع بصیرت اور علیمہ کا دعویٰ کرے۔۔۔

واضح رہے کہ کلمہ طیبہ میں چوبیس حروف ہیں اور دن رات میں چوبیس ہزار دم ہیں اور چوبیس گھنٹے ہیں۔ ہر ایک حرف پر ایک گناہ پر ایک گھنٹے کو اس طرح جلا دیتا ہے جیسے آگ خشک لکڑی کو۔ تلقین یقین کے ساتھ ہے اور یقین تلقین سے ہے۔ نفی اثبات کا ذکر جلد تین ضربیں کیجئے۔ پہلی ضرب لَا اِلٰہ اِلاَّ اللہ کہتا ہے اور دل پر ایسی ضرب پہنچاتا ہے کہ پہلی ہی ضرب میں ازل کا مقام کھل جاتا ہے اور خود روشن ضمیر ہو جاتا ہے اور لا الہ الا اللہ کی دوسری ضرب سے ابد کا مقام کھل جاتا ہے اور تیسری ضرب لا الہ الا اللہ سے محمدی کی حضوری حاصل ہو جاتی ہے۔

چہار مقام اور چار کلمے

اول مقام ناسوت است کہ جبرائیل میداند

دوم مقام ملکوت است کہ میکائیل میداند

سوم مقام جبروت است کہ اسرافیل میداند

چہارم مقام لاہوت است کہ عزرائیل میداند

اول کلمہ شریعت

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہ

دوم کلمہ طریقت

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ عِلْمُہٗ وَحِلْمُہٗ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہ

Marfat.com

سوم کلمہ حقیقت

لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ بِیَدِہٖ قُدْرَتُہٗ بِوَسَالَتٍ وَّ خَلِیْفَہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ

چہارم کلمہ معرفت

لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ حَقًّا حَقًّا مُحَمَّدٌ مُّحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ

فنائی الشیخ

اللہ تعالیٰ نے فرمایا "ہوجا۔" "کیا ہوجا" ہوجا کہنے والی ہستی کے ذہن میں جو پروگرام ہے۔ وہ روحانی طور پر وجود میں آ جائے' جب یہ "ہوجا" روحانی مظاہرات اور خدوخال کے ساتھ وجود میں آ گیا تو لاعلمی کو علم میں بدلنے کے لئے "ہوجا" کہنے والی ہستی نے خود کو روحانی مظاہراتی دنیا کے سامنے پیش کر دیا۔ ہم جانتے ہیں کہ نظر اس وقت کام کرتی ہے جب نظر کے لئے کوئی مرکزیت ہو۔ اس دنیا میں آنے کے بعد مرکزیت میں تبدیلی واقع ہوئی۔ لیکن قانون اپنی جگہ بحال رہا۔ جس طرح حقیقت دماغ کی سکرین پر منتقل ہوتی ہے۔ اس طرح عارضی حواس بھی دماغ کی اسکرین پر منتقل ہوتے ہیں۔ بات صرف اتنی ہے کہ عارضی کیفیات ہمیں پابند حواس میں قید رکھتی ہیں اور تصور شیخ کا مراقبہ اس امر کی کوشش ہے کہ کسی ایک ہستی کو مرکزیت بنا کر بار بار دماغ کی اسکرین پر منتقل کیا جائے۔ جتنا زیادہ ایک خیال دماغ میں ایک پیٹرن بن جاتا ہے اور یہی پیٹرن تصوف کی اصطلاح میں "طرزِ فکر" ہے۔ ہم جب روحانی استاد یا شیخ کا تصور کرتے ہیں تو ازلی قانون کے مطابق شیخ کے اندر کام کرنے والی اللہ کی صفات کا علم بار بار ہمارے دماغ کے اوپر وارد ہوتا ہے اور جیسے جیسے شیخ کے اندر کام کرنے والی روشنیاں سالک کے اندر منتقل ہوتی ہیں۔ سالک کا ذہن شیخ کی روشنیوں سے منور ہو جاتا ہے۔ یہاں تک کہ شیخ اور مرید ایک نقطے پر قائم ہو جاتے ہیں۔ تصوف میں اسی حالت کو نسبت کہا جاتا ہے روحانیت میں نسبت حاصل کرنے کا اہم ذریعہ

Marfat.com

محبت اور عشق ہے۔ سالک کے اندر جس حد تک محبت اور عشق کی لہریں موجزن ہوتی ہیں۔ اسی مناسبت سے اسے شیخ کے اندر کام کرنے والی روشنیاں جو دراصل اللہ کی تجلیات ہیں سالک کو منتقل ہو جاتی ہیں۔

سالک ان انوار اور تجلیات سے متعارف ہو جاتا ہے اور اس کیفیت یا حالت کو فنائی الشیخ کہا جاتا ہے۔ شیخ کا اپنا ذاتی وصف نہیں ہے۔ جس طرح ایک سالک اپنی تمام تر توجہ اور ذہنی ارتکاز کے ساتھ شیخ کے علم اور شیخ کی صفات کو اپنے اندر منتقل کر لیتا ہے اس طرح شیخ نے اپنی تمام تر توجہ اور ذہنی ارتکاز کے ساتھ آنحضورؐ کے علم اور صفات کو اپنے اندر منتقل کیا جاتا ہے۔

فنائی الشیخ کی حالت میں شیخ کے اندر کام کرنے والی وہ صلاحیتیں سالک کے اندر بیدار اور متحرک ہو جاتی ہیں۔ جن کی بنیاد پر شیخ کے اندر سے آنحضورؐ کی نسبت منتقل ہوتی ہے۔ اس مقام کو فنائی الرسول کہا جاتا ہے۔ آپؐ کا ارشاد ہے کہ تمہاری طرح کا بشر ہوں مگر میرے اوپر وحی آتی ہے۔ بشریت کے دائرے سے باہر ہو کر دیکھا جائے تو پتہ چلتا ہے کہ آپ کی فضیلت یہ ہے کہ ان کے اوپر وحی نازل ہوتی ہے۔ یہ وحی خدا کی طرف سے آتی ہے۔ فنائی الرسول کے بعد کوئی سالک قدم بہ قدم محبت' عشق اور گداز کے ساتھ آنحضورؐ کے علوم کا عارف ہوتا رہتا ہے اور ایک سعید وقت ایسا آتا ہے کہ آپ کے علوم سالک کو اس کی استطاعت کے مطابق منتقل ہو جاتے ہیں۔ جتنی استطاعت کسی سالک کے اندر موجود ہے۔ اسی مناسبت سے وہ حضورؐ کی صفات میں جذب ہو جاتا ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت اور نظرکرم سے اس مقام پہ جا ٹھہرتا ہے جہاں اس نے اس بات کا قرار کیا تھا کہ "جی ہاں" آپ میرے رب ہیں۔ اس نسبت کو تصوف میں وحدت کہا جاتا ہے۔ اس کے بعد اگر توفیق ملے تو وہ مقامات کھلتے ہیں جن کے بارے میں کچھ لکھنا یا بتانا شعوری سکت سے باہر ہے۔ یہ سب بیان کرنے کا منشایہ ہے کہ ایک انسان کے دماغ

Marfat.com

میں ایک اسکرین ہے جس کے اوپر بغیر وقفے کے عکس منتقل ہوتے رہتے ہیں۔ یہ الگ بات ہے کہ عکس کی معنویت جدا جدا ہے عکس کی یہ منتقلی اگر علم کے حصول کے دائرہ میں ہے تو یہ علم مفروضہ اور فکشن ہیں۔

کشف القبور

زیارت قبور کے بے شمار فضائل و برکات ہیں۔۔۔۔ اس کا ثبوت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث مبارکہ سے ہے آپ نے فرمایا کہ جو شخص حج پر آئے اور میری قبر کی زیارت نہ کرے تو اس نے میرے ساتھ بڑا بخل کیا۔ پھر ایک اور حدیث میں آیا کہ جس نے میری قبر کی زیارت کی اس پر میری شفاعت واجب ہو گئی۔ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے اپنی کتاب فیوض الحرمین میں فرمایا ہے کہ مجھے حج بیت اللہ اور زیارت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی توفیق ہوئی اور اس سے اعلیٰ نعمت یہ حاصل ہوئی کہ میرا حج مشاہدہ اور معرفت الٰہی کے ساتھ ہوا۔ کوئی حجاب اور کسی قسم کی رکاوٹ پیش نہیں آئی اور اس طرح زیارت رسول بھی زیارت معبو ہوئی۔ اندھوں والی زیارت نہ ہوئی۔ سو یہ زیارت شریفہ میری تمام نعمتوں سے فائق ہے۔ اس لئے میں نے مناسب سمجھا کہ ان تمام شاہدات کے اسرار جو کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے القاء فرمائے ہیں لکھ لوں۔ جیسا کہ مجھے روحانیت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے فوائد حاصل ہوئے تاکہ یہ چیز میرے لئے باعث تذکیر اور میرے بھائیوں کے لئے بصیرت کے فرائض انجام دے۔

انبیاء اکرام اپنی قبروں میں زندہ ہیں

حضرت محدث دہلوی اپنی کتاب میں لکھتے ہیں کہ

"جس وقت میں مدینہ منورہ حاضر ہوا اور روضہ اقدس کی زیارت سے مشرف ہوا تو

Marfat.com

میں نے روح مبارک و مقدس صلی اللہ علی وسلم کو ظاہراً و عیاناً دیکھا نہ صرف عالم ارواح میں بلکہ عالم مثال میں ان آنکھوں سے قریب تو میں سمجھ گیا کہ جو عوام میں مشہور ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے عاشقوں کو اپنے دیدار سے مشرف فرماتے ہیں اور لوگوں کی عافیت فرماتے ہیں۔ وغیرہ ذالک یہ سب سچی باتیں ہیں۔ اس کے بعد روضہ عالیہ مقدس کی طرف چند بار متوجہ ہوا تو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے لطافت ور لطافت ظہور فرمائے۔

میں نے خیال کیا کہ تمام فضا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی روح سے لبریز ہے اور روح اقدس اس میں تیز ہوا کی طرح موجیں مار رہی ہے حتی کہ دیکھنے والے کو یہ موجیں دیدار اقدس کی طرف نظر کرنے سے روک رہی تھیں اور میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ کی اصلی صورت کریمہ میں بار بار دیکھا باوجود تمنا تھی کہ روحانیت میں دیکھوں نہ کہ جسمانیت میں۔ حتی کہ یہ بات میری سمجھ میں آگئی کہ آپ کا خاصہ ہے روح کو صورت جسم میں کرنا اور یہی وہ بات ہے کہ جس کی طرف آپ نے اپنی حدیث میں ارشاد فرمایا ہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام کو موت نہیں آیا کرتی وہ اپنی قبروں میں نمازیں پڑھا کرتے ہیں اور حج کیا کرتے ہیں اور وہ زندہ ہوا کرتے ہیں۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت

حضرت شاہ ولی اللہ اپنی کتاب انفاس العارفین میں لکھتے ہیں کہ والد ماجد فرمایا کرتے تھے کہ ایک دفعہ حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس انداز میں دیکھا کہ آپ یاقوت سرخ کی ایک مسجد میں تشریف فرما ہیں جس کا ظاہر و باطن حسن و خوبی کا مظہر ہے آپ بشکل مراقبہ تشریف فرما ہیں اور صحابہ کرام اور اولیائے کاملین بھی مراقبے کی صورت صف باندھے ہوئے آپ کے گرد بیٹھے ہیں۔ جب میں مسجد کے دروازے پر پہنچا تو دیکھا کہ

Marfat.com

یاقوت کے رنگ کا پردہ لٹکا ہوا ہے۔ حضرت غوث الاعظم اور حضرت خواجہ بہاؤ الدین نقشبند اندر سے اٹھ کر میرے پاس آئے اور میرے بارے میں آپس میں مناظرہ کرنے لگے۔

حضرت غوث الاعظم فرمانے لگے کہ اس شخص کے آباؤ اجداد میرے خلفائے سے توسل رکھتے تھے۔ اس لئے میں اس سے زیادہ قریب ہوں اور حضرت خواجہ نقشبند نے فرمایا کہ اس شخص نے میرے خلفاؒ سے روحانی تربیت حاصل کی ہے۔ اس لئے مجھے اس پر زیادہ حق حاصل ہے۔ بالآخر حضرت غوث الاعظمؒ نے فرمایا کہ جب کہ آپ کے اور ہمارے طریقے میں کوئی فرق نہیں تو پھر اس قدر مناظرے کی کیا ضرورت اس پر خواجہ نقشبند نے فرمایا کہ اگر کچھ فرق نہیں تو یہ سعادت میں کیوں نہ حاصل کروں۔ حضرت غوث الاعظمؒ نے فرمایا کچھ مضائقہ نہیں۔ آپ ہی اسے اندر لے جائیں۔ اس وقت حضرت خواجہ نقشبند نے میرا ہاتھ پکڑا اور اس مسجد میں داخل کیا اور سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اہل صف سے ذرا آگے لا بٹھایا اور میرے ساتھ صف میں برابر میں بیٹھ گئے۔ میرے دل میں خیال گزار کہ اس صورت میں اس کے سوا کیا حکمت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم جب مراقبہ سے سر اٹھائیں تو سب سے پہلے آپ کی نگاہ کرم مجھ پر پڑے اور جب حضور اقدس پوچھیں کہ تجھے کون لایا ہے تو خواجہ نقشبند عرض کریں کہ اسے میں نے حاضر کیا ہے۔ خواجہ اس خیال سے مطلع ہوئے اور فرمائے کہ واقعی اس انداز میں بٹھانے کا سبب یہی ہے اتنے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مراقبے سے سر اٹھایا اور بے پایاں لطف و کرم سے مشرف فرمایا۔

زیارت قبور اور فیوض و برکات

حضرت محدث دہلوی کتاب میں لکھتے ہیں۔ فرمایا جب کبھی میرے والد ماجد مخدومی

Marfat.com

شیخ محمدؒ کے مزار کے پاس بیٹھتے تھے تو فرماتے تھے کہ ان کی روح نماز میں میری رہنمائی کرتی ہے اور میں ان سے کسب فیض کرتا ہوں۔ شیخ محمد ایک دفعہ اس فقیر(ولی اللہ) کی طرف متوجہ ہوئے اور بعض فیوض اور معارف عطا فرمائے اور مجھے حکم دیا کہ فلاں کو کچھ معارف کی تعلیم دو اور وہ تمام میں نے تمہارے سامنے بیان کر دیئے ہیں۔

لِلِ قبور سے رابطہ

مرشد کریم یا استاد کی زیر نگرانی مجاہدات ریاضت اور عبادات کے ذریعے انسان کے اندر اس حد تک تزکیہ نفس اور تصفیہ قلب ہو جاتا ہے کہ نفس پر روح کا غلبہ ہو جاتا ہے اور باطنی آنکھیں روشن ہو جاتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے کلام پاک میں فرمایا اور نبیؐ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے شہادت دی کہ خدا ایک ہے دوزخ اور جنت کا وجود ہے ارواح اور ملائکہ برحق ہیں تو ایک مسلمان کو اس پر یقین کرنا لازمی ہے۔ یقین بھی دو طرح کے ہوتے ہیں۔ ایک عین الیقین اور دوسرے حق الیقین عین الیقین اس وقت حاصل ہوتا ہے کہ جب ان غیبی حقائق کو انسان تزکیۂ نفس کے بعد حاضر دیکھتا ہے اور قرآن و حدیث میں غیب کی چیزوں کو باطنی آنکھوں سے دیکھنے کے بے شمار شواہد وارد ہوتے ہیں۔

مثلاً قرآن پاک میں حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضر علیہ السلام کے قصہ کو لیجئے حضرت حضر علیہ السلام چند غیب کی ایسی چیزوں کو دیکھ رہے تھے۔ جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کی آنکھوں سے اوجھل تھیں اور حضرت موسیٰ علیہ والسلام بار بار ان سے پوچھ رہے تھے کہ یہ کام کیوں کیا اور وہ کام کیوں کیا اور اسی وجہ سے دونوں کے درمیان معاہدہ ختم ہو گیا۔ ایک حدیث میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مومن کی باطنی بصیرت سے ڈرو کیونکہ وہ اللہ کے نور سے دیکھتا ہے۔ یعنی وہ ان غیبی امور کو دیکھ سکتا ہے جو عام لوگوں کی نظروں سے پوشیدہ ہیں۔ ایک اور حدیث میں آیا ہے کہ حق تعالیٰ نے فرمایا کہ

Marfat.com

جب میرا بندہ زہد و عبادت کے ذریعے میرا قرب حاصل کرنا چاہتا ہے تو میں اس سے محبت کرتا ہوں اور اس سے اس قدر قریب ہو جاتا ہوں کہ میں اس کی آنکھیں' کان' ہاتھ' پاؤں' اور زبان بن جاتا ہوں اور وہ مجھ سے دیکھتا ہے۔ وہ مجھ سے سنتا ہے مجھ سے پکڑتا ہے' مجھ سے چلتا ہے اور مجھ سے بولتا ہے۔ اب آپ خود اندازلگا سکتے ہیں جو مرد مومن اللہ کی آنکھوں سے دیکھے اور اللہ کے کانوں سے سنے تو وہ کیا کچھ نہیں دیکھ سکتا اور کیا کچھ نہیں سن سکتا۔ کیا کچھ نہیں کر سکتا۔ یہ سب اللہ کی دین ہے اس کا کرم اور عنایت ہے۔

فیض حاصل کرنے کا طریقہ

یہ ایک حقیقت ہے کہ گوشت پوست کے جسم کے فنا ہونے کے بعد بھی زندگی کا سلسلہ جاری رہتا ہے اور زندگی اس مادی دنیا سے روشنی کی دنیا میں منتقل ہو جاتی ہے یہی ہمارا ایمان ہے۔ انسان کے اندر یہ صلاحیت موجود ہے کہ وہ اس گوشت پوست کے جسم میں رہتے ہوئے بھی اس دنیا سے متعارف ہو سکتا ہے۔ اس دنیا سے تعلق قائم کر سکتا ہے۔ جو پس پردہ موجود ہے۔

وہ حضرات جنہوں نے اس مادی دنیا سے پردہ فرمالیا ہے ان سے ملاقات اور حصول فیض و برکت کے لئے مراقبہ کیا جاتا ہے۔ اس مراقبہ میں مادی دنیا سے توجہ ہٹا کر مرنے کے بعد عالم میں مرکوز کی جاتی ہے۔جسے اعراف کہتے ہیں۔ جب ذہنی یکسوئی اور مرکزیت قائم ہو جاتی ہے تو صاحب مراقبہ متعلقہ روح سے ملاقات کرنے میں کامیاب ہو جاتا ہے۔ یہ مراقبہ کسی بھی قبر پر کیا جا سکتا ہے۔ فرق یہ ہے کہ کسی عام قبر پر یہ اس لئے کیا جاتا ہے کہ صاحب قبر کی اگلی زندگی کا انکشاف ہو جائے۔ لیکن اولیا کرام کے مزارات پر ان سے فیض و برکت کے حصول کے لئے کیا جاتا ہے۔

کشف القبور کا ایک طریقہ جو میرے مرشد کریم حضرت خواجہ شمس الدین عظیمی

Marfat.com

مدظلہ العالی نے مجھے بتایا اور وہ میں مسلسل بیس سال سے حضور داتا گنج بخش ہجویری لاہوری کے مزار مقدس پر کر رہا ہوں۔

طریقہ یہ ہے کہ قبر کی پائنتی کی طرف بیٹھ کر چند گہرے سانس آہستہ آہستہ لئے جائیں اور پھر آنکھیں بند کرے ذہن کو قبر کے اندر اس طرح مرکوز کیا جائے کہ جیسے وہ گہرائی میں سفر کر رہا ہے۔ ذہنی قوت اور مرکزیت کی مناسبت سے چند منٹوں میں بھی کامیابی ہو سکتی ہے اور کئی بار بھی یہ عمل کرنا پڑ سکتا ہے پھر سورۃ قل ہو اللہ ... (بارہ مرتبہ) سورۃ فلق (ایک مرتبہ) سورۃ الناس (ایک مرتبہ) پھر سورۃ فاتحہ اور سورۃ بقر کا پہلا رکوع تلاوت کرنے کے بعد اس کا ثواب روح کو بخشا جائے اور پھر مراقبہ میں چلے جائیں اور یہ تصور کریں کہ ان سے فیض مجھے مل رہا ہے اور یہ حقیقت بھی ہے کہ ہر شخص کے ظرف کے مطابق صاحبِ مزار سے فیض ملتا رہتا ہے۔ جوں جوں انسان کی روحانی قوت میں اضافہ ہوتا جائے گا پھر تو سلسلہ کلام اور زیارت بھی نصیب ہوتی ہے اور پھر قرب الٰہی ہوتا ہے۔ اس وقت فیضان کی نوعیت بدل جاتی ہے اور پھر یہ محسوس ہوتا ہے کہ جو کچھ مل رہا ہے حق تعالیٰ کی طرف سے مل رہا ہے۔ اس طرح رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی روح مبارک کی طرف بھی توجہ کرے فیضان نبوی سے مالا مال ہو سکتا ہے۔ نبی کریم صلی کریم اللہ علیہ وسلم کے دربار میں حاضری دینے کے اور سامنے دو زانوں ہو کر بیٹھ کر الصلواۃ والسلام علیک یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پڑھنے کے بعد مراقبہ میں چلے جائیں۔ انشاء اللہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت سے بہت زیادہ فیض ملے گا۔ بہرحال یہ بتانا بھی ضروری ہے کہ کشف القبور کے عمل کو اپنے مرشد کریم یا استاد کی اجازت کے بغیر بالکل نہیں کرنا چاہئے۔

Marfat.com

مراقبات

جب اللہ تعالیٰ کے ماسوا کوئی چیز موجود نہ تھی۔ اللہ تعالیٰ نے چاہا کہ میں ایسی مخلوق پیدا کروں جو مجھے جانے اور پہچانے۔ اللہ تعالیٰ نے تخلیق کے فارمولے اپنے ذہن میں کیا بنائے وہ خود جانتے ہیں۔ بہرحال اللہ تعالیٰ نے یہ بات چاہی اور پسند کیا کہ کائنات کو تخلیق کیا جائے۔ چنانچہ کائنات کو پورے خدوخال اور عمل و حرکت کے ساتھ جو اللہ تعالیٰ کے ذہن میں موجود تھی۔ "کن" کہہ کر وجود کا لباس پہنا دیا۔ کائنات وجود میں آ گئی لیکن کسی کو یہ علم نہ تھا کہ وہ کون ہے؟ کیوں ہے؟ کیا ہے اور کس لئے ہے؟ اس مرحلے پر اللہ تعالیٰ نے انسانوں' جنات' فرشتوں اور پوری کائنات کو ان کی حیثیت سے آگاہ کیا۔ یعنی انہیں یہ علم بخشا کہ تمہارا ایک وجود ہے۔ چنانچہ فرمایا "اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ" (میں ہوں تمہارا رب) مخلوق کے دماغ کے پردے پر دو باتیں وارد ہوئیں۔ ایک یہ کہ اسے اپنی موجودگی کا احساس ہوا۔ دوسرے اسے یہ علم حاصل ہوا کہ میرے علاوہ مجھے پیدا کرنے والی کوئی اور ہستی بھی ہے۔ مخلوق نے جب اللہ تعالیٰ کی آواز سنی تو اس کے اندر فہم وادراک اور نظر پیدا ہو گئی اور وہ دریائے حیرت سے نکل کر آواز کی طرف متوجہ ہوئی۔ جیسے ہی توجہ آواز دینے والی' ہستی پر مرکوز ہوئی اسے نظر مل گئی۔ نظر کی مرکزیت اللہ تعالیٰ قرار پائے۔ دیکھنے کے بعد مخلوق نے کہا۔ "قَالُوْا بَلٰی" جی ہاں! "ہم اس بات کو تسلیم کرتے ہیں کہ آپ ہمارے رب ہیں۔"

تفکر کرنے سے یہ بات سامنے آتی ہے کہ تخلیق کے پروگرام سے اللہ تعالیٰ کا منشاء یہ ہے کہ اسے جانا اور پہچانا جائے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے پہچاننے کے بے شمار راستے متعین کیے ہیں اور مختلف نوعوں کو پہچاننے کی مختلف صلاحیتیں عطا کی ہیں۔ حاملان عرش ملائکہ سماوی کروبی ملائکہ عنصری سب ہی اللہ تعالیٰ کا عرفان رکھتے ہیں۔ جنات کو بھی اللہ تعالیٰ کے عرفان کی صلاحیت دی گئی ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے ان سب کرداروں میں سب سے زیادہ باصلاحیت کردار انسان کو بنایا۔ یعنی انسان کے اندر اللہ تعالیٰ نے ایسی صلاحیتیں ودیعت کر

Marfat.com

دی ہیں کہ وہ اللہ تعالیٰ کو کائنات کی تمام مخلوق سے زیادہ قریب سے پہچان سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے کائنات میں ایک کردار جس کو آدم کہا گیا اپنے خصوصی عرفان کے لئے منتخب کیا اور اسے اپنی صفات کا براہ راست علم بخشا اور یہ علم عطا فرمانے کے بعد اس بات کو بھی ظاہر فرمادیا کہ صفات کا یہ خصوصی علم صرف انسان کو حاصل ہے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

"اور ہم نے آدم کو اسماء (صفات) کا علم سکھایا' پھر ان اسماء کو فرشتوں کے سامنے پیش کیا اور کہا اگر تم اس علم کو جانتے ہو تو بیان کرو۔"

فرشتوں نے جواب دیا۔ "ہم آپ کی پاکی بیان کرتے ہیں اور اس علم سے بے خبر ہیں۔"

بات بالکل واضح ہے کہ آدم کو اللہ تعالیٰ نے وہ خصوصی علم عطا کیا ہے جو اللہ کو پہچاننے کا ذریعے ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

"تم ہماری سماعت سے سنتے ہو' ہماری بصارت سے دیکھتے ہو' ہمارے فواد سے سوچتے ہو۔"

"جہاں تم ایک ہو وہاں دوسرا اللہ ہے' جہاں تم دو ہو وہاں تیسرا اللہ ہے۔"

"اللہ تعالیٰ ہی وہ ذات ہے جس نے تمہارا احاطہ کیا ہوا ہے۔" آدم کی یہ کتنی حرماں نصیبی ہے کہ باوجود اس کے کہ اس کی زندگی کا ہر لمحہ اللہ کے ساتھ وابستہ ہے وہ اپنے اختیاری عمل سے اللہ تعالیٰ سے دور ہے۔ اللہ تعالیٰ کے عرفان کا خصوصی علم اس کے اندر موجود ہے اور وہ پوری پوری صلاحیتوں سے مالامال ہے پھر بھی اللہ تعالیٰ نے ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبر مبعوث فرمائے اور سب نے یہی بات بتائی کہ تمہارا رشتہ اللہ تعالیٰ سے قریب ترین ہے۔ مگر نوع انسان نے ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبروں کی بات نہیں مانی اور ایک شیطان کی بات پر برابر لبیک کہہ رہی ہے۔

Marfat.com

اولیاء اللہ نے بہت سے ایسے طریقے بتائے جن پر چل کر آدمی اپنی بد نصیبی اور محرومی کو ختم کر کے۔ اللہ تعالیٰ کا عرفان حاصل کر سکتا ہے۔ ان طریقوں میں سے ایک طریقہ مراقبہ بھی ہے۔

علم یا سائنس کو دو حصوں میں تقسیم کیا جاتا ہے۔ ایک مادی علم یا مادی سائنس اور دوسرا غیر مادی یا روحانی سائنس۔ مادی علوم کو حاصل کرنے یا سمجھنے کے لئے جو طریقہ اختیار کیا جاتا ہے وہ بالواسطہ ہے یعنی ہم براہ راست کسی چیز کو نہیں دیکھ سکتے۔ ہم ایک میڈیم بناتے ہیں اور اس کے ذریعہ چیزوں کی حقیقت معلوم کرتے ہیں۔ مثلاً انسان نے خوردبین بنائی اور پھر اس کے ذریعہ اپنی مادی نگاہ سے دیکھتا ہے۔ اس کے ذریعہ جو چیز نظر آتی ہے ہم اسے دیکھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ ہمارا حاصل ہے۔

روحانی علوم میں اس کے برخلاف براہ راست تجربہ اور مشاہدہ کرنے کے لئے آدمی کسی میڈیم کے بغیر اپنے ذہن کو استعمال کرتا ہے وہ ذہن پہلے جس کو خوردبین پر استعمال کیا گیا پھر خوردبین نے اس چیز کو دکھلایا۔ اب روحانیت میں خوردبین یا میڈیم درمیان سے ہٹ گیا ذہن نے براہ راست اس چیز کو دیکھا۔ مادی علوم اور روحانی علوم میں جو اہم فرق ہے وہ یہی ہے کہ روحانی علوم میں براہ راست مشاہدہ ہوتا ہے جبکہ مادی علوم میں براہ راست مشاہدہ نہیں ہوتا۔ اس لیے یہ کہا جائے گا کہ مراقبہ چونکہ براہ راست مشاہدہ اور براہ راست تجربہ ہے۔ اس لئے اس کا روحانیت سے گہرا تعلق ہے۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ روحانیت اور مراقبہ ایک دوسرے کے لئے لازم و ملزوم ہیں۔ اب ہم اس طرح کہیں گے روحانیت یا روحانی سائنس کا مطلب ہے اپنے ذہن کو بطور آلہ استعمال کرنا یعنی براہ راست تجربات و مشاہدات روحانی سائنس کا بنیادی عنصر ہیں اور براہ راست مشاہدے کا روحانیت میں جو طریقہ اختیار کیا جاتا ہے' اس کا نام مراقبہ ہے۔

مراقبہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی غارِ حرا والی سنت ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ

Marfat.com

وسلم شہر چھوڑ کر غار حرا میں جا کر بیٹھ جاتے تھے۔

حالانکہ اس زمانے میں آج کل کی طرح نہ شور غل تھا نہ اس قسم کے ہنگامے تھے۔ شہر پر سکون تھا۔ گھر میں بیٹھ کر بھی وہی عمل کیا جا سکتا تھا جو غار حرا میں کیا جاتا ہے مگر قدرت بندوں کو ایک راستہ اور ایک اصول بتانا چاہتی تھی۔ جو رہتی دنیا کے لئے ایک مسلمہ اصول بن جائے۔ بنوت سے پہلے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کئی کئی دن لوگوں سے دور رشتہ داروں اور عزیز و اقارب سے الگ تھلگ تنہائی میں بیٹھ جاتے تھے اور کائنات کے امور پر تفکر کرتے تھے۔ سورۃ مزمل کی اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اس عمل کا ذکر کیا ہے۔

ترجمہ: "اور ذکر کیا کرو اپنے رب کا نام اور سب سے قطع تعلق کر کے اسی طرف متوجہ رہو۔"

یہ آیت ہمیں مراقبہ کا اصول اور طریقہ بتاتی ہے۔ مراقبہ کے لئے دو باتیں بڑی واضح طور پر بتائی گئی ہیں۔ یعنی اللہ تعالیٰ کا ذکر اور سب سے قطع تعلق ہو کر اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہونا۔ نماز بھی مراقبہ ہی ہے۔ اس میں ہم سب قطع تعلق کر کے اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہو کر اس کے ذکر میں مشغول ہو جاتے ہیں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔

"مَنْ عَرَفَ نَفْسَهٗ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّهٗ"

جس نے اپنے نفس کو پہچانا اس نے اپنے رب کو پہچانا۔ یہاں نفس سے مراد روح ہے۔ جو اپنی روح سے واقف ہو جاتا ہے۔ اسے اللہ تعالیٰ کا عرفان حاصل ہو جاتا ہے۔ جسے اللہ تعالیٰ کا عرفان حاصل ہو جاتا ہے وہ اس بات سے واقف ہو جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ بندے سے کیا چاہتا ہے اور اس کی تخلیق کا مقصد کیا ہے۔ ایسے بندہ کو اللہ تعالیٰ کی توجہ حاصل ہو جاتی ہے۔ بندہ کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اختیارات منتقل ہو جاتے ہیں۔ کائنات اس کے

Marfat.com

تابع ہو جاتی ہے۔ اسی لئے قرآن کریم میں ساڑھے سات سو مرتبہ اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں تفکر کرنے کی دعوت دی گئی ہے۔

جو لوگ اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں تفکر کرتے ہیں ان پر اللہ تعالیٰ کی مخفی حکمتیں منکشف ہوتی چلی جاتی ہیں۔ دنیا کی تمام تر ترقی کا دارومدار اسی تفکر یعنی "RESEARCH" پر ہے۔ کائنات کے راز ان ہی لوگوں پر کھل رہے ہیں جنہوں نے تفکر کو اپنا لیا ہے۔ تفکر ہی کے نتیجہ میں یہ ریل گاڑی، ہوائی جہاز، موٹر کار، ٹیلی فون، ٹیلی ویژن، کمپیوٹر وغیرہ وجود میں آئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا یہ قانون سب کے لئے ہے جو بھی اس پر عمل کرے گا اسے فوائد حاصل ہو جائیں گے مسلم اور غیر مسلم کی اس میں کوئی تشخیص نہیں ہے۔

مراقبہ کی تعریف

مراقبہ کی تعریف مختلف طریقہ سے مندرجہ ذیل انداز میں بیان کی جاتی ہے۔

(1) تمام خیالات سے اپنے ذہن کو ہٹا کر کسی ایک نقطہ پر مرکوز کر دیا جاتا ہے۔

(2) جب مفروضہ حواس کی گرفت انسان کے اوپر سے ٹوٹ جاتی ہے تو انسان مراقبہ کی کیفیت میں داخل ہو جاتا ہے۔

(3) جب انسان بیداری میں خواب کی حالت طاری کر لے تو وہ مراقبہ میں چلا جاتا ہے۔

(4) یہ بات بھی مراقبہ کی تعریف میں آتی ہے کہ انسان دور دراز کی باتیں دیکھ اور سن لیتا ہے۔

(5) شعوری دنیا سے نکل کر لاشعوری دنیا میں جب انسان داخل ہو جاتا ہے تو یہ کیفیت بھی مراقبہ کی کیفیت ہے۔

(6) مراقبہ میں بندہ کا ذہن اتنا زیادہ یکسو ہو جاتا ہے کہ وہ دیکھتا ہے کہ مجھے اللہ دیکھ

Marfat.com

رہا ہے۔

(7) ایک وقت ایسا بھی آ جاتا ہے کہ مراقبہ (مراقبہ کرنے والا) یہ دیکھتا ہے کہ میں اللہ کو دیکھ رہا ہوں۔

مراقبہ کے فوائد

مراقبہ کرنے والے بندہ کو مندرجہ ذیل فوائد حاصل ہوتے ہیں۔

(1) خوابیدہ صلاحتیں بیدار ہوتی ہیں۔

(2) روحانی طور پر علوم منتقل ہوتے ہیں۔

(3) اللہ تعالیٰ کی توجہ اور قرب جلد حاصل ہوتا ہے۔

(4) منتشر خیالی سے نجات حاصل ہوتی ہے۔ ذہنی سکون حاصل ہوتا ہے۔

(5) اخلاقی برائیوں سے نجات حاصل ہو جاتی ہے۔

(6) مختلف مسائل حل ہوتے ہیں۔ پریشانیوں سے بچ جاتا ہے۔

(7) ایسا بندہ بیمار کم ہوتا ہے۔

(8) مراقبہ کے ذریعہ بیماریوں کا علاج کیا جا سکتا ہے۔

(9) اللہ تعالیٰ پر یقین مستحکم ہو جاتا ہے۔

(10) اپنے خیالات دوسروں کو منتقل کیے جا سکتے ہیں۔

مراقبہ کی اقسام

مراقبہ کی یوں تو بے شمار اقسام ہیں مگر یہاں چند کا ذکر کیا جا رہا ہے۔

(1) تصور شیخ کا مراقبہ۔

(2) نیلی روشنیوں کا مراقبہ۔

Marfat.com

(3) مرتبہ احسان کا مراقبہ۔

(4) پھولوں کا مراقبہ۔

(5) دل کے اندر جھانکنے کا مراقبہ وغیرہ۔

(6) بیماریوں سے علاج کا مراقبہ وغیرہ۔

مراقبہ کرنے کے آداب

(1) مراقبہ کرنے کی جگہ ایسی ہونی چاہیے جہاں نہ گرمی ہو نہ سردی ہو۔ معتدل ماحول ہو۔

(2) شور وغل اور ہنگاموں سے جگہ پاک ہو۔

(3) مراقبہ جہاں کیا جائے وہاں بہتر تو یہی ہے کہ مکمل اندھیرا ہو۔ اگر ایسا ممکن نہ ہو تو زیادہ سے زیادہ اندھیرا ہونا چاہیے۔

(4) مراقبہ بیٹھ کر کیا جائے۔

(5) لیٹ کر مراقبہ کرنے سے نیند کا غلبہ ہو جاتا ہے اور مراقبہ کا مقصد فوت ہو جاتا ہے۔

(6) مراقبہ کے لئے حالت نشست ایسی ہونی چاہیے جس میں آسانی سے بیٹھ کر مراقبہ کیا جاسکے۔

(7) غصہ سے گریز کیا جائے۔

(8) نشہ سے بچا جائے۔

(9) مراقبہ باوضو کیا جائے۔

(10) مراقبہ ایک وقت مقرر کر کے کرنا چاہیے۔

(11) مراقبہ کھانے کے ڈھائی گھنٹے یا اس سے زیادہ وقفہ گزرنے کے بعد کیا جائے۔

Marfat.com

(12) زیادہ سے زیادہ وقت باوضو رہنے کی کوشش کی جائے مگر بول وبراز نہ روکا جائے تاکہ طبیعت بھاری نہ ہو۔

مراقبہ کے لئے بہترین اوقات

(1) تہجد کے وقت۔

(2) نماز فجر سے پہلے یا بعد میں۔

(3) نماز ظہر کے بعد۔

(4) نماز عشاء کے بعد۔

مراقبہ کس طرح کیا جائے

مراقبہ سے پہلے اگر کچھ پڑھنا ہو تو وہ پڑھ کر شمال رخ (اگر مغرب کی طرف منہ کیا جائے تو شمال سیدھے ہاتھ کی طرف ہو گا) آنکھیں بند کر کے بیٹھ جائے۔ (بہتر یہی ہے کہ شمال رخ منہ رہے لیکن کسی بھی رخ پر منہ کر کے مراقبہ کیا جا سکتا ہے) ذہن اس طرف متوجہ رکھا جائے جس چیز کا مراقبہ کیا جا رہا ہے۔

چونکہ مراقبہ کے دوران خیالات آتے رہتے ہیں۔ اس لئے خیالات میں الجھنا نہیں چاہئے۔ بلکہ ان کو گزر جانے دینا چاہئے اور پھر ذہن کو واپس اسی طرف متوجہ کر دینا چاہئے جس چیز کا مراقبہ کیا جا رہا ہو۔ کم سے کم 15 سے 20 منٹ مراقبہ کے لئے کافی ہیں۔ زیادہ دیر بھی مراقبہ کیا جا سکتا ہے لیکن ایسا نہیں کرنا چاہئے کہ جس وقت چاہا مراقبہ کے لئے بیٹھ گئے یا تمام کام چھوڑ کر مراقبہ میں ہی لگے رہیں۔

مراقبہ تخت یا فرش پر کرنا چاہئے۔ کرسی، صوفے، گدے یا کسی ایسی چیز پر بیٹھ کر مراقبہ نہیں کرنا چاہئے جس سے ذہنی سکون میں خلل پڑنے کا امکان ہو۔

Marfat.com

مراقبہ کرتے وقت ریڑھ کی ہڈی کو اس طرح سیدھا کر کے آرام دہ نشست سے بیٹھنا چاہئے کہ مہرے سے مہرہ مل جائے تاکہ ریڑھ کی ہڈی میں دور کرنے والی روشنیاں ضائع نہ ہو۔ مراقبہ ٹیک لگا کر نہیں کرنا چاہئے اس طرح دور کرنے والی روشنیاں ضائع ہو جاتی ہیں۔ مراقبہ کرنے سے پہلے حسب پسند خوشبو کا استعمال مراقبہ میں معاون ہوتا ہے۔

سانس کی مشق

مراقبہ سے پہلے اگر سانس کی مشق مندرجہ ذیل طریقہ سے کی جائے تو اس سے مراقبہ کی کامیابی میں مدد ملتی ہے۔ شمال رخ بیٹھ جائیں۔

(1) داہنے ہاتھ کے انگوٹھے سے دائیں نتھنے کو اوپر کی طرف بند کرلیں۔

(2) بائیں نتھنے سے پانچ سیکنڈ تک سانس اندر کھینچیں۔

(3) داہنے نتھنے پر سے انگوٹھا ہٹالیں اور داہنی چھنگلی سے بائیں طرف کے نتھنے کو بند کرلیں۔

(4) پانچ سیکنڈ تک سانس روک لیں۔

(5) داہنے نتھنے سے سانس کو پانچ سیکنڈ تک باہر نکالیں۔

(6) دوبارہ داہنے نتھنے سے سانس پانچ سیکنڈ تک اندر کھینچیں۔

(7) اب چھنگلیا ہٹا کر دوبارہ داہنے انگوٹھے سے داہنا نتھنا حسب سابق بند کرلیں اور سانس کو پانچ سیکنڈ تک روکے رکھیں۔ پھر بائیں نتھنے سے سانس آہستہ آہستہ باہر نکالیں۔

یہ ایک چکر ہوا اس طرح پانچ مرتبہ اس عمل کو دھرائیں سانس کی مشق کرنے سے پہلے جسم کو ڈھیلا چھوڑ دیں۔ جسم میں کسی قسم کا تناؤ نہیں ہونا چاہئے۔ ریڑھ کی ہڈی اور گردن کو ایک سیدھ میں رکھیں سانس کا عمل کرتے وقت اس بات کا خیال رکھنا ضروری ہے کہ پیٹ خالی ہو۔ جس جگہ مشق کی جائے وہاں تازہ ہوا گزرتی ہو تاکہ پھیپھڑے کافی

Marfat.com

مقدار میں آکسیجن جذب کر سکیں۔ سردی کے زمانے میں عمل تنفس کے دوران کمرے کے دروازے اور کھڑکیاں کھلی رکھیں۔ میٹھی اور کھٹی چیزیں کم سے کم استعمال کریں۔ بالکل بند نہ کریں اور نمک زیادہ نہ کھائیں۔

علم حاصل کرنے کی دو صورتیں ہوتی ہیں ایک طریقہ کو علم حصولی کہتے ہیں۔ اس میں اکتساب کیا جاتا ہے۔ اس طریقہ میں دماغ کا استعمال زیادہ سے زیادہ کیا جاتا ہے۔ اسے جسمانی محنت و مشقت اور مشق سے حاصل کیا جاتا ہے۔ علم حصولی سیکھنے کے لئے استاد اپنے شاگرد کے اندر موجود صلاحیتوں کو بیدار اور متحرک کرنے میں مدد دیتا ہے اس کی رہنمائی کرتا ہے اس کو ہدایت دیتا ہے شاگرد استاد کے بتائے ہوئے طریقہ پر اور اس کی ہدایات کی روشنی میں اپنی صلاحیتوں اور فن کا مظاہرہ کرتا ہے۔ اس طریقہ میں استاد کا کام صرف ظاہری رہنمائی ہوتا ہے جب کہ ساری محنت شاگرد کو ہی کرنی پڑتی ہے۔

علم حاصل کرنے کے لئے دوسرا طریقہ علم حضوری ہے اس میں شاگرد کو کم اور استاد کو زیادہ محنت و مشقت کرنی پڑتی ہے اس طریقہ میں استاد یا مرشد مرید کے اندر اپنی صلاحیتیں منتقل کر دیتا ہے۔ علم حضوری بطور ورثہ منتقل ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ علم حصولی کے طالب علم اپنے اساتذہ کی اس طرح تابع داری اور پیروی نہیں کرتے جس طرح روحانی شاگرد پیرو مرشد کی پیروی کرتے ہیں دراصل شاگرد علم حصولی سیکھتا ہے اور مرشد علم حضوری بطور ورثہ منتقل کرتا ہے۔ علم حضوری اللہ تعالیٰ کا وہ علم ہے جو علم الاسماء کی صورت میں آدم کو منتقل ہوا۔ آدم کو علم حضوری بغیر پڑھے لکھے حاصل ہوا۔ اس علم میں پڑھنا لکھنا ضروری نہیں ہوتا۔ علم حضوری بغیر پڑھے لکھے بطور ورثہ منتقل ہوتا ہے۔ اس علم کو سکھانے کے لئے ایک ایسے استاد کا ہونا ضروری ہے جو اس علم کے قانون سے واقف ہو۔ علم حضوری کے ورثہ سے مالا مال ہو۔ تاکہ مرید کے اندر اپنے علوم کی روشنیاں اور

Marfat.com

باطنی صلاحیتوں کو منتقل کر سکے۔ علم حضوری حاصل کرنے کے لئے پہلی سیڑھی مراقبہ ہے۔

خیالات میں کشمکش

مراقبہ کے لئے جب کوئی شخص آنکھیں بند کر کے بیٹھتا ہے تو اس کے دماغ میں خیالات کا ہجوم ہوتا ہے۔ ادھر ادھر کے خیالات اتنے آتے ہیں کہ انسان پریشان ہو جاتا ہے نہ ذہنی یکسوئی حاصل ہوتی ہے نہ ہی کچھ نظر آتا ہے۔ اگر آنے والے خیالات کو روکنے یا رد کرنے کی کوشش کی جائے تو برسوں مراقبہ کرنے کے باوجود انسان ناکام رہتا ہے۔ اس لئے خیالات کو روکنے کے بجائے آنے دیا جائے نہ انہیں قبول کرے نہ رد کرے۔ آنے والے خیالات خود ہی گزر جائیں گے۔ رد کرنے سے وہ ذہن کے ساتھ چپک جائیں گے اور مستقل پریشانی کا باعث بن جائیں گے۔ اس کا بہترین حل یہی ہے کہ آنے والے خیالات کو گزر جانے دیا جائے۔

مراقبہ کے ابتدائی دور میں یہ حالت ہوتی ہے کہ بندہ مراقبہ کے لئے بیٹھا اور خیالات کی یلغار شروع ہو گئی۔ خیالات کی رو میں بندہ کہیں سے کہیں پہنچ جاتا ہے۔ پھر مقصد سے بھٹک جاتا ہے۔ اب بندہ کوشش کرتا ہے کہ ذہن ادھر لائے جس مقصد کے لئے مراقبہ کر رہا ہے مگر دماغ میں تو خیالات کی ایک ایسی فلم چل رہی ہوتی ہے۔ اس صورت حال سے بندہ پریشان ہوتا ہے اور اس کا ضمیر بھی اسے ملامت کرتا ہے۔ ذہن سے ان خیالات کو ہٹانے کی کوشش میں خیالات سے جان چھڑائے نہیں چھوٹتی اور مراقبہ کا سارا وقت اسی طرح کشمکش میں گزر جاتا ہے۔ خیالات آتے ہیں تو آنے دیں۔ خود گزر جائیں گے۔

Marfat.com

تصورِ شیخ

راہِ سلوک پر چلنے والے کے ذہن میں معرفت کی بنیادوں کا مستحکم و مضبوط ہونا نہایت ضروری ہے۔ شیخ اپنے شاگرد کے ذہن میں اللہ تعالیٰ کی معرفت کی بنیادیں مستحکم کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی معرفت کی بنیاد وحدانیت کا ایمان و ایقان ہے۔ وحدانیت کا مطلب یہ ہے کہ تصور ماسوائے اللہ کے ہر شے خالی ہو۔ جب تصور میں اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کا خیال نہیں آتا تو ارادے کی قوت اس تصور کو نقطہ ذات کی گہرائیوں میں پہنچا دیتی ہے۔ نقطہ ذات کی انتہائی گہرائی قلب ہے جہاں تصور کا عکس نقش بن جاتا ہے تصور کا ہر نقش اللہ تعالیٰ کے امر کا ایک خاکہ ہے۔ اس واضح خاکہ پر روح یا امر ربی اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق اس کے امر کا مظاہرہ کرتی ہے۔ یہی مظاہرے (DISPLAY) انسان کی زندگی کی حرکات اس کے کام اس کے اعمال ہیں۔

بہترین زندگی گزارنے کے لئے ضروری ہے کہ زندگی کی اعلیٰ قدروں کو پہچانا جائے اور ان قوانین فطرت کو جانا جائے جن کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کے امر کا بہترین مظاہرہ کر سکے کائنات کی ہر تخلیق اور ہر مظاہرہ اللہ تعالیٰ کے امر کی ایک صورت ہے اور امر ربی کی ہر صورت اپنی ذات و صفات میں یکتا ہے کائنات کی ہر شے کی بنیاد وحدانیت کے نقطہ پر قائم ہے یہی نقطہ ہر شے کی ذات کا نقطہ ہے۔ جیسے ایٹم کا ہر ذرہ ایٹم ہی ہے کچھ اور نہیں ہو سکتا۔ چنانچہ انسان کے نقطہ ذات کے ذریعہ وحدانیت کے شعور کے دروازے عقل انسانی پہ کھلتے ہیں۔ مرشد کامل کی نظر کرم سالک کے قلب میں اس دروازے کو کھولنے کا باعث بن جاتی ہے مرشد کا قرب مرید کے لئے ایسا جام عشق ہے جو آہستہ آہستہ مرید اپنے مئے خانے دل میں انڈیلتا رہتا ہے ایک وقت ایسا آتا ہے جب مرید کے میخانے کا ہر جام شراب شیخ سے لبریز ہو جاتا ہے۔ کعبہ دل کی ہر دیوار پر اسے شیخ کی تصویر آویزاں دکھائی دیتی ہے اس کے دل کی گہرائیوں میں شیخ کی تصویر نقش ہو جاتی ہے۔ اس کے

Marfat.com

حواس پر شیخ کا عشق غلبہ پالیتا ہے تب اس کا نفس شیخ کے عشق کی تپش سے پگھل کر ایک نقطہ کے برابر رہ جاتا ہے اور یہ نقطہ شیخ کی ذات میں فنا ہو جاتا ہے اور مرید فنانی الشیخ کے درجے میں قدم رکھتا ہے جہاں اس کی ذات محض ایک نظر کی حیثیت سے باقی رہ جاتی ہے جس کا کام صرف دیکھنا ہے اس کی نظر تصور شیخ کے خاکہ پر ٹھہر جاتی ہے نظر جب تک اس خاکے کو دیکھتی رہتی ہے تفکر ایک ہی نقطے پر قائم رہتا ہے بدلتے لمحات ایک ہی لمحہ میں تبدیل ہو جاتے ہیں وقت کی گردش رک جاتی ہے زندگی کی رفتار تھم جاتی ہے۔

سالک کی نگاہ اس لمحے شیخ کو رگ جان سے قریب تر دیکھ لیتی ہے۔ اس کی نگاہ اپنے قلب کی انتہائی گہرائی میں پہنچ جاتی ہے جہاں شیخ کا تصور مجسم بن کر دریچے کھول دیتا ہے اور یہ لمحہ حقیقی ابد کی لامتناہی وسعتوں میں گم ہو جاتا ہے شیخ کے تفکر کی رواس کے قلب میں بہنے لگتی ہے۔ وہ جان لیتا ہے کہ جب تک نقطہ ذات وحدانیت کے نور سے لبریز نہیں ہو جاتا تب تک ذات کے نقطے سے کسی شے کا باہر آنا ممکن نہیں ہے۔ جب سالک کا نقطہ ذات شیخ کی روشنیوں سے لبریز ہو جاتا ہے تو نور سالک کے لطائف میں ذخیرہ ہو جاتا ہے اور سالک قرب کی منزلیں طے کر لیتا ہے۔ اَب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ

تصوّرِ شیخ کیوں کیا جاتا ہے؟ اللہ کا تصور کیوں قائم نہ کیا جائے؟

آدم جب تک جنت میں تھے تو دماغ کا وہ حصہ کام کر رہا تھا جو معرفت سے متعلق تھا مگر آدم نے جب نافرمانی کی تو دماغ کے اس حصہ شعور نے کام کرنا شروع کر دیا جو نافرمانی کی وجہ سے متحرک ہو گیا تھا اس لئے شعور میں جو بھی خیالات بنتے ہیں وہ ناقص اور کثیف ہوتے ہیں اس کثیف اور ناقص شعور میں علوم ربانی کی روشنیاں داخل نہیں ہوتیں آدم سڑی ہوئی مٹی سے تخلیق کیے گئے ظاہر ہے کہ وہ تمام خامیاں جو سڑی ہوئی مٹی کی تھیں۔ وہ نسل آدم کو منتقل ہو گئیں۔ یعنی گندگی غلاظت تعفن۔ سڑاند اور بدبو وغیرہ۔

Marfat.com

سالک جب ان تمام نقائص کو پیش نظر رکھ کر تصور شیخ کرتا ہے تو اس کی اپنی تمام کمزوریاں اس کے سامنے ہوتی ہیں۔ وہ ان تمام خامیوں کو شیخ کے سامنے رکھ دیتا ہے شیخ مرید پر نظر کرم کرتا ہے اپنی مجلا اور مصفا شخصیت کا عکس مرید کے دل میں منتقل کرتا ہے باطنی طور پر رگڑ رگڑ کر اتنا صاف کر دیتا ہے کہ مرید کا شعور کمسن بچے کی طرح ہو جاتا ہے۔ پھر شیخ اپنے سینے سے علوم منتقل کرنا شروع کر دیتا ہے۔ تصور شیخ اس لئے کیا جاتا ہے تاکہ شیخ کے علوم مرید میں منتقل ہو جائیں۔

آدمی آنکھیں بند کر کے اندھیرے میں اپنے استاد یا پیرومرشد کے تصور میں بیٹھ جاتا ہے۔ تصور شیخ کا صحیح مفہوم انخلا ذہنی ہے مرید اپنے شیخ کو ذہن کا مرکز بنا کر اس کے تصور میں ڈوب جانے کی مشق کرتا ہے۔ یہاں یہ بات سمجھ لینا ضروری ہے کہ تصور شیخ کا مطلب ہرگز یہ نہیں ہے کہ شیخ کی تصویر بنائی جائے یا شیخ کی شکل و صورت کے بارے میں سوچا جائے کہ شیخ کی داڑھی ایسی ہے یا ان کا لباس ایسا ہوتا ہے یا اس طرح اور باتیں سوچی جائیں۔ دراصل شیخ کو ذہن کا مرکز بنا کر اس میں گم ہو جانا یا کھو جانا ہی صحیح طریقہ ہے۔

اکثر یہ سوال کیا جاتا ہے کہ تصورِ شیخ کیوں کریں اللہ تعالیٰ کا تصور کیوں نہ کریں تاکہ منزل جلد مل جائے۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ہم نے آدم کو زمین پر اپنا خلیفہ بنا کر بھیجا۔ آدم کو خلیفہ بنانے سے پہلے نیابت اور خلافت کے تمام علوم سکھا کر دنیا میں بھیجا گیا تھا تاکہ وہ اللہ کے بنائے ہوئے قانون کے مطابق دنیا والوں میں اللہ تعالیٰ کے علوم کو پھیلائیں۔ آدم کے بعد جتنے بھی پیغمبر آئے اللہ تعالیٰ نے ان سب کے لئے یہی کہا کہ وہ سب بشر تھے۔

سورہ انبیاء کی آٹھویں آیت میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔۔۔۔ "اور نہیں بنائے ہم نے انبیاء کے ایسے جسم جو کھانا نہ کھاتے ہوں اور نہ ہی وہ (اس دنیا میں) ہمیشہ رہنے

Marfat.com

والے تھے۔"

اللہ تعالیٰ نے انبیاء کو انسانوں کی ہدایت کے لئے بھیجا۔ اس آیت سے پوری طرح وضاحت ہو جاتی ہے کہ انسانوں کی رہنمائی اور ہدایت کے لئے انسانوں کو پیغمبر اور خلیفہ بنا کر بھیجا گیا ہے جو لوگ اللہ کی ہدایت پر چلنے کی بجائے نفس کے غلام بن جاتے ہیں۔ وہ اللہ تعالیٰ سے دور ہو جاتے ہیں اس لئے وہ علوم انہیں منتقل نہیں ہوتے جو اسماء الٰہیہ کے علوم ہیں چونکہ اللہ تعالیٰ کا ورثہ اسماء الٰہیہ کے علوم بندوں تک پہنچانے کا کام اللہ تعالیٰ کے سپرد ہے اور نائب آدم ہے اور آدم انسان ہے بشر ہے اس کے اندر انسانوں والی تمام باتیں موجود ہیں اور وہ بشری تقاضے رکھتا ہے اب جب کہ نبوّت کا سلسلہ ختم ہو گیا ہے پیغمبر آنے بند ہو گئے ہیں تو ہدایت کا کام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے اولیاء اللہ نے انجام دینا شروع کر دیا ہے یہی وجہ ہے کہ تصوّرِ شیخ کی تلقین کی جاتی ہے۔

روشنی کا مراقبہ

جہاں تک مادی وسائل مادی آسائش اور مادی آرام کا تعلق ہے وہ سکون فراہم نہیں کرتی یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ مادیت آدمی کو سکون فراہم کرنے میں ناکام ہے اس کی مثال یوں ہے کہ 50 سال پہلے کے لوگوں کے پاس مادی وسائل کم تھے لیکن انہیں ہم سے زیادہ سکون حاصل تھا آج کے دور میں مادی وسائل بہت ہیں لیکن جتنا ہمارے بزرگوں کو اور اسلاف کو مادی وسائل کی کمی کے باوجود سکون حاصل تھا وہ آج ہمیں حاصل نہیں ہے گھر میں ہر چیز موجود ہے۔ بچے بھی موجود ہیں۔ گھر بھی موجود ہے۔ TV بھی موجود ہے۔ گاڑی بھی موجود ہے اور چار پیسے بھی ہیں لیکن دیکھنے میں یہ آیا ہے جس گھر میں زیادہ وسائل ہیں وہاں زیادہ بے سکونی ہے اس کی ایک وجہ تو یہ ہے کہ انسان کی زندگی کا تعلق اس بات سے ہے کہ وہ دنیاوی کاموں میں اور دنیاوی چیزوں میں دلچسپی لے

Marfat.com

لیکن ہمارا مشاہدہ ہے کہ جب آدمی مر جاتا ہے تو اس کی دلچسپی ہر چیز سے ختم ہو جاتی ہے۔ ایسی صورت سے آدمی شعوری اعتبار سے کمزور ہو جائے یا باؤلہ ہو جائے تو اس کی بھی دلچسپی کم ہو جاتی ہے وہ لوگ جو ACTIVE نہیں ہوتے منجمد ہوتے ہیں ان کی بھی دنیاوی دلچسپی کم ہوتی ہے قانونِ دنیا نام ہی دلچسپی کا ہے جب تک آدمی دنیا میں دلچسپی نہیں لیتا دنیا اس کے لئے بیکار ہے اب جب تک ہم دنیا میں دلچسپی لیتے ہیں تو اس میں ہماری مصروفیت بھی زیر بحث آتی ہے جب ہماری مصروفیت زیر بحث آتی ہے تو لامحالہ ہمیں یہ کہنا پڑے گا کہ ہماری انرجی کچھ نہ کچھ مصروفیت کی بنا پر کم ہو جاتی ہے اور جو لوگ مصروف ہوتے ہیں تو ان کے اوپر عجیب قسم کی تھکان ہو جاتی ہے آپ محنت مزدوری کریں اس میں بھی جسم تھک جاتا ہے چاہے وہ کرسی پر بیٹھ کر محنت مزدوری ہو چاہے وہ زمین کھودنے کی مزدوری ہو چاہئے وہ چٹائی بننے کی مزدوری ہو لیکن جب آپ کسی کام میں دلچسپی لیں گے اور آپ کا جسم حرکت کرے گا۔ باالفاظ دیگر آپ کی انرجی خرچ ہو گی۔ تو آپ تھکیں گے بھی۔ ذہنی تھکان دور کرنے کا جو ہمارے پاس موثر طریقہ ہے وہ سونا ہے یا آرام کرنا ہے یکسوئی کے ساتھ لیٹ جائیں۔ سو جائیں۔ ایک آدمی بہت زیادہ تھکا ہوا ہے جب وہ سو کر اٹھے گا۔ تھکا ہوا نہیں ہو گا۔ انرجی بحال ہو جاتی ہے یا یہ سمجھ لیں گے کہ سونے سے بیٹری چارج ہو جاتی ہے اب یہ طے ہوا کہ جب ہم دنیا میں کوئی دلچسپی لیتے ہیں یا دنیا کا کوئی بھی کام کرتے ہیں تو ہماری انرجی خرچ ہوتی ہے یا ہماری طاقت خرچ ہوتی ہے اس طاقت کو سائنس دان کیلوریز کہتے ہیں جو انسان کے اندر بنتی ہیں کھانے کی طاقت سے اور پانی پینے سے آکسیجن سے فضا سے کسی بھی صورت سے بہرحال انسان کے اندر کیلوریز بنتی ہیں اور جیسے جیسے آپ محنت کرتے ہیں وہ کیلوریز جلتی ہیں یا خرچ ہوتی ہیں جتنی زیادہ جلتی ہیں۔ اسی حساب سے آدمی تھکتا ہے اور کمزور بھی ہوتا ہے مثال۔ ایک کمرہ ہے اس کمرے میں ایک چارپائی ہے اس چارپائی پر صاف ستھرا بستر ہے اس کے علاوہ

Marfat.com

کمرے میں کچھ نہیں ہے جب آپ کمرہ میں آرام کے لئے جائیں گے تو آپ کے ذہن میں یہی خیال آئے گا کہ بستر اور تکیہ آرام کے لئے ہے مجھے آرام کر لینا چاہئے۔ مقصد یہ ہوا کہ آپ کی جو کیلوریز خرچ ہوں گی۔ وہ ایک بستر سے تکیہ اور چارپائی تک محدود رہیں گی۔ یعنی تین چیزوں کا عکس جب آپ کے دماغ میں داخل ہوا اور دماغ نے اس کے نقوش ابھار کر آپ کو یہ بتا دیا کہ یہ بستر ہے تو آپ کی انرجی خرچ ہوئی مثال۔ ایک چیز کے لئے ایک کیلوری خرچ ہوئی تو ایک بستر' ایک تکیہ' ایک چارپائی اور ایک کمرہ کے لئے چار کیلوریز خرچ ہوئیں۔ اب اسی کمرے میں TV رکھ دیجئے TV کا مطلب یہ کہ پانچ کیلوریز خرچ ہوئیں۔ اب ٹی وی پروگرام دیکھنا شروع کر دیجئے اس کا مطلب یہ کہ ٹی وی کے اندر جتنی بھی تصویریں آئیں گی درخت' پانی' آدمی' گانا بجانا' تو 50 چیزوں کا عکس جب آپ کے دماغ کے اندر گیا اور اس عکس کو دماغ نے قبول کر کے آپ کو یہ بتایا کہ یہ درخت ہے' یہ پانی' یہ آدمی ہے' یہ گاتا ہے' یہ بجاتا ہے۔ یہ رنگ ہے۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ پچاس کیلوریز خرچ ہوئیں یعنی اس کمرے میں جو آرام کے لئے آپ نے بنایا۔ اب جہاں چار کیلوریز خرچ ہونی چاہئے تھیں وہاں 54 کیلوریز خرچ ہوئیں اس کے بعد وہاں آپ نے ریڈیو بھی رکھ لیا۔ ریڈیو آپ نے چلایا نہیں تو 54 کے بجائے 55 کیلوریز خرچ ہوئیں۔

کمرہ میں آپ نے الماری بھی سجا دی ہے۔ الماری میں بھی بیس چیزیں رکھیں ہیں۔ مثلاً گڑیا رکھی ہے' کتاب رکھی ہے' پھولدان رکھا ہے ایش ٹرے رکھی ہے کچھ بھی رکھا ہے۔ 20 چیزیں رکھی ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ جب 20 چیزیں آپ کے دماغ میں نقش ہوئیں اسی ہی مناسبت سے کیلوریز خرچ ہوئیں۔ اس کا مطلب یہ ہے 20+55=75 کیلوریز خرچ ہوئیں اس کے بعد فرض کیجئے آپ نے کپڑوں کی الماری کے ساتھ کرسی بھی رکھی ہوئی ہے تو اس طرح ایک سیکنڈ میں جہاں 5 کیلوریز خرچ ہونی چاہئے

Marfat.com

وہاں 60، 70، 80 کیلوریز جل گئیں وہ کیلوریز جو ہیں دراصل وہ انرجی ہیں۔ آدمی کے اندر قوت حیات ہیں وہی آپ کو زندگی عطا کر رہی ہیں اسی بنیاد پر آپ کی زندگی چل رہی ہے۔ جتنی مادی اشیاء آپ کے اردگرد جمع ہو جائیں گی اسی مناسبت سے آپ کے اندر کیلوریز زیادہ جلیں گی اور خرچ ہوں گی۔ جب آپ کا دماغ تھکے گا۔ دماغ تھکنے کا مطلب یہ کہ آپ کا دل بھی تھکا۔ ہاتھ بھی تھکے۔ پیر بھی تھکے پوری باڈی جو جسم کا نظام ہے تھک گیا۔ وہ ڈسٹرب (DISTURBS) ہو گیا تو مادی وسائل جتنے آپ اکٹھے کرتے چلے جائیں گے ایسی مناسبت سے آپ کے اندر سے کیلوریز کا ذخیرہ یعنی قوت حیات جل جائیں گی۔ جب آدمی کے اندر سے اس کی قوت حیات ہی نکل گئی تو سکون کہاں، کیسے ملے گا۔

حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم (اللہ تعالیٰ ہم سب کو ان کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے) اگر ہم آپ کی زندگی پر غور کرتے ہیں تو مکے میں 1400 سال پہلے نہ ریڈیو تھا نہ TV تھا نہ موٹر سائیکل تھا نہ کار تھا نہ جہاز تھا کوئی چیز ایسی نہیں تھی جو ذہن کو منتشر (DISTURB) کرنے والی ۔ نہ دھواں ۔ اگر تھا تو یہی اونٹ جب چلتا ہے تو اس کے پیر کی بھی کوئی آواز نہیں ہوتی تھی لیکن اس کے باوجود مکے کے شہر کا شور، مکے کے شہر کی روشنی، مکے کے شہر میں اونٹوں کے گلے میں پڑی ہوئی گھنٹیوں کی آواز نے بھی حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو اس طرف متوجہ کیا کہ مکہ چھوڑ کر میلوں دور غار حرا میں تشریف لے گئے۔ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم غار حرا میں کیوں تشریف لے گئے۔ غار حرا میں نہ کوئی چارپائی تھی یعنی مادی وسیلہ سے بنی ہوئی کوئی بھی آسائش کا سامان غار حرا میں موجود نہیں تھا۔ یہی بات ہے کہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم اس اصول سے واقف تھے (کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ان کے اوپر دین کی تکمیل کرنی تھی) کہ ڈسٹربنس (DISTURBANCE) انسان کو سکون سے محروم کر دیتا ہے جتنا آدمی شور شرابے میں رہے گا اتنا ہی بے سکون رہے گا۔ اتنا ہی زیادہ بیزار رہے گا۔ یہی بات آج کی سائنس کہتی

Marfat.com

ہے۔ آج کی مثال! گاؤں والوں کی صحت اور شہر والوں کی صحت میں نمایاں فرق ہوتا ہے۔ گاؤں والے جو اندرون ملک گاؤں' گوٹھوں میں رہتے ہیں ان کی صحت شہریوں سے زیادہ اچھی ہوتی ہے۔ ان کی آنکھوں پر چشمے کم لگتے ہیں۔ شہر میں رہنے والے بچوں کے کم عمر میں چشمے لگ جاتے ہیں۔ بات کیا ہے؟ وہاں ڈسٹربنس (DISTURBANCE) نہیں ہے شور نہیں ہے کیلوریز کا ذخیرہ زیادہ رہتا ہے۔ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم غارِ حرا میں تشریف لے جاتے ۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم وہاں ذِکر و فکر کرتے تھے۔ بڑی عجیب بات یہ بھی ہے کہ جہاں ڈسٹربنس (DISTURBANE) ہوتا ہے' وہاں مادیت کا غلبہ ہوتا ہے' جہاں مادیت انسان کو بیزار اور پریشان کرتی ہے وہاں سکون نہیں ہوتا۔ اللہ تعالیٰ کو یہ قدرت ہے اور تھی کہ توریت شہر میں نازل فرما دیتے۔ لیکن حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کوہ طور پر 40 دن 40 رات قیام کیا۔ کوہ طور پر بھی کوئی آرام و آسائش کا سامان نہیں تھا۔ ایک پہاڑی۔ ایک عصا تھا ایک حضرت موسیٰ علیہ والسلام تھے۔ انسان اپنی روح سے دور ہو جائے گا اور جتنا انسان اپنی روح سے دور ہو جائے گا۔ اسی مناسبت سے انسان بے سکون ہو جائے گا۔ آج کے ترقی یافتہ دور میں ہماری پریشانی یہ ہے کہ ہم بے سکون ہیں اس کی ایک بڑی وجہ یہ ہے کہ ہم نے مادیت کو ہی سب کچھ سمجھ لیا ہے۔ مادیت کو ہی زندگی کا مقصد بنا لیا ہے۔ اس وقت جو صورت حال ہے۔ وہ یہ ہے کہ ہم یہ ثابت کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ ہم دنیا کے لئے پیدا کیے گئے ہیں دنیا ہمارے لئے پیدا نہیں کی گئی۔ یعنی ہم دنیا کو نہیں کھا رہے ہیں' دنیا ہمیں کھا رہی ہے اس لئے کہ ہم نے دنیا کو اپنے اوپر افضل قرار دے دیا ہے۔ جب آپ نے دنیا کو خود سے افضل قرار دے دیا تو اپنی حیثیت کم کر دی۔ اب آپ کبھی پرسکون نہیں رہ سکتے۔ صحیح بات یہ ہے کہ ہم دنیا کے لئے نہیں بنائے گئے۔ دنیا کو اللہ تعالیٰ نے ہمارے لئے بنایا ہے۔ کیا کوئی ایک بندہ بھی یہ بتا سکتا ہے کہ اس کے پیدا ہونے کے بعد دنیا بنی ہے۔ جب بچہ پیدا

Marfat.com

ہوتا ہے تو دنیا کی ہر چیز موجود ہوتی ہے یا بعد میں پیدا ہوتی ہے۔ آپ کے ابا پیدا ہوئے۔ آپ کے دادا پیدا ہوئے پڑدادا پیدا ہوئے کوئی ایک آدمی تو ایسا بتا دیں (آدم سے لے کر ابا تک) کہ جب وہ پیدا ہوا تو اس کے بعد دنیا پیدا ہوئی ایسا کبھی نہیں ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے پہلے سے انسان کی خدمت گزاری کے لئے دنیا پیدا کر دی ہے۔ دنیا ہماری خادم ہے ہم دنیا کے خادم بن گئے ہیں معاملہ بالکل الٹ گیا ہے۔ یعنی ہماری زندگی فطرت کے خلاف ہو گئی ہے اور جب فطرت کے خلاف زندہ رہنا چاہیں گے تو کبھی آپ کو سکون نہیں ملے گا۔ خود اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ "اطمینان قلب' اللہ تعالیٰ کے ذکر سے حاصل ہوتا ہے۔" مخلوق اور خالق کے درمیان ایک رابطہ اور تعلق ہے۔ اس تعلق کو قائم کرنے سے آدمی کو اطمینان قلب حاصل ہوتا ہے ایک روحانی آدمی اور ایک غیر روحانی آدمی میں یہی فرق ہے۔ غیر روحانی آدمی دانستہ' نادانستہ یہ سمجھتا ہے کہ میں دنیا کے لئے پیدا کیا گیا ہوں۔ حالانکہ یہ بات صحیح نہیں ہے بچہ تو 9 ماہ ماں کے پیٹ میں رہتا ہے۔ پیدا ہونے کے بعد 2 یا ڈھائی سال تک ماں باپ کے دل میں اللہ تعالیٰ شفقت' محبّت اور ممتا ڈال کر بچہ کی نشوونما کراتا ہے' سترہ اٹھارہ سال تک ماں باپ یا بڑے بھائی دیکھ بھال کرتے ہیں۔ جب انسان اٹھارہ' انیس سال کا ہوتا ہے تو سمجھتا ہے کہ میں دنیا کے لئے بنایا گیا ہوں۔ جب ہم فطرت کے اصولوں کے خلاف بات کریں گے۔ زندگی گزاریں گے۔ ہمیں کسی سمت سے سکون میسر نہیں آسکتا۔

نیلی روشنیوں کا مراقبہ

سکون حاصل کرنے کے لئے نیلی روشنی کا مراقبہ نہایت مفید عمل ہے اس مراقبہ سے ول پاور (WILL POWER) میں اضافہ ہو جاتا ہے اور استاد کی نگرانی میں مسلسل مراقبہ کرنے سے دماغ میں یقین کا پیٹرن کھل جاتا ہے۔ نیلی روشنی کا مراقبہ کرنے والا بندہ

Marfat.com

کاروباری خاندانی معاملات اور مستقبل کے بارے میں صحیح فیصلے کرتا ہے۔

آنکھیں بند کر کے یہ تصور کیا جائے میں آسمان کے نیچے بیٹھا ہوں اور آسمان سے نیلی روشنی نازل ہو کر میرے دماغ میں جمع ہو رہی ہے۔

مرتبہ احسان کا مراقبہ

100 بار درود شریف اور 100 بار یا حی یا قیوم پڑھ کر بند آنکھوں سے یہ تصور کیا جائے۔ میں اللہ تعالیٰ کو دیکھ رہا ہوں یا اللہ تعالیٰ مجھے دیکھ رہے ہیں۔

مراقبہ سے علاج

مندرجہ ذیل مراقبوں کے ذریعہ صحت و توانائی میں اضافہ کیا جاسکتا ہے۔ اور بیماریوں سے نجات مل جاتی ہے۔

(1) نیلی روشنیوں کا مراقبہ

دماغی امراض، ریڑھ کی ہڈی، گردن کے مہروں میں خرابی اور ڈپریشن ختم کرنے کے لئے نیلی روشنی کا مراقبہ مفید علاج ہے۔

(2) زرد روشنیوں کا مراقبہ

نظامِ ہضم (DIGESTIVE SYSTEM) حبسِ ریاح، آنتوں کی دق، پیچش، قبض، بواسیر، معدہ کا السر وغیرہ کے لئے۔

Marfat.com

(3) نارنجی روشنیوں کا مراقبہ

سینہ کے امراض کے لئے (دق، سل، پرانی کھانسی، دمہ وغیرہ)

(4) سبز روشنیوں کا مراقبہ

ہائی بلڈ پریشر اور خون میں حدت سے پیدا ہونے والے امراض جلدی امراض، خارش، آتشک، سوزاک، چھیپ وغیرہ۔

(5) سرخ روشنیوں کا مراقبہ

لو بلڈ پریشر انیمیا (Anaemia)، گٹھیا، دل کا گھٹنا، دل کا ڈوبنا، توانائی کا کم محسوس ہونا، بزدلی، نروس بریک ڈاؤن، دماغ میں مایوس کن خیالات آنا، موت کا خوف، اونچی آواز سے دماغ میں چوٹ محسوس ہونا وغیرہ کے لئے۔

(6) جامنی روشنیوں کا مراقبہ

مردوں کے جنسی امراض اور خواتین کے اندر رحم سے متعلق امراض کے لئے۔

(7) گلابی روشنیوں کا مراقبہ

مرگی، دماغی دورے، ذہن اور حافظہ کا ماؤف ہونا۔ دماغی دورے، ڈر اور خوف، عدم تحفظ کا احساس، زندگی کے متعلق منفی خیالات آنا، دنیا کی بیزاری سے نجات پانے کے لئے۔

نوٹ:- بیماریوں کے علاج کے لئے کوئی بھی مراقبہ معالج کی اجازت اور نگرانی کے بغیر نہ کیا جائے۔

Marfat.com

باب پنجم

مشہور سلاسل

دنیا اسلام میں بے شمار سلاسل ہوئے ہیں جنہوں نے تصوف اور طریقت کی راہنمائی سرانجام دی۔ ان سلاسل میں سے مندرجہ ذیل سلسلے بہت مشہور ہوئے ہیں۔ ہم صرف پانچ سلسلوں کا ذکر کریں گے جن میں (1) سلسلہ نقشبندیہ (2) سلسلہ قادریہ غوثیہ (3) سلسلہ چشتیہ (4) سلسلہ سہروردیہ اور (5) سلسلہ عظیمیہ کا ذکر آئندہ ابواب میں آئے گا۔ ان بڑے سلسلوں کے علاوہ مندرجہ ذیل سلسلوں کا بھی ذکر ملتا ہے۔

نمبر	نام سلسلہ	بانی سلسلہ
1	قلندریہ	امام سلسلہ حضرت ذوالنون مصریؒ
2	نوریہ	امام سلسلہ حضرت موسیٰ کاظم رضاؒ
3	طیفوریہ	امام سلسلہ حضرت بایزید بسطامیؒ
4	جنیدیہ	امام سلسلہ حضرت ابوالقاسم جنید بغدادیؒ
5	ملامتیہ	امام سلسلہ حضرت ذوالنون مصریؒ
6	فردوسیہ	امام سلسلہ حضرت نجم الدین کبریٰؒ
7	تاجیہ	امام سلسلہ حضرت صغریٰ تاج الدینؒ
8	زیدیہ	امام سلسلہ حضرت عبدالواحد بن زیدؒ
9	عیاضیہ	امام سلسلہ حضرت خواجہ فیصل ابن عیاضؒ
10	ادھمیہ	امام سلسلہ حضرت خواجہ ابراھیم بن ادھمؒ
11	ہبیریہ	امام سلسلہ حضرت خواجہ ابوہبیرہ امین الدینؒ

Marfat.com

12	عجمیہ	امام سلسلہ حضرت خواجہ حبیب عجمیؒ
13	کرخیہ	امام سلسلہ حضرت خواجہ معروف کرخیؒ
14	سقطیہ	امام سلسلہ حضرت خواجہ سری سقطیؒ
15	گازرونیہ	امام سلسلہ حضرت خواجہ ابواسحاق گازرونیؒ
16	طوسیہ	امام سلسلہ حضرت شیخ علاءالدین طوسیؒ
17	یسویہ	امام سلسلہ حضرت شیخ احمد یسوئی
18	خضرویہ	امام سلسلہ حضرت خواجہ احمد خضرویہؒ
19	شطاریہ عشقیہ	امام سلسلہ حضرت عبداللہ شطاریؒ
20	سادات کرام	امام سلسلہ حضرت شیخ جلال الدین بخاریؒ
21	زاہدیہ	امام سلسلہ حضرت شیخ بدرالدین زاہدؒ
22	انصاریہ	امام سلسلہ عبداللہ انصاریؒ
23	صفویہ	امام سلسلہ حضرت شیخ صفی الدین اسحاق اردبیلیؒ
24	ادرویہ	امام سلسلہ شیخ میر سید عبداللہ المکی ادرویؒ
25	بدویہ سطوحیہ	امام سلسلہ حضرت ابوالعباس احمد بدویؒ
26	بدریہ احمد قانیہ	امام سلسلہ حضرت ابونافعؒ
27	کمیلیہ	امام سلسلہ حضرت خواجہ کمیل بن زیادؒ
28	حلویہ کبرویہ	امام سلسلہ حضرت شیخ محمد حلوی بن شیخ عبدالصمدؒ

Marfat.com

سلسلہ نقشبندیہ

اس سلسلہ عالیہ کی تعلیم اور کیفیت یہ ہے کہ صادق طالب واصل مرشد کو سامنے بٹھا کر توجہ عینی و قلبی منقطع الاشارات و منقطع الواجدان کرتے ہیں جسکا نتیجہ یہ مرتب ہوتا ہے کہ وہ ساعت اور طالب صادق واصل مرشد توجہ یافتہ کے قلب سے ذکر اللہ جاری ہوجاتا ہے یہ حضرات ذکر خفی زیادہ کرتے ہیں اور مراقبہ میں سر کو جھکائے' آنکھوں کو بند کرکے بیٹھے ہیں احکام شریعت پر سختی سے کاربند رہتے ہیں۔ ان کے ہاں مرشد اپنے مریدوں سے الگ نہیں بیٹھتا بلکہ حلقہ میں ان کا شریک ہوتا ہے۔

اب بڑے بڑے چار سلسلوں کا ذکر باری باری کرتے ہیں۔ سب سے پہلے سلسلہ نقشبندیہ سے شروع کرتے ہیں۔ یہ سلسلہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے شروع ہوکر حضرت بہاؤ الدین نقشبند کے نام سے منسوب ہے۔ شجرہ عالیہ مبارک کچھ اس طرح ہے اور بڑے بڑے بزرگ مندرجہ ذیل ہوئے ہیں۔

شجرہ عالیہ مبارک

اسمائے مبارک	تاریخ ولادت	تاریخ وفات	جائے مزار مبارک
1 رحمت اللعالمین حضرت پاک محمدؐ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم	20- اپریل 571ء عام الفیل 12 ربیع الاول مکہ معظمہ میں پیدا ہوئے	12 ربیع الاول 11ھ	مدینہ منورہ حجرہ مبارک حضرت عائشہ صدیقہ

Marfat.com

2 خلیفہ رسول حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ	بعد عام الفیل 23 رمضان 4 سال قبل ہجرت مکہ معظمہ میں پیدا ہوئے	12 جمادی الاخر 13ھ	مدینہ منورہ
3 حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ	عمر 350 سال بروز یک شنبہ اندلس میں پیدا ہوئے	10 رجب 34ھ	شہر مدائن
4 حضرت قاسم بن محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ	23 شعبان 24ھ مدینہ منورہ	12 جمادی الاول 104ھ	مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کے درمیان
5 حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ	18 ربیع الاول 82ھ بمدینہ منورہ میں پیدا ہوئے	15 رجب 140ھ	جنت البقیع قبر اہل بیت مدینہ
6 حضرت شیخ بایزید بسطامی رحمتہ اللہ	128ھ بسطام	15 شعبان 261ھ	شہر بسطام ملک فارس
7 حضرت خواجہ ابوالحسن خرقانی	14 شوال 313ھ طائف میں پیدا ہوئے	10 محرم 425ھ	خرقان مضافات بسطام

Marfat.com

8 حضرت خواجہ بوعلی فارمدی رحمتہ اللہ	13 ذالحجہ 434ھ	4 ربیع الاول 477ھ	مشہد
9 حضرت خواجہ ابو یوسف ہمدانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ	27 ماہ صفر 441ھ دمشق میں پیدا ہوئے	27 رجب 535ھ	موضع مرو ملک فارس
10 حضرت خواجہ جہاں حضرت عبدالخالق غجدوانی رضی اللہ عنہ	22 ماہ شعبان 435ھ غجدوان میں پیدا ہوئے	2 ربیع الاول 575ھ	8 میل از بخارہ
11 حضرت خواجہ عارف ریوگریؒ	27 ماہ رجب 551ھ ریوگڈہ	یکم شوال 616ھ	ریوگڈہ بخارہ
12 حضرت خواجہ محمود انجیرؒ	18 ماہ شوال 627ھ فغنواں پیدا ہوئے	17 ربیع الاول 715ھ	موضع انجیر
13 حضرت خواجہ عزیزاں علیؒ	16 شوال 631ھ فراسان میں پیدا ہوئے	27 رمضان المبارک 721ھ	شہر خوازم ملک فارس
14 حضرت خواجہ محمد بابا سماسیؒ	25 جماری صفر 591ھ بھرت ممیس	8 جمادی الاصفر 755ھ	موضع سماس 9 میل از بخارہ

Marfat.com

15 حضرت خواجہ سید امیر کلال ؒ	11 جمادی صفر 627 سوفاریہ میں پیدا	15 جمادی الاصغر 772ھ	موضع سوخاریہ از ماتیں
16 خواجہ خواجگان حضرت بہاؤالدین نقشبندی بخاری	4 محرم 718ھ بخ میں پیدا	3 ربیع الاول 791ھ	قصبہ عارفان از بخارہ
17 حضرت خواجہ علاؤ الدین عطار ؒ		20 رجب 802ھ	موضع تو جفانیاں از ملک ماولا النہر
18 حضرت مولانا یعقوب چرخی	14 شعبان 671 برقہ میں پیدا ہوئے	15 صفر 851ھ	موضع مکرابہ مضافات حسار
19 حضرت خواجہ عبیداللہ احرار ؒ	4 رمضان 806ھ بخارا میں پیدا	29 ربیع الاول 895ھ	شہر سمرقند
20 حضرت مولانا زاہد ؒ اللہ تعالیٰ	14 شوال 852ھ حیدر آباد سندھ	یکم ربیع الاول 934ھ	موضع خش ملک حصاء
21 حضرت خواجہ درویش محمد ؒ اللہ عنہ	16 شوال 846ھ سرہند میں پیدا ہوئے	12 ذوالحجہ 1003ھ	صحرائے ہرات

Marfat.com

22 حضرت خواجہ مولانا خوا بگی امکنگیؒ	14 رمضان 907 دمشق میں پیدا ہوئے	22 شعبان 1009ھ	قصبہ اکلنگ سرمیل از بخارہ
23 حضرت خواجہ محمد باقی باللہؒ	17 ماہ رجب 968ھ دہلی میں پیدا ہوئے	25 جمادی الاصغر1012ھ	اجمری دروازہ بیرون شہر دہلی
24 امام ربانی مجدد ومنور الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی	17 شوال 971 جندہ پور میں پیدا ہوئے	28 صفر 1024ھ	متصل سرہند پنجاب
25 حضرت سید آدم نبوری	13 شعبان 999ھ بنور میں پیدا	19 شوال 1073	جنت البقیع
26 خواجہ محمد معصوم مجددی سرہندیؓ اللہ عنہ	27 شوال 1005ھ سرہند میں پیدا ہوئے	9 ربیع الاول 1073ھ	روپنہ متصل سرہند
27 سلطان الاولیاء حضرت شیخ سیف الدین مجددی	16 ذالحجہ 1046ھ سرہند میں پیدا ہوئے	2 جمادی الاول 1094ھ	روپنہ متصل سرہند
28 حضرت سید اخون شاہ نعیم گامی	13 رجب 1016ھ گلیم پور	13 رجب 1121	کوہ گاماں

Marfat.com

29 حضرت اخون شاہ سدنی	14 ذالحجہ 1093ھ قلات میں پیدا ہوئے	4 ماہ ذالحجہ 1191ھ	صحرائے سوات

Marfat.com

حضرت شیخ احمد مجدد الف ثانیؒ

ابوالبرکات امام ربانی حضرت شیخ احمد مجدد الف ثانی نقشبندیہ سلسلہ کے مشہور بزرگ اور عالم ہیں اور اس طریقہ میں بھی تجدید کر کے مجددیہ سلسلہ جاری کیا۔ چونکہ اس زمانے میں اسلام کی آبرو مٹ رہی تھی' عوام و خواص شریعت سے بیگانہ ہوتے جا رہے تھے کیونکہ آپ نے ہزارے کے مسلمانوں میں ایک نئی روح پھونکی اور نہایت کامیابی کے ساتھ اکبر اعظم کی ملحدانہ سرگرمیوں کا مقابلہ کیا تھا۔ اس لئے آپ کو مجدد الف ثانی کہا جاتا ہے۔

ہندوستان میں جہاں آج کل سرہند کا شہر آباد ہے یہ کسی زمانے میں جنگل تھا اور یہاں شیر رہتے تھے جب شہر آباد ہوا تو اس مقام کا نام "شیر ہند" رکھا گیا جو بعد ازاں سرہند ہو گیا۔ حضرت مجدد الف ثانی کی ولادت باسعادت سرہند میں جمعہ کی رات قریباً نصف رات گزرے 14 شوال 971 ہجری کو ہوئی۔ جب چودھویں کا چاند حکومت کے افق سے طلوع ہوا اور اس کے وجود کے نور سے تمام جہاں پرنور اور اہل جہاں مسرور ہو گئے۔ حضرت مجدد الف ثانی کی والدہ ماجدہ فرماتی ہیں کہ میرے فرزند شیخ احمد کی ولادت کے بعد مجھے غشی آگئی تو کیا دیکھتی ہوں کہ تمام اولیائے امت ہمارے گھر میں آئے ہیں اور ایک شخص کہتا ہے کہ حق تعالیٰ نے گزشتہ و آئندہ تمام اولیاء کے سارے کمالات اپنے فضل وکرم سے شیخ احمد کو عنایت فرمائے ہیں اور اس اپنی رحمت کا خزانہ بنا دیا ہے۔ آپ کے والد ماجد حضرت مخدوم رحمتہ اللہ فرماتے ہیں کہ اپنے فرزند سعادت مند شیخ احمد کی ولادت کے دن میں نے دیکھا کہ حضرت خاتم مرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم بذات خود ازراہ کرم ہمارے گھر میں تشریف فرما ہوئے فرزند کی مبارکباد دی۔ حضور نبی کریم نے میرے بیٹے کو بڑی خوشی سے گود میں لے کر دائیں کان میں اذان اور بائیں کان میں تکبیر

Marfat.com

کہہ کر فرمایا کہ میرا یہ فرزند میرے تمام کمالات کا وارث اور میرا قائم مقام ہوگا اور میری امت کے دینوی اور آخروی تمام کارخانے کو سنبھالے گا یہ کلیہ قاعدہ ہے کہ ہر پیغمبر اولوالعزم ہزار سال تک خلقت کی طرف متوجہ رہتا ہے۔ بعد ازاں جب اور پیغمبر آجاتا ہے تو پھر پہلا پیغمبر بارگاہ خداوندی میں خلوت گزیں ہوتا ہے اس امت کے لئے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایک ہزار سال امت کی طرف متوجہ رہنا لازم تھا۔ اور بعد ازاں کوئی ایسا پیغمبر اولوالعزم ہوتا جو آپ کا قائم مقام ہوتا کیونکہ گزشتہ زمانے میں انبیائے کرام کی بعثت اور ہدایت کا یہی دستور چلا آیا ہے کہ بعد کا نبی پہلے نبی کے دین کی ترجمانی کرتا اور اسے مضبوط بناتا تھا۔ لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبی کا پیدا ہونا ناممکن ہے اس واسطے اس امت میں علمائے امت کو بنی اسرائیل کے انبیاء کا سا مرتبہ دیا گیا ہے تاکہ دین محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت کریں اور تقویت دیں۔ گزشتہ زمانے میں جب ہزار سال بعد کوئی اولوالعزم پیغمبر اور رسول مبعوث ہوتا تو ساتھ ہی سابقہ دین بھی جاتا رہتا۔ حق تعالیٰ اس کی بجائے کوئی اور اولوالعزم پیغمبر بھیج دیتا اور اسے نئی شریعت عنایت کرتا۔ ہزار سال بعد کوئی ایسا شخص مبعوث ہونا ضروری تھا۔ جو پیغمبر اولوالعزم کا قائم مقام اور حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا وارث کامل اور نائب اتم ہوتا اور اسی دین کو دوسرے ہزار سال میں از سر نو تازہ کرتا۔ یہی فرزند جو پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تمام کمالات کا وارث کامل ہے۔ یعنی حضرت شیخ احمد مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ کو دوسرے ہزار سال کے شروع میں ملی۔ اس واسطے دین کی تجدید اور شریعت مستقیم کو تازہ زندگی نصیب ہوئی۔

حضرت مجدد الف ثانیؒ کا بچپن

آپ لڑکپن میں کبھی ننگے نہ ہوئے۔ اگر بول و براز کے موقع پر اتفاقاً کبھی آپ کا

Marfat.com

بدن مبارک ننگا بھی ہو جاتا تو بڑی جلدی بدن کو ڈھانپ لیتے۔ جیسا کہ عام بچوں کا قاعدہ ہے کہ نجاست سے بند اور لباس کو آلودہ کر لیتے ہیں اور پڑے رہتے ہیں۔ آپ نے کبھی ایسا نہ کیا۔ آپ کبھی نہ روتے۔ چہرہ ہروقت خوش و خرم اور خنداں رہتا۔ اگر سارا دن اور ساری رات دودھ پلانے میں غفلت ہو جاتی۔ تو بھی آپ نہ روتے اور نہ دودھ مانگتے آپ ہر دلعزیز تھے۔ جو آپ کو دیکھتا۔ بے اختیار اس کے دل میں آپ کی محبت بیدار ہو جاتی۔

حضرت مجدد الف ثانیؒ کی تعلیم و تدریس

ملا بدرالدین سرہندی لکھتے ہیں کہ جب حضرت مجدد الف ثانیؒ کی عمر تعلیم کے لائق ہوئی تو آپ کو مکتب میں لایا گیا۔ آپ نے تھوڑے ہی عرصے میں قرآن شریف حفظ کر لیا اور دوسرے علوم کی تحصیل اپنے والد ماجد مخدوم عبدالاحد رحمتہ اللہ علیہ سے کی اور پھر سیالکوٹ تشریف لے گئے اور مولانا کمال کشمیری سے بعض کتابیں جن میں مولانا ممتاز تھے۔ نہایت تحقیق سے پڑھیں۔ پھر حدیث کی کتابیں شیخ خوارزی کبروی رحمتہ اللہ علیہ کے خلیفہ مولانا یعقوب کشمیری سے پڑھیں۔ یہ تمام علوم آپ نے بلوغت سے پہلے پہلے ہی حاصل کر لئے تھے۔ جب آپ علوم ظاہری کی تحصیل سے فارغ ہوئے تو اپنے والد ماجد کے حضور ہی میں طالب علموں کو پڑھانا شروع کیا۔ پھر آپ علم کی تحصیل اور تعلیم کے کام سے فارغ ہو کر عین جوانی کے شروع میں دارالخلافہ اکبر آباد کا رخ کیا۔ اس وقت اکبر بادشاہ کا پایہ تخت تھا اور اس کے دربار میں اکثر علماء نامدار موجود رہتے تھے۔ اس لئے آپ کو وہاں جانے کا اشتیاق پیدا ہوا۔ اور جب آپ تشریف لے گئے تو بادشاہ اور اس کے تمام لشکری حیران رہ گئے۔ تمام علمائے زمانہ اپنے علم کو آنجناب کے علم کے مقابلہ میں اس طرح خیال کرتے تھے۔ جیسے کہ پہاڑ کے سامنے رائی۔ بڑے فخر کے ساتھ حدیث

Marfat.com

و تفسیر کی کتابوں کی سند آنجناب سے حاصل کرنے لگے۔ آنجناب کی شاگردی پر بڑا فخر کرتے۔ اکبری لشکر کے بہت لوگ بھی آپ کی زیارت کا فخر حاصل کرتے۔ حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی پیشانی مبارک میں مقام سجدہ سے لے کر دونوں بھووں کے درمیانی مقام تک ایک سرخ لکیر ستارہ کی طرح چمکا کرتی تھی جو انجناب کی تجدید کی علامت تھی۔ آپ کے ارشاد کا سلسلہ مشرق سے مغرب تک پھیلے گا اور قیامت تک یہ فیضان جاری وساری رہے گا۔ پھر ابوالفضل اور فیضی سے حضرت مجدد الف ثانیؒ کا مناظرہ ہوا۔

حضرت مجدد الف ثانیؒ کی شادی

حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اکبر آباد سے واپس آرہے تھے تو راہ میں دہلی اور سرہند کے مابین شہر تھانیسر میں آپ کا گزر ہوا۔ وہاں کے رئیس شیخ سلطان سے ملاقات ہوئی۔ آپ بادشاہ ہند کے بڑے مقرب اور اس کی طرف سے دہلی اور لاہور کے درمیانی علاقہ کے حاکم مقرر ہوئے تھے۔ شیخ سلطان رحمتہ اللہ علیہ نے حضورؐ سرور کائنات کو خواب میں دیکھا جو شیخ صاحب کو فرماتے ہیں کہ تمہاری بیٹی آج کل عورتوں میں سب سے نیک ہے تمہاری اور بیٹی کی سعادت اسی میں ہے کہ اس کا نکاح شیخ احمد سرہندی سے جو کہ میرا فرزند اور خلیفہ اعظم ہے کر دو جب شیخ صاحب بیدار ہوئے تو حیران رہ گئے کہ وہ شیخ احمد سرہندی کون ہیں۔ دوسری بار پھر خواب میں حضورؐ نے حضرت احمد سرہندیؒ کا حلیہ مبارک بیان فرما دیا۔ جب شیخ سلطان بیدار ہوئے تو اس شخص کی تلاش کی اور حضرت نے اپنے والدین کی معرفت قبول فرما لیا۔ چنانچہ حضرت مجدد الف ثانیؒ شادی کرکے اپنے وطن مالوف میں آگئے۔

Marfat.com

خرقہ خلافت

شادی کرنے کے بعد اپنے والد بزرگوار کی خدمت میں سرہند میں ہی رہے اور باطنی کمالات کا فیضان حاصل کیا۔ جب حضرت مخدوم یعنی حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے والد ماجد کی رحلت کا وقت قریب آگیا تو آپ نے تمام بیٹوں کو بلایا اور خرقہ خلافت جو سلسلہ گنگوہی' سہروردیہ میں آباو اجداد سے حاصل تھا اور خرقہ خلافت چشتیہ جو شیخ عبدالقدوس گنگوہی رحمتہ اللہ علیہ سے حاصل کیا تھا اور خرقہ خلافت قادریہ جو شاہ کمال کیتھلی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ سے حاصل ہوا تھا۔ سب کچھ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو عنایت فرما کر اپنا قائم مقام اور جانشین قرار دیا۔

شجرہ چشتیہ

حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سلسلہ چشتیہ اپنے والد ماجد حضرت مخدوم شیخ عبدالاحد رحمتہ اللہ علیہ سے ملا۔ انہیں شیخ رکن الدین رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ سے' انہیں شیخ عبدالقدوس گنگوہی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ سے' انہیں شیخ محمد عادل رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ سے' انہیں اپنے والد شیخ احمد عبدالحق رحمتہ اللہ علیہ سے' انہیں شیخ جلال الدین پانی پتی رحمتہ اللہ علیہ سے' انہیں شیخ شمس الدین ترک پانی پتی رحمتہ اللہ علیہ سے' انہیں شیخ علاؤالدین علی احمد صابر رحمتہ اللہ علیہ سے' انہیں شیخ فریدالدین مسعود گنج شکر رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ سے۔ انہیں خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمتہ اللہ علیہ سے' انہیں معین الدین سنجری اجمیری رحمتہ اللہ علیہ سے انہیں شاہ عثمان ہارونی رحمتہ اللہ علیہ سے' انہیں شیخ حاجی شریف زندنی رحمتہ اللہ علیہ سے۔ انہیں شیخ یوسف چشتی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ سے۔ انہیں شیخ مودود چشتی رحمتہ اللہ علیہ سے انہیں شیخ ابو محمد ابدال چشتی رحمتہ اللہ علیہ سے انہیں شیخ ابو اسحاق شامی رحمتہ اللہ علیہ سے۔ انہیں شیخ علی دینوری رحمتہ اللہ تعالیٰ

Marfat.com

علیہ سے۔ انہیں شیخ ہیرہ بصری رحمتہ اللہ علیہ سے انہیں شیخ حذیفہ مرعشی رحمتہ اللہ علیہ سے۔ انہیں عبدالاحد رحمتہ اللہ علیہ سے۔ انہیں حسن بصری رحمتہ اللہ علیہ سے انہیں حضرت امیرالمومنین علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے انہیں حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہی وجہ ہے کہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ سلسلہ قادریہ' چشتیہ' سہروردیہ اور نقشبندیہ وغیرہ میں لوگوں کو مرید کرتے اور اسی واسطے آنجناب کے خلفاء آج تک مختلف سلسلوں میں لوگوں کو مرید کرتے ہیں۔

حضرت باقی باللہؒ سے ملاقات

حضرت خواجہ امکنگی کی اجازت سے حضرت خواجہ باقی باللہ سے دہلی میں ملاقات ہوئی اور پھر آپ نے سلسلہ نقشبند کے طریقے کے مطابق سلوک کی منزلیں طے کیں۔ ایک روز حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ کو خلوت میں بلا کر فرد امانت عطا کی جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بطور امانت خواجہ امکنگی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پہنچی اور خواجہ امکنگی نے حضرت خواجہ نقشبند رحمتہ اللہ کی وصیت کے مطابق حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پہنچائی۔

فلسفہ وحدت الوجود

فلسفہ وحدت الوجود امت محمدیہ کے اکثر علماء مشائخ کا مقبول نظریہ رہا ہے۔ تصوف کے کئی خانوادے اس نظریہ کے حامی رہے ہیں۔ خصوصاً حضرت محی الدین ابن عربی رحمتہ اللہ علیہ نے اس نظریہ کی ترجمانی کر کے سارے عالم اسلام کو متاثر کیا۔ آپ کے شاگردان کرام نے اس فلسفہ کی ترجمانی اور اشاعت میں بڑی بڑی گراں قدر کتابیں لکھی گئیں ہیں۔ سلسلہ نقشبندیہ (جس کے بلند قدر ترجمان خود حضرت مجدد الف ثانی ہیں) کے

Marfat.com

بیشتر مشائخ وحدت الوجود کے قائل تھے۔ مگر جس دور میں حضرت مجدد نے برصغیر میں احیائے دین اور تجدید ایمان کی ذمہ داری سنبھالی۔ اس وقت بہت سے صوفیائے کرام نے وحدت الوجود کی آڑ میں اتحاد و حول' بھگتی تحریک' حق و باطل کی یکجہتی۔ کفرو اسلام کی ہم آہنگی کو تصوف کا ایک اہم مسئلہ قرار دے دیا تھا۔ حضرت شیخ اکبر ابن عربی نے وحدت الوجود (ہمہ اوست) کو علمی انداز میں پیش کیا تھا مگر اکبری دور کے گمراہ صوفیوں نے حلول و اتحاد کی ہزاروں گمراہیوں کو منظر عام پر لا رکھا تھا۔ جس سے اسلام کی بنیادیں کھوکھلی ہو گئیں۔ ان مدعیان بے خبر نے عوام کو یہ نعرہ دیا کہ دنیا میں جو کچھ ہے۔ بس خدا ہی ہے' زمین بھی خدا' آسمان بھی خدا' شجرو حجر' نباتات و جمادات' نور و ظلمت خیرو شر' کفرو اسلام غرضیکہ ہرچیز خدا ہی خدا ہے حضرت مجددؒ نے ان گمراہ کن نظریات کے خلاف جنگ کی۔ ابن عربی کے نظریات اور صوفیائے خام کے نعروں میں امتیاز ثابت کیا آپ نے اپنے مکتوبات میں واضح کیا کہ یہ لوگ وحدت الوجود اور ہمہ اوست کے نظریہ کی غلط تعبیریں کر رہے ہیں آپ نے ان گمراہیوں کی رو کو روکنے کے لئے وحدت الشہود کی دیوار کھڑی کی جسے اہل علم نے تسلیم کیا۔ آپ نے اپنے مکتوبات میں بار بار رقص' و سرود' سماع و نغمہ کو خلاف شریعت قرار دیتے ہوئے امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے اتباع شریعت اور سنت ہی اصل دین قرار دیا۔

Marfat.com

حضرت مجدد الف ثانیؒ کے اجتہادی کارنامے

حضرت امام ابو حنیفہؒ کی تقلید

حضرت مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جب ہم امام ابو حنیفہ رحمتہ اللہ علیہ اور امام شافعی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے اجتہاد کی سیر کرتے ہیں تو میرے نزدیک دونوں مذاہب قابل عمل، لائق تقلید ہیں مگر میں حضرت امام ابو حنیفہ رحمتہ اللہ علیہ کے مذہب کو ترجیح دیتا ہوں۔

اکبر بادشاہ کا دین الٰہی

ہندوستان کا بادشاہ اکبر دین اسلام سے مرتد ہو گیا تھا اور اس نے نبوت کا دعویٰ بھی کر دیا تھا اب اس نے خدائی کا دعویٰ بھی شروع کر دیا۔ اس کے امرا لوگوں کو زبردستی لا کر سجدہ کرواتے تھے کہ بادشاہ کو خدا مانو۔ اکبر کے مرتد ہونے کا صدمہ ہر مسلمان کو ہوا۔ اہل ایمان کے دل بیٹھ گئے۔ اس قسم کے خرافات اکبر کے زمانے میں ہوئے تو مسلمان گھبرا اٹھے اس پر حضرت مجدد الف رحمتہ اللہ علیہ) نے اہل ایمان امرا کو مکتوبات لکھے اور انہیں تحریک احیائے اسلام پر آمادہ کیا۔ آخر اکبر بروز جمعرات 12 جمادی الثانی 1014ھ کو مر گیا اور اکبر کی موت کے ساتھ ہی دین الٰہی ختم ہو گیا اور اس کے ماننے والوں میں سے اکثر امرا اور سپہ سالار پہلے ہی موت کی وادی میں چلے گئے اور دین الٰہی پر ایمان عارضی تھا اکبر نے اپنے دین کا کوئی جانشین نہ بنایا۔ چنانچہ اس کا مذہب اس کے ساتھ ہی ختم ہو گیا۔ البتہ اس کے دین کی بہت سی بدعات اور رسومات ایک عرصہ تک رائج ہوئیں۔ جو حضرت مجدد الف ثانیؒ کی مسلسل کوششوں سے جہانگیر کے آخری دور میں ختم

Marfat.com

ہوئی تھیں۔ دو سال کی قید کے بعد جب آپ باہر آئے تو لوگوں میں اسلام کی حرارت پیدا ہو چکی تھی۔ آپ نے قید کے خاتمہ پر جہانگیری لشکر گاہ میں رہ امیاں مملکت اور امراء کو اسلام کی عظمت سے روشناس کرایا۔ بادشاہ جہانگیر کی اصلاح کی اور دربار کا رعب ختم کرنے کے بعد جب دوبارہ سرہند آئے تو برصغیر کا نقشہ بدل چکا تھا۔ تاریخ گواہ ہے کہ حضرت شیخ احمد سرہندیؒ ایک مجدد کی شکل میں کفر کے مقابلہ میں اسلام کا بلند پہاڑ بن کر اپنی خانقاہ میں کھڑے تھے اور جاہل صوفیا اور بے عمل علماء معاشرے کو تباہ کرنے سے پہلے تباہ ہو چکے تھے۔

حضرت مجدد الف ثانیؒ کا وصال

آپ کا وصال بروز منگل 29 صفر 1034ھ کو ہوا اور سرہند شریف میں آپ کا مزار مبارک ہے۔

اقوال اور ارشادات

1۔ گناہ کے بعد شرمندگی بھی توبہ ہی کی ایک شاخ ہے۔

2۔ جو شخص صبح و شام توبہ نہ کرے وہ ظالم ہے۔

3۔ آخرت کے کام آج ہی کرو اور دنیا کے کام کل پر چھوڑ دو۔

4۔ جب تک عقائد صحیح نہ ہوں احکام شریعت سے آگہی فائدہ مند نہیں اور جب تک یہ دونوں نہ ہوں قلب کی صفائی ممکن نہیں۔

5۔ نفس کے لئے سب سے مشکل کام شریعت کی پابندی ہے۔

6۔ بہترین احسان وہ ہے جو ہمسائے کے ساتھ کیا جائے۔

7۔ تمام مخلوقات میں انسان ہی سب سے زیادہ محتاج ہے۔

Marfat.com

8- بُرے علماء وہ ہیں جو لوگوں سے عزت کے طالب رہتے ہیں۔

9- اہل اللہ زمین والوں کے لئے امان اور زمانہ کے لئے غنیمت ہیں۔

10- اپنی حاجت پر دوسروں کی حاجت کو مقدم رکھنا ہی حقیقی کرم ہے۔

Marfat.com

ختم شریف سلسلہ عالیہ نقشبندیہ

1- درود شریف 11 بار

2- الحمد شریف 7 بار

3- سورۃ الناس 7 بار

4- سورۃ علق 7 بار

5- سورۃ اخلاص 7 بار

6- سورۃ الکافرون 7 بار

7- آیت الکرسی 7 بار

8- تیسرا کلمہ 7 بار

9- درود شریف 7 بار

10- یالطیف 129 بار

11- یاجبار 21 بار

12- نماز پنجگانہ میں وظائف

نماز فجر کے بعد

سبحان اللہ 33 بار

الحمد للہ 33 بار

اللہ اکبر 34 بار

کلمہ شہادت ایک بار

کلمہ استغفار ستر بار

اَستَغفِرُاللہَ رَبِّی مِن کُلِّ ذَنبٍ وَّاَتُوبُ اِلَیہِ

درود شریف 111 بار

درود تاج دو بار

آیت الکرسی ایک بار

نماز ظہر کے بعد

سبحان اللہ 33 بار

الحمد اللہ 33 بار

اللہ اکبر 34 بار

کلمہ شہادت ایک بار

آیت لکرسی ایک بار

کلمہ چہارم ایک بار

یَارَسُولَ اللہِ انظُر حَالَنَا 11 بار

نماز عصر

سبحان اللہ 33

الحمد اللہ 33 بار

اللہ اکبر 34 بار

درود شریف 100 بار

Marfat.com

نماز مغرب کے بعد
سبحان اللہ 33 بار
الحمد للہ 33 بار
اللہ اکبر 34 بار
کم از کم چھ نوافل
سورۃ واقعہ ایک بار
نماز عشاء کے بعد
سبحان اللہ 33 بار
الحمد للہ 33 بار
اللہ اکبر 34 بار
کلمہ شہادت ایک بار

آیت الکرسی ایک بار
کلمہ چہارم ایک بار
یَارَسُولَ اللّٰہِ انظُرحَالَنَا 11 بار
درود شریف 11 بار
آیت کریمہ 11 بار
کل شریف 3 بار
مراقبہ نفی اثبات
درود شریف خضری 12 بار
ذکر نفی اثبات 11 بار
اثبات 11 بار
اسم ذات 11 بار

Marfat.com

باب ششم

سلسلہ عالیہ چشتیہ

اس سلسلہ خاص کے متعلق یہ تعلیم اور کیفیت ہے کہ طالب صادق کو جلوہ تجلی ہوتا ہے اور شغل محبوبی میں مرید کو ہمیشہ مشغول کرا دیا جاتا ہے اور عطائے خلافت کی روحانی بیعت حاصل ہوتی ہے۔ ان کے ہاں کلمہ شہادت پڑھتے وقت الا اللہ پر خاص زور دیا جاتا ہے بلکہ وہ عموماً ان الفاظ کو ادا کرتے وقت سر اور جسم کے بالائی حصے کو ہلاتے ہیں۔ ان حضرات پر سماع کے وقت ایک وجدانی کیفیت طاری ہو جاتی ہے۔ سلسلہ عالیہ چشتیہ کا شجرہ مبارک اور بڑے بڑے بزرگوں کے نام مندرجہ ذیل ہے۔

شجرہ سلسلہ چشتیہ عالیہ مبارک

اسمائے مبارک	تاریخ ولادت	تاریخ وفات	جائے مزار
1 حضرت جناب علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہ	18 رجب 30 سال عام الفیل خانہ کعبہ میں پیدا ہوئے	21 رمضان 20ھ	کوفہ
2 حضرت خواجہ حسن بصری	11 رمضان 13ھ طائف میں پیدا ہوئے	4 ماہ محرم 110	بصرہ

Marfat.com

اسمائے مبارک	تاریخ ولادت	تاریخ وفات	جائے مزار
3 حضرت خواجہ عبدالواحد بن زیدؒ	9 شعبان 3ھ	14 صفر 177ھ	مکہ
4 حضرت خواجہ فیصل بن عیاضؒ موسیٰ	11 ذیقعدہ 7ھ کوفہ میں پیدا ہوئے	3 ربیع الاخر 187ھ	جنت المار واقعہ مکہ ومکرمہ
5 حضرت خواجہ سلطان ابراہیمؒ بن ادہم	9 شوال 110ھ بلخ میں پیدا ہوئے	22 جمادی الآخر 162ھ	کوہ جبل شام میں
6 حضرت خواجہ سدید الدینؒ حذیفہ المرعشی	13 ذالحجہ 117ھ بدخشاں میں پیدا ہوئے	14 شوال 203ھ	مرعش
7 حضرت خواجہ امین الدین سرۃ البصری	22 رجب 152 بصرہ	8 شوال 299ھ	بصرہ
8 حضرت خواجہ علو عشاد دینوری	12 رجب 194ھ کوفہ میں پیدا ہوئے	14 محرم 320ھ	دینورل
9 حضرت خواجہ ابو اسحاق شامی	17 ذلحجہ 237 دمشق میں پیدا ہوئے	14 محرم 351ھ	شام
10 حضرت خواجہ ابو احمد ابدالی	2 رجب 206ھ بدخشاں	یکم جمادی الاول 355ھ	مراز چشت
11 حضرت خواجہ محمد زاہد مقبول چشتی	22 محرم 299ھ چشت خاص	15 رجب 411ھ	چشت میں

Marfat.com

اسمائے مبارک	تاریخ ولادت	تاریخ وفات	جائے مزار
12 حضرت خواجہ ناصر الدین ابویوسف	13 شعبان 325ھ	12 رجب 469ھ	چشت میں
13 حضرت خواجہ قطب الدین	13 شعبان 409ھ سداو میں پیدا ہوئے	یکم رجب 537ھ	چشت خاص
14 حضرت خواجہ حاجی شریف زندنی	21 شعبان 453 قوام میں پیدا ہوئے۔	10 رجب 560	زنداں
15 حضرت خواجہ عثمان ہارونی	13 رمضان 500ھ ہارون میں پیدا ہوئے	4 شوال 599ھ	روبرخانہ کعبہ
16 حضرت خواجہ معین الدین چشتی	9 جمادی الآخر 522 سنجر میں پیدا ہوئے	6 ماہ رجب المرجب	اجمیر شریف
17 حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی	24 ماہ رمضان 528 روش	14 ماہ ربیع الاول 534	دہلی
18 حضرت شیخ فرید الدین گنج شکر	4 ماہ ذالحجہ 504 کھوتووال	5 محرم الحرام 664	پاک پتن
19 حضرت سید نظام الدین	12 شوال 632ھ بدایوں	17 ماہ ربیع الآخر 725	دہلی

Marfat.com

اسمائے مبارک	تاریخ ولادت	تاریخ وفات	جائے مزار
20 حضرت شیخ نصیر الدین	27 محرم 621ھ پانی پت	6 ماہ رمضان 797ھ	دہلی
21 حضرت مخدوم جہانیاں حضرت شاہ سعید جلال بخاری	23 شوال 557ھ پانی پت	13 ربیع الاول 705ھ	پانی پت
22 حضرت سید بڈھن	24 رجب 724ھ نواب گنج	13 شوال 899ھ	بہرائچ
23 حضرت شاہ درویش محمد بن قاسم	25 شوال 787	16 محرم 896	فیض آباد
24 حضرت شیخ عبدالقدوس گنگوہی	23 ماہ جمادی الآخر 842ھ ردولی شریف	23 جمادی الآخر 945ھ	گنگوہ شریف
25 حضرت شاہ جلال الدین تھانیسری	یکم ماہ رجب 887ھ دہلی شریف	16 ماہ ذوالحجہ 989	تھانیسر شریف
26 حضرت شاہ نظام الدین بلخی	12 رجب 912ھ روزن	7 رجب 1017ھ	بلخ
27 حضرت ابوسعید گنگوہی	14 شعبان 959ھ گنگوہ شریف	یکم ربیع الآخر 1043ھ	گنگوہ شریف

Marfat.com

اسمائے مبارک	تاریخ ولادت	تاریخ وفات	جائے مزار
28 حضرت شیخ محمد صادق گنگوہی	17 ربیع الاول 987ھ گنگوہ شریف	19 محرم 1053ھ	گنگوہ شریف
29 حضرت شیخ داؤد گنگوہی	25 ربیع الاخر 1025	6 ماہ رمضان 1080	گنگوہی شریف
30 حضرت شاہ ابوالمعالی	11 شوال 1025ھ سہارنپور	11 ربیع الاول 1160ھ	ان .ٹہ
31 حضرت میر محمد سعید	13 جمادی الآخر 1058ھ	5 رمضان 1169ھ	کھڑام
32 میاں غلام شاہ معصوم قطب زمانی	6 جمادی الثانی 1191 رامپور	7 جمادی الآخر 1243ھ	رام پور

Marfat.com

محبوب الٰہی حضرت نظام الدین اولیاءؒ

حضرت نظام الدین اولیاء اللہ محبوب الٰہیؒ زریں زر بفت برصغیر پاک وہند کی ایک عظیم روحانی بزرگ ہستی ہیں۔ برِصغیر پاک وہند میں دیگر اولیاء کرام کی نسبت آپؒ کو ایک اہم اور منفرد مقام حاصل ہے۔ جس طرح پاک وہند میں حضرت داتا گنج بخش علی ہجویریؒ، خواجہ معین الدین چشتی سنجری اجمیریؒ حضرت خواجہ بختیار الدین کاکی اوشیؒ حضرت بابا فرید گنج شکر مسعود علیہ الرحمتہ خواجہ بہاء الدین زکریا ملتانیؒ حضرت قطب الاقطاب جمال الدین احمد ہانسویؒ حضرت علاؤ الدین صابر پیا کلیریؒ حضرت مجدد الف ثانی شیخ سرہندیؒ حضرت قلندر لعل شہبازؒ اور حضرت شرف الدین بوعلی شاہ قلندرؒ کو برصغیر میں منفرد و مثالی مقام حاصل ہے۔ اسی طرح آپؒ بھی برصغیر کی نامور ترین بزرگ روحانی ہستی ہیں۔

حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء محبوب الٰہی کا سلسلہ نسب سید الشہداء حضرت امام حسینؓ سے جاملتا ہے۔ آپؒ کا اسم گرامی سید احمد، لقب محبوب الٰہی، سلطان المشائخ، سلطان اولیاء، سلطان السلاطین، نظام الدین اولیاء زر زریں بفت ہیں۔

ولادت باسعادت محبوب الٰہیؒ

آپؒ کے والد ماجد احمد بن دانیال وسط ایشیا بخارا سے ہجرت کر کے لاہور تشریف لائے۔ پھر یہاں سے ترک سکونت کر کے بدایوں میں سکونت پذیر ہوئے۔ اسی شہر بدایوں میں ماہ صفر 634ھ میں محبوب الٰہی کی ولادت باسعادت ہوئی۔ پانچ برس کی عمر میں والد صاحب کا سایہ سر سے اٹھ گیا۔ اپنی والدہ ماجدہ کے زیر سایہ آپؒ نے پرورش اور تعلیم و تربیت پائی۔ یہ بڑی عارفہ، زاہدہ خاتون تھیں۔ آپؒ کی ابتدائی تعلیم بدایوں کے مکتب میں ہوئی۔ آپؒ مزید تحصیل علم کے لئے اپنی والدہ کے ہمراہ دہلی تشریف لائے جو اس وقت

Marfat.com

علم و فضل، کا ہندوستان میں سب سے بڑا مرکز تھا ۔ علماء دین میں اس وقت علم و فضل کے اعتبار سے مولانا شمس الدین بہت ممتاز ہستی تھے۔ بادشاہ وقت غیاث الدین بلبن ان کا بے حد مداح اور شیدائی تھا۔ اس نے اپنے دور حکومت میں انہیں شمس الملک کا خطاب دے رکھا تھا۔ اس کے ساتھ ہی انہیں متولی ملک کے عہدے پر بھی مامور کیا ہوا تھا۔

خواجہ نظام الدین اولیاءؒ محبوب الٰہی نے آپؒ کے درس و تدریس کی شہرت سن کر بغرض تحصیل علم ان کے سامنے زانوئے تلمذ تہ کئے ۔ مولانا شمس الدین نے بھی آپؒ پر اپنی غیر معمولی توجہ مبذول فرمائی۔ آپ اپنے عزیز ترین شاگردوں کو اپنے حجرہ شریف میں بلا کر درس دیا کرتے تھے۔ چنانچہ یہ شرف عظیم ان کے تین شاگردوں حضرت قلب الدین ناقلہ، حضرت برہان الدین عبدالباقی اور حضرت خواجہ نظام الدین الیاء، محبوب الٰہی کو حاصل تھا۔

مولانا شمس الدین کا کوئی شاگرد اگر اپنی درس گاہ سے ناغہ کرتا تو آپؒ اس سے ازراہ مذاق پوچھتے کہ میری کیا خطا ہوئی تھی جو تم درس سے غیر حاضر رہے لیکن جب خواجہ نظام الدینؒ خلاف توقع درس کا ناغہ فرماتے تو استاد محترم کی بے قراری کی کوئی انتہا نہ ہوتی۔ آپؒ کے حاضر ہونے پر اطمینان کا سانس لیتے اور ارشاد فرماتے۔

بارے کم از نگہ گاہ گاہے

آئی بماکی

تم بہت ہی کم یا کبھی کبھی آکر مجھ پر نگاہ ڈالتے ہو۔

حضرت محبوب الٰہی نے مولانا کمال الدین زاہد سے "مشارق الانوار" کا درس لیا۔ مولانا کمال الدین اپنے عہد کے جید عالم، بڑے متقی اور زاہد بزرگ ہستی تھے۔ سلطان غیاث الدین بلبن نے آپؒ کے تقویٰ، پرہیزگاری، دیانت داری کمال علمی سے متاثر ہو کر انہیں اپنے پاس بلایا اور کہا کہ اگر آپؒ میری نمازوں کی امامت قبول فرمائیں تو مجھے

Marfat.com

یقین واثق ہے کہ اس امامت کی خیروبرکت سے اللہ تعالیٰ اپنی بارگاہ میں میری نمازیں قبول فرمائے گا۔ لیکن مولانا کمال الدین نے بڑی بے نیازی سے اسے جواب دیا کہ میرے پاس سوائے نماز کے اور کیا رکھا ہے۔ اسے بھی تم مجھ سے چھین لینا چاہتے ہوا۔ سلطان نے آپ کی یہ بات سن کر مولانا سے معذرت کی۔ خواجہ نظام الدین محبوب الٰہی نے ان ہی بزرگ ہستی سے علم فقہ وحدیث حاصل کیا۔ اپنے مرشد عظیم زیدہُ الا حضرت بابا فرید الدین گنج شکرؒ سے "عوارف المعارف" اور تمہید ابوشکور سالمی پڑھی۔

حضرت خواجہ نظام الدین۔ اولیاءؒ کوشفیق و محترم استاد نے تمام علوم ظاہری سے آراستہ فرما کر سند خاص عطا فرمائی۔

حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء محبوب الٰہیؒ دہلی میں مسجد بلال طشت دار کے حجرہ میں قیام پذیر تھے۔ ان کے برابر والے حجرہ میں بابا فرید الدین گنج شکرؒ کے چھوٹے بھائی نجیب الدین متوکل بھی سکونت پذیر تھے۔ حضرت محبوب الٰہی اور نجیب الدین کا موضوع گفتگو ہمیشہ حضرت بابا فرید گنج شکرؒ کی ذات گرامی ہوتی۔ آپؒ بابا صاحب سے ملنے کا غائبانہ اشتیاق رکھتے تھے۔ ایک روز نماز فجر سے پہلے موذن نے اذان سے پہلے مسجد بلال میں قرآن حکیم کی ایک آیت تلاوت کی جس کا مفہوم یہ تھا کہ

"کیا ایسا وقت نہیں آیا کہ جو لوگ ایمان لائے ہیں ان کے دل اللہ کے ذکر اور اس کی خشیت سے جُھک جائیں۔"

حضرت محبوب الٰہیؒ پر یہ سنتے ہی کیف و وجد طاری ہوگیا۔ آپ بابا فرید الدینؒ کی خدمت اقدس میں پہنچے اور آپؒ سے شرف ملاقات و قدم بوسی حاصل کیا۔ حضرت نظام الدین اولیاء پر نظر پڑتے ہی بابا صاحب نے بے ساختہ یہ شعرہ پڑھا۔"

اے آتشِ فرقت دل ہا کباب کردہ
سیلاب اشتیاق جان ہا خراب کردہ

Marfat.com

بابا فرید الدین گنج شکرؒ نے اسی وقت اپنی کلاہ مبارک اتار کر محبوب الٰہیؒ کے سرمبارک پر رکھ دی۔۔۔۔۔ اس سے بابا صاحبؒ کی حضرت محبوب الٰہی سے بے حد انس و محبت ظاہر ہوتی ہے۔

کتاب "طبقات جامی" میں حضرت خواجہ باقی باللہ علیہ الرحمتہ تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت بابا صاحبؒ اپنے جس خلیفہ کا بھی انتخاب فرماتے اس کی مزید روحانی تربیت کے لئے اپنے خلیفہ اول حضرت قطب جمال الدین احمدؒ کے سپرد فرما دیتے۔ آپؒ بابا صاحب کے خلیفہ اعظم تھے جس کو خلافت کے منصب کا اہل نہ پاتے اس کا خلافت نامہ چاک کر دیتے۔

جب بابا فرید الدین گنج شکر علیہ الرحمتہ نے سلطان المشائخ نظام الدین محبوب الٰہی کو حضرت قطب جمال الدین احمد ہانسویؒ کے یہاں بھیجا تو محبوب الٰہی یہ دیکھ کر حیران زدہ رہ گئے کہ قطب صاحب میری توقع سے بڑھ کر مجھے عزت و افتخار بخش رہے ہیں۔ حضرت نظام الدین اولیاءؒ ارشاد فرماتے ہیں کہ میں حضرت قطب صاحبؒ کے سامنے اپنے آپ کو اس محبت و سلوک اور ہمدردی کا اہل نہیں پاتا تھا۔ قطب صاحبؒ میرے ساتھ بہت محبت و شفقت سے پیش آئے۔ انہوں نے میری اس قدر ظاہری و باطنی تعلیم و تربیت فرمائی کہ شریعت اور طریقت کے تمام اسرار و رموز میری سمجھ میں آ گئے۔

کتاب الابرار چشتیہ فردوسیہ میں لکھا ہے کہ حضرت قلب جمال الدین احمد ہانسویؒ سے حضرت نظام الدین اولیاءؒ اس قدر محبت و عقیدت رکھتے تھے جو منفرد اور بے مثال نوعیت کی حامل ہے۔ دہلی سے ہانسی شریف روانہ ہونے سے پہلے حضرت نظام الدین اولیاء محبوب الٰہی نے تبرکاً مٹی کے چند ڈھیلے اور جنگل سے کچھ لکڑیاں چن کر اپنے دست مبارک سے اپنے خلیفہ محترم قطب جمال الدین احمد ہانسویؒ کی خدمت اقدس میں پیش کیں۔ قطب صاحبؒ نے اس بے نظیر و بے مثال نذرانہ کو بڑے خلوص و محبت سے

Marfat.com

قبول فرمایا اور اسے تبرک کے طور پر اپنے پاس محفوظ رکھا۔ اس کے بعد محبوب الٰہی کو مخاطب ہو کر فرمایا کہ میں تمہیں سلطان المشائخ کا لقب دیتا ہوں۔ تمہارے زیر سایہ مخلوق خدا تاقیامت راحت و آرام پائے گی اور آپ کے خلافت نامہ کی تجدید و توثیق فرما کر یہ شعر بھی آپؒ کے خلافت نامہ پر تحریر فرمایا:

ہزاروں درود ہزاروں سپاس
کہ گوہر سپردم بہ گوہر شناس

شیخ فرید کی خدمت میں حاضری اور نوازش

حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء محبوب الٰہی' حضرت خواجہ فرید الدین گنج شکرؒ سے فیوض و برکات' خرقہ خلافت اور بیعت کے بعد تین مرتبہ پاک پتن شریف حاضر ہوئے۔ پہلی بار خلافت عظمیٰ کی نعمت سے مرشد عظیم نے سرفراز فرمایا۔ دوسری مرتبہ شیخ الاسلام فرید الدینؒ نے بروز جمعہ بعد نماز جمعہ آپ کو طلب فرما کر اپنا لعاب دہن حضرت محبوب الٰہی کے منہ مبارک میں ڈالا۔ حفظ قرآن مجید کی وصیت فرمائی۔ اس کے بعد مرشد کبیر نے ارشاد فرمایا:

"خدا نے دین و دنیا کی تمام نعمتیں تمہیں عطا کر دی ہیں۔"

اس کے بعد آپؒ کو دہلی روانہ فرمایا۔

تیسری مرتبہ حضرت محبوب الٰہی نے اپنے پیرو مرشد حضرت شیخ فریدؒ کی خدمت میں یہ دعا کرنے کی عرض پیش کی کہ مجھے اللہ تعالیٰ کی مخلوق کی راہنمائی کے لئے دربدر نہ پھرنا پڑے۔ یہ درخواست قبول کر کے بابا صاحبؒ نے آپ کے لئے دعا فرما دی۔

ایک موقع پر شیخ فریدؒ نے اپنے مرید اور خلیفہ محبوب الٰہی کو مخاطب کر کے ارشاد فرمایا کہ میں نے اللہ تعالیٰ سے تمہارے لئے تھوڑی سی دنیا مانگ لی ہے۔۔۔ حضرت

Marfat.com

محبوب الٰہیؒ ارشاد فرماتے ہیں کہ میں یہ سن کر بڑا فکرمند ہوا کہ بڑے بڑے لوگ دنیا کے سبب سے فتنہ وفساد میں پڑ گئے میرا کیا حال ہوگا شیخ فرید اس کیفیت کو فوراً ہی بھانپ گئے اور ارشاد فرمایا کہ تم فتنہ میں مبتلا نہیں ہو گے۔ خاطر جمع رکھو۔ اب مجھے کچھ اطمینان قلب محسوس ہوا۔

شیخ فریدؒ کا وصال

حضرت محبوب الٰہی ارشاد فرماتے ہیں کہ میں اپنے شیخ طریقت کے وصال سے تین ماہ قبل پاک پٹن شریف گیا۔ 5 محرم الحرام کو میرے شیخ کبیر نے وفات پائی اور شوال کے مہینے میں مجھے شیخ طریقت نے دہلی بھیج دیا۔ شیخ محترم کی علالت کی ابتدا ہو چکی تھی۔ رمضان کا مہینہ تھا۔ بابا فریدؒ کی بیماری کی وجہ سے روزہ رکھنے کی سکت نہیں رکھتے تھے۔ ایک روز کہیں سے خربوزہ دستیاب ہوا۔ میں نے خربوزہ کاٹ کر شیخ کے سامنے رکھا۔ شیخ نے تناول فرما کر ایک قاش مجھے عطا فرما دی۔ میرے دل میں معاً یہ خیال آیا کہ یہ دولت مجھے اب کب میسر آسکے گی کہ اپنے دست مبارک سے مجھے عنایت فرما رہے ہیں میں تو اب کھالوں۔ اس کے بعد مسلسل دو ماہ روزے رکھ کر فرض توڑنے کا کفارہ ادا کروں گا۔ شیخ فریدؒ نے میری دلی کیفیت اور جذباتی کشمکش کو سمجھ کر فوراً ارشاد فرمایا کہ شریعت محمدی مجھے تو اس بات کی اجازت دیتی ہے تمہارے لئے یہ بات کسی طرح بھی جائز نہیں۔

حضرت خواجہ نظام الٰہیؒ ارشاد فرماتے ہیں کہ میرے شیخ طریقت بابا فرید الدین نے بقول ان مریدین کے جو وقت آخر آپؒ کے سرہانے موجود تھے' انتقال کے وقت بار بار مجھے یاد فرمایا۔ آپؒ بار بار یہی کہتے رہے کہ میرے نظام الدینؒ تو اس وقت دہلی میں ہیں۔ آپؒ حالت نزع میں یہ ارشاد بھی فرما رہے تھے کہ میں بھی اپنے پیرو مرشد شیخ طریقت حضرت قطب الدین بختیار کاکی اوشیؒ کی رحلت کے وقت دہلی میں ان کی خدمت میں حاضر

Marfat.com

نہ تھا۔ میں اس وقت اپنے پیرو مرشد کے حکم کے مطابق قطب جمال الدین احمدؒ کی روحانی تعلیم و تربیت میں ہانسی شریف میں مصروف کار تھا۔

فوائد لفوائد کے مطابق یہ تذکرہ فرماتے وقت محبوب الٰہی پر ایسا گریہ اور رقت طاری ہو گئی کہ تمام حاضرین کے دل بھی اس سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکے۔

وفات کے بعد محبوب الٰہی پاک پٹن تشریف لائے۔ مولانا بدر الدین اسحٰق نے شیخ طریقت بابا فریدؒ کی وصیت کے مطابق جامہ مبارک' مصلی اور عصاء شریف خواجہ نظام الدین اولیاء کے سپرد فرما دیا۔ جو محبوب الٰہی کو دینے کے لئے بابا صاحبؒ نے ان کے حوالے کیا تھا۔

دہلی میں سلسلہ رشد و ہدایت

حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء محبوب الٰہی کو اپنے مرشد عظیم کی طرف سے دہلی کی روحانی خلافت حاصل ہوئی تھی۔ آپ دہلی میں لوگوں کو رشد و ہدایت' پند و نصائح سے سرفراز فرمانے لگے۔ آپ نے اپنے مرشد عظیم بابا فرید اور محسن عظیم حضرت قطب جمال الدین احمد ہانسویؒ کی صحبت بابرکت سے دینی دنیاوی' روحانی فیوض و برکات اور کمالات حسن سلوک حاصل فرمایا تھا۔ آپ اپنے حاصل کردہ ان روحانی و باطنی علوم کی استعداد اور اہمیت بڑھانے کے لئے ہمیشہ سخت ترین مجاہدات اور عبادت ریاضت میں مصروف رہے۔ اس وقت دہلی کی اخلاقی و سماجی حالت بد سے بدتر ہو چکی تھی۔ عوام و خواص خدا کو بھول کر فسق و فجور اور بدترین برائیوں اور گمراہیوں میں مبتلا ہو چکے تھے۔ امرائے سلطنت' عمائدین حکومت روسا دہلی مال و زر کی کثرت کی وجہ سے برائیوں کے عمیق گڑھوں میں کر سسک رہے تھے۔ آپ کی تعلیمات مقدسہ اور تبلیغ اسلام کی وجہ سے یہ لوگ گمراہی سے تائب ہو کر صراط مستقیم پر آنے لگے۔ دینی و

Marfat.com

مذہبی رونقیں دوبارہ بحال ہونے لگیں۔ دہلی کے درودیوار سے اطاعت خدا اور رسول کا جذبہ دوبارہ نمایاں ہونے لگا۔

حضرت محبوبِ الٰہیؒ کے مریدین و خلفاء

حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء محبوب الٰہی سے سلسلہ طریقت نظامیہ جاری ہوا۔ آپ نے اپنے مرشد عظیم بابا فرید الدین گنج شکر اور محسن حضرت قطب جمال الدین احمد ہانسویؒ کی روحانی سنت کی ابتدا میں ان کی زندگی میں کسی کو بھی اپنا مرید' خلیفہ یا جانشین منتخب نہیں فرمایا۔ ان کے بعد جو آپ کے مرید و خلیفہ ہوئے ان کی فہرست طویل ترین ہے لیکن ان میں سے خاص خاص خلفاء کرام کے اسمائے گرامی یہ ہیں۔

(1) حضرت شیخ نصیر الدین چراغ دہلویؒ۔

(2) حضرت امیر خسروؒ دہلوی۔

(3) حضرت شیخ برہان الدین صوفی ہانسویؒ فرزند حضرت قطب جمال الدین احمد ہانسویؒ۔

(4) شیخ قطب الدین منور ہانسویؒ پوتے قطب جمال الدین ہانسویؒ

(5) حضرت شیخ حسام الدین ملتانیؒ پاک پٹن۔

(6) حضرت شیخ برہان الدین غریبؒ دیوگری۔

(7) حضرت شیخ حسام الدین سوختہؒ سانبھر۔

(8) شیخ اخی سراج الدینؒ مالدہ۔

(9) حضرت خواجہ شمس الدینؒ وہاڑی مظفر آباد۔

(10) حضرت شیخ شرف الدین بوعلی شاہ قلندرؒ پانی پتی

(11) حضرت شیخ منتخب الدین خلا آباد کے قابل ذکر بزرگ ترین روحانی ہستیاں ہیں۔

حضرت خواجہ محبوب الٰہیؒ کی درگاہ شریف دہلی کے سجادہ نشین، خواجہ حسن نظامی

Marfat.com

علیہ الرحمتہ کے ایک قول کے مطابق چین میں بھی خواجہ صاحبؒ کے ایک مرید خواجہ سلار ہین ین نامی گزرے ہیں۔ انہوں نے محبوب الٰہی سے خلافت نظامیہ اور اجازت بیعت حاصل کر کے ملک چین میں سلسلہ طریقت نظامیہ کی داغ بیل ڈالی اور چین میں ترقی و ترویج اسلام کے علاوہ سلسلہ نظامیہ کو اس خطہ ارض میں جاری و ساری کیا۔ اللہ تعالٰی نے سلسلہ عالیہ چشتیہ کے اس فرزند عظیم محبوب الٰہی کو اتنی عزت و عظمت اور سر بلندی بخشی کہ محبوب الٰہی کا لقب مبارک آپ ہی کے شایان شان ہے۔

حضرت امیر خسرو سے والہانہ لگاؤ

آپ کے مریدوں میں سے حضرت امیر خسرو علیہ الرحمتہ نے بڑی عزت، شہرت اور مقبولیت پائی۔ حضرت امیر خسروؒ اپنے پیرو مرشد حضرت محبوب الٰہی سے بڑی محبت و عقیدت رکھتے تھے۔ عشق و وارفتگی اور والہانہ لگاؤ کی اس سے بڑھ کر مثال ملنا مشکل ہے۔ حضرت محبوب الٰہیؒ بھی اپنے چہیتے مرید اور خلیفہ حضرت امیر خسرو علیہ الرحمتہ کو بڑی محبت اور قدرو منزلت کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔ اور ان سے والہانہ محبت رکھتے تھے۔

حضرت امیر خسروؒ اپنے پیرو مرشد کے لئے زیادہ تر اس شعر کو پڑھا کرتے:

○ تو شبانہ می نمائی بہ برکہ بودی امشب

○ کہ ہنوز چشم مستت اثر خمار دارد

سلطان علاؤ الدین خلجی اپنے دور کا سب سے عظیم اور سکندر ثانی ہندوستان کا بادشاہ مانا گیا ہے۔ اپنے چچا جلال الدین خلجی کی سبکدوشی کے بعد ہندوستان کا حکمران بنا۔ شروع میں یہ حضرت خواجہ محبوب الٰہیؒ سے کوئی خاص محبت و عقیدت اور لگاؤ نہ رکھتا تھا لیکن رفتہ رفتہ آپؒ کی عظمت و بزرگی کا قائل ہو تا گیا۔ بعض لوگوں نے بادشاہ وقت کو آپؒ سے بدگمان کرنے کی ہر ممکن کوشش کی۔ ان کی مقبولیت اور شہرت کو

Marfat.com

اس کی حکومت اور سلطنت کے لئے خطرہ بتایا۔ سلطان وقت نے ان باتوں کو ذہن نشین کرتے ہوئے امتحاناً" ایک عرضداشت اپنے بیٹے اور ولی عہد کے ہاتھوں آپؒ کی خدمت میں ارسال کی۔ جس میں آپؒ سے امور سلطنت میں حصہ لینے اور پندو نصائح کی درخواست کی گئی تھی۔ خضر خان نے یہ خط حضرت محبوب الٰہیؒ کی خدمت میں پیش کیا۔ آپؒ نے یہ خط دیکھتے ہی حاضرین مجلس کے سامنے خضر خان سے فرمایا کہ ہم سلطان کے لئے دعا کرتے ہیں۔ درویشوں کا امور سلطنت یا بادشاہوں سے کیا واسطہ--- میں ایک درویش آدمی ہوں شہر دہلی کے ایک گوشہ میں رہتا ہوں اور تمام مسلمانوں اور بادشاہ کے لئے دعا گوئی میں مصروف رہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ انہیں صراط مستقیم پر چلنے کی توفیق بخشے۔ اگر بادشاہ وقت کو مجھ پر کوئی اعتراض ہے تو میں یہاں سے بھی چلا جاتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ کی زمین بڑی وسیع و عریض ہے۔

بادشاہ وقت اپنے ولی عہد خضر خان کی معرفت آپؒ کے اس جواب سے بہت خوش ہوا اور کہا کہ میں اچھی طرح جانتا اور سمجھتا تھا کہ حضرت محبوب الٰہیؒ کو امور سلطنت اور سیاست سے کوئی دلچسپی اور سروکار نہیں لیکن میرے بدخواہ یہ چاہتے تھے کہ مردِ حق سے لڑا کر مجھے اور میری سلطنت کو تباہ و برباد کردیا جائے۔

سلطان قطب الدین کی مخالفت اور اس کا انجام

سلطان علاؤالدین خلجی کے بعد اس کا بیٹا خضر خان وارث تخت ہندوستان تھا۔ لیکن اس کے دوسرے بیٹے نے اسے تاج و تخت سے محروم کرکے اقتدار پر خود قبضہ کرلیا۔

خضر خان محبوب الٰہیؒ سے محبت و عقیدت رکھنے کے علاوہ ان کا مرید بھی تھا اور آنے والے وقت میں ولی عہد سلطنت بھی۔ اسی لئے قطب الدین مبارک شاہ، خضر خان سے ناراض ہونے کے ساتھ ساتھ حضرت نظام الدین اولیاء سے بھی بدگمان رہتا تھا۔

Marfat.com

اس نے ایک جامع مسجد تعمیر کرائی اور شہر دہلی کے تمام علماء و مشائخین کو حکم جاری کر دیا کہ اسی میں نماز جمعہ ادا کریں۔ سلطان المشائخ نے یہ سن کر کہلا بھیجا کہ ہمارا حق ہماری قریبی مسجد پر زیادہ ہے میں تمہارے حکم کی تعمیل ہرگز نہ کروں گا اور میں اپنی مسجد میں نماز ادا کرتا رہوں گا۔

اس کے ساتھ ہی چند زر خرید مشاہیران دہلی ہر قمری مہینہ کی اول جمعرات دربار شاہی میں حاضری دے کر سلام عرض کرتے اور اپنے اپنے نذرانے پیش کرتے تھے۔ سلطان المشائخ محبوب الٰہیؒ ان تقریبات میں بھی کبھی شریک نہ ہوئے۔ اس رسم کی ادائیگی کے لئے اپنے خادم خاص اقبال کو بھیج دیتے۔

ان تمام باتوں سے ناراض اور دل گرفتہ ہو کر اس نے اپنے امراء و روساء کے نام ایک شاہی فرمان جاری کر دیا کہ آئندہ کوئی شیخ نظام الدین کی زیارت کے لئے غیاث پور ہرگز نہ جائے۔ اس کے ساتھ ہی یہ حکم بھی جاری کیا کہ جو شیخ محبوب الٰہیؒ کا سر اقدس میری خدمت میں پیش کرے گا اسے میں انعام و اکرام سے نوازوں گا۔

بادشاہ وقت آپؒ سے اس قدر ناراض اور نالاں تھا کہ اگر کبھی راہ میں اتفاقیہ اس کا آمنا سامنا بھی ہو جائے تو آپؒ کے سلام کا جواب دینا بھی اسے گوارہ نہ تھا۔

ایسے واقعات اس کے چار سالہ دور میں میں کئی بار ظہور پذیر ہو چکے تھے بالآخر اس نے اعلان کرا دیا کہ اگر اس نوچندی جمعرات کو آپؒ دربار شاہی میں حاضر نہ ہوئے تو میں دربار شاہی میں انہیں زبردستی بلا کر ان کے قتل کا فرمان جاری کر دوں گا۔ یہ نازک ترین وقت آنے سے پہلے اللہ تعالیٰ نے محبوب الٰہی کو اپنے حفظ و امان میں لیکر اس کے غرور و تکبر کو خسرو خان کے ہاتھوں سرنگوں کر دیا۔ خسرو خان نے اسے گرفتار کر کے اس کا سر تن سے جدا کر دیا۔

Marfat.com

قربِ سفرِ آخرت

حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء محبوب الٰہی کی عمر مبارک اسّی سال سے متجاوز ہونے لگی تو آخرت کے آثار نمایاں ہونے لگے۔ ایک روز خود ہی ارشاد فرمایا کہ مجھے خواب میں ہادی برحق، سرور عالم، نور الہدیٰ، احمد مجتبیٰ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نصیب ہوئی ہے۔ آپؐ عالم رویا میں ارشاد فرما رہے ہیں کہ نظام الدین ہمیں تم سے ملنے کا بے حد اشتیاق ہے۔

آپؒ کے وصال سے چالیس روز قبل آپؒ پر استغراق اور تحیر کی کیفیت طاری ہو گئی تھی۔ چھوٹے سلطان جی امیر خسروؒ آپ کی وفات کی تفصیل کچھ اس طرح بیان کرتے ہیں کہ بروز جمعہ سلطان المشائخ پر ایک عجیب کیفیت طاری تھی نورِ تجلّی سے آپ کا باطن منور معلوم ہوتا تھا۔ نماز کے دوران بار بار سجدے فرماتے۔ اسی حالت تحیر میں اپنے گھر تشریف لائے۔ مگر گریہ میں ترقی ہوتی چلی گئی۔

ارشاد ہوتا کہ دوست کو دوست کے وعدے کا پاس ہے۔ اسی حالت میں دریافت فرماتے کہ کیا نماز کا وقت ہوگیا ہے؟ اور کیا میں نماز ادا کر چکا ہوں؟ ہر نماز کو کئی بار ادا فرماتے۔

جتنے دن زندہ رہے یہ دو باتیں دریافت فرماتے کہ کیا ہم نماز ادا کر چکے؟

اپنی وفات سے چالیس یوم پیشتر ہی اپنے سفر آخرت کی تیاری مکمل کر لی۔ کسی عقیدت مند نے آپ کی خدمت اقدس میں عرض پیش کی کہ آنجناب نے کھانا پینا قطعی ترک کر دیا ہے اس کا نتیجہ کمزوری اور نقاہت کے سوا اور کیا نکلے گا۔ یہ سن کر ارشاد فرمایا کہ مجھے رسالتمآب محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے ملنے کا بیحد اشتیاق ہے اس لئے مجھے کھانے پینے سے قطعی کوئی دلچسپی باقی نہیں رہی۔ الغرض چالیس روز تک خورد ونوش پر کوئی توجہ نہ دی اور نہ ہی کسی سے زیادہ بات کی۔

Marfat.com

آخر بروز بدھ 18 ربیع الآخر 725ھ کو عشاء کے بعد زہد و عبادت، حقیقت و معرفت اور رشد وہدایت کا یہ سورج غروب ہوگیا لیکن اس کی تب و تاب آج بھی تمام دنیائے اسلام کو اپنی روحانی شعاعوں سے جگمگا رہی ہے۔ آپ سے چشمہ فیض و برکت بستی نظام الدین اولیاءؒ میں آج بھی جاری ہے۔

آپؒ کی نماز جنازہ شیخ الاسلام شاہ رکن عالم ملتانی قدس سرہ العزیز فرزند شیخ المسلمین حضرت خواجہ بہاؤ الدین زکریا ملتانی علیہ الرحمتہ نے پڑھائی نماز کے بعد شیخ الاسلام رکن عالم شاہؒ نے ارشاد فرمایا کہ مجھ پر یہ راز قدرت آپؒ کی وفات کے بعد عیاں ہوا کہ میرا چار سال تک دہلی میں ٹھہرنے کا سبب کیا تھا۔ مشیت ایزدی اسی میں تھی کہ میں آپؒ کی نماز جنازہ پڑھانے کا شرف و اعزاز حاصل کروں۔

آپؒ کی ساری زندگی تجرد کے عالم میں گزری۔ اس لئے آپؒ کی کوئی اولاد نہ تھی۔

آپؒ کا روحانی سلسلہ سارے ہندوستان میں پھیلا اس کا پھیلاؤ اور وسعت آج بھی جاری ہے۔ سلسلہ طریقت جمالیہ بھی آپؒ ہی کی ایک شاخ ہے جو سلسلہ نظامیہ کے پہلو در پہلو سلسلہ چشتیہ کی کھیتی کو سیراب رکھے ہوئے ہے اللہ ہمیں اپنے بزرگان دین کے نقش قدم پر چلنے اور ان کے مشن کو پورا کرنے کی توفیق بخشے آمین

اقوال اور ارشادات

1۔ عاقل وہ ہے جو پیش آنے والے سفر کا توشہ تیار کرے۔

2۔ پیر کو مرید سے کوئی طمع نہ رکھنی چاہئے

3۔ سماع میں وجد لانے والے کے متعلق ارشاد تھا کہ جو کوئلہ انگیٹھی میں اچھلتا ہے۔ نکال کر پھینک دیا جاتا ہے۔

4۔ دعا کے وقت مصیبت کا خیال نہیں کرنا چاہئے۔

Marfat.com

5۔ سلامتی ایمان کی علامت وقت وفات چہرہ کا زرد ہونا ہے۔

6۔ سورۃ فاتحہ بسم اللہ کی میم ملا کر پڑھنی حل المشکلات ہے۔

7۔ یا اللہ یا رحمٰن یا رحیم پڑھنا رنج وبلا سے نجات دیتا ہے۔

ختم شریف سلسلہ چشتیہ عالیہ

1۔ درُود شریف 11 بار

2۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم 360 بار

3۔ سُورۃ بقرہ پہلا رکوع ایک بار

4۔ سُورت فاتحہ 360 بار

5۔ سُورت الم نشرح 360 بار

6۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ 360

7۔ آیت کریمہ 360

8۔ درود شریف 11 بار

9۔ بلغ العلی بکمالہ 360 بار

10۔ ختم چشتیہ

11۔ ایک بار شجرہ مبارک

12۔ دعا کریں

Marfat.com

باب ہفتم

سلسلہ عالیہ قادریہ غوثیہ

اس سلسلہ عالیہ میں یہ تعلیم ہے کہ طالب حق سے جہاد نفس کراتے ہیں اور 4 مہینے 27 روز میں طالب سالک کو تعلیم مکمل کروانے کے بعد طالب مولا واصل مرشد کو قلب منور کر دیا جاتا ہے۔ اس سلسلہ میں درود شریف کو بڑی اہمیت دی جاتی ہے۔ ان کے عمل میں ذکر خفی اور ذکر جلی دونوں اکثر حضرات کثرت سے کرتے ہیں۔ سلسلہ قادریہ غوثیہ کا شجرہ مبارک اور بڑے بڑے بزرگوں کے اسمائے گرامی مندرجہ ذیل نام ہیں۔

شجرہ عالیہ سلسلہ قادریہ غوثیہ مبارک

اسمائے مبارک	تاریخ ولادت	تاریخ وفات	جائے مزار
1 حضرت علی کرم اللہ وجہہ	18 رجب 30 سال عام الفیل خانہ کعبہ	21 رمضان 40	کوفہ میں
2 حضرت امام حسین	5 شعبان 4ھ مدینہ میں پیدا ہوئے	10 محرم 61ھ	کربلا میں

Marfat.com

اسمائے مبارک	تاریخ ولادت	تاریخ وفات	جائے مزار
3 حضرت امام زین العابدین	9 ماہ شعبان 38ھ بروز جمعہ مدینہ طیبہ میں پیدا ہوئے	8 محرم الحرام 94ھ جنت البقیع میں دفن ہوئے	جنت البقیع
4 حضرت امام محمد باقر	3 صفر 57ھ بروز جمعہ مدینہ طیبہ پیدا ہوئے	7 رجب 148ھ	جنت البقیع
5 حضرت امام جعفر صادق	8 ربیع الاول 82ھ مدینہ منورہ پیدا ہوئے	15 رجب 148ھ	جنت البقیع
6 حضرت امام موسیٰ کاظم	9 ماہ صفر 128ھ مدینہ منورہ پیدا	5 رجب 183 بغداد شریف	بغداد شریف
7 حضرت امام موسیٰ علی رضا	11 ربیع الاول 153ھ مدینہ منورہ پیدا ہوئے	21 رمضان 203ھ مشہد وفات	مشہد
8 حضرت شیخ اسد الدین کرخی	12 شوال 143ھ تونس پیدا ہوئے	2 محرم 200ھ بغداد شریف	بغداد شریف
9 حضرت شیخ سری سقطی	22 محرم 106ھ بعبک پیدا ہوئے	3 رمضان 250ھ بغداد	بغداد

Marfat.com

اسمائے مبارک	تاریخ ولادت	تاریخ وفات	جائے مزار
10 حضرت شیخ سیدہ ابوالقاسم جنید	11 شعبان 157ھ کوفہ میں	5 ربیع الاول 335 بغداد	بغداد
11 حضرت شیخ ابوبکر شبلی	22 شوال 211ھ دمشق میں پیدا ہوئے	26 ذالحجہ 334 بغداد شریف	بغداد
12 حضرت شیخ عبدالواحد بن عبدالعزیز	22 رجب 227ھ یمن میں پیدا ہوئے	9 جمادی الاصفر 425 بغداد	بغداد
13 حضرت شیخ علاؤالدین	27 شوال 209 حب میں پیدا ہوئے	5 محرم 461ھ طرطوس میں	طرطوس
14 حضرت ابوالحسن علی بن یوسف	22 شعبان 242ھ فروجی ہنکار میں پیدا	25 محرم 486ھ ہنکار شریف	ہنکار شریف
15 حضرت ابوسید مبارک ابن علی	12 رجب 403 ہنکار شریف میں پیدا ہوئے	11 ربیع الثانی 513ھ واسط	واسط
16 حضرت قطب ربانی سید عبدالقادر جیلانی	یکم رمضان 471ھ گیلان میں پیدا ہوئے	17 ربیع الثانی 571ھ	بغداد شریف

Marfat.com

اسمائے مبارک	تاریخ ولادت	تاریخ وفات	جائے مزار
17 سید شاہ عبدالرزاق رحمتہ اللہ	14 جب 537ھ بغداد میں پیدا ہوئے	17 ربیع الاول 654ھ	بغداد شریف
18 سید شاہ شرف الدین رحمتہ اللہ	21 رمضان 630ھ بخارا میں پیدا ہوئے	16 شعبان 711ھ	بغداد شریف
19 سید شاہ عبدالوہاب رحمتہ اللہ	14 ربیع الآخر 657ھ اصفہان	18 شعبان 799ھ	ببوع
20 حضرت سید شاہ بہاؤالدین رحمتہ اللہ	17 رمضان 617ھ قندہار میں پیدا ہوئے	18 رمضان 802ھ	قنور نمنی
21 حضرت سید شاہ عقیل	12 شعبان 699 سمرقند میں پیدا ہوئے	14 رمضان 842ھ	بخارا
22 حضرت شاہ شمس الدین صحرائی	17 رمضان 798 فیروز آباد	18ربیع الاوّل 899	سمرقند
23 حضرت سید شاہ گدا رحمٰن بن سید ابو الفضل	11 رجب 812ھ کشمیر میں پیدا ہوئے	14 جمادی الاول 898	کشمیر

Marfat.com

اسمائے مبارک	تاریخ ولادت	تاریخ وفات	جائے مزار
24 حضرت سید شاہ شمس الدین عارف	16 جمادی الثانی 834ھ پشاور	2 صفر 994ھ	طرستان
25 حضرت سید شاہ فضیل	14 صفر 871ھ	17 محرم 999ھ	حیدر آباد
26 حضرت سید شاہ کمیل کتکی	3 رجب 889 کتک	12 شعبان 1003	ملتان موضع کتل
27 سید شاہ اسکندر	16 شعبان 903ھ	27 رجب 1033	ملتان

Marfat.com

پیران پیر سید عبدالقادر جیلانیؒ

پیران پیر محبوب سبحانی سیدنا ابو محمد محی الدین شیخ عبدالقادر جیلانی رحمتہ اللہ علیہ تمام عالم اسلام اولیاء، صوفیا کرام میں اس عظمت و بزرگی کے حامل ہیں جس کی کوئی دوسری مثال روئے زمین پر مشکل ہے۔ حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبندیؒ نے آپؒ کو شاندار الفاظ میں اپنا خراج اخوت و محبت پیش کیا ہے۔ ان کا یہ قطعہ آج بھی ان کے سرہانے لوح مبارک پر کندہ ہے۔

پادشاہ ہر دو عالم شاہ عبدالقادر است
سرور اولاد آدمؑ شاہ عبدالقادر است
آفتاب و ماہتاب و عرش و کرسی و قلم
نور قلب از نور اعظم شاہ عبدالقادر است

امام اولیاء حضور غوث الاعظم دستگیرؒ نے اسلام کی اشاعت اور ترقی و ترویج میں وہ کارہائے نمایاں سرانجام دیئے ہیں جنہیں تاریخ اور امت مسلمہ تا قیامت یاد رکھے گی۔ ہر مسلک کے مسلمان دین اسلام کے لئے آپؒ کی ان بیش بہا خدمات کو سراہتے اور ولی برحق مانتے ہیں۔ اکابرین ملت اسلامیہ صوفیا و مشائخ اور بزرگان دین نے آپؒ کی عظمت و بزرگی کے سامنے سر تسلیم خم کیا ہے۔ تمام عالم اسلام میں عوام و خواص سب ہی آپ کو کمال محبت و عقیدت سے چاہتے تھے آپؒ اپنے دور میں دلوں پر حکمرانی کرتے تھے۔ آج بھی ہر کس و ناکس کے دلوں پر آپؒ کی روحانی حاکمیت قائم و دائم ہے۔ انشاء اللہ العزیز سرچشمہ فیض و برکت تا قیامت جاری و ساری رہے گا۔ آپؒ کو یہ روحانی فیض و عظمت سرکار دو عالم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت علی مرتضیٰؓ سے براہ راست حاصل ہوا ہے۔ جو عظمت و فضیلت آقائے نامدار حضرت محمد مصطفیٰ صلی علیہ وسلم، تمام

Marfat.com

انبیاء کرام پر حاصل ہے اسی طرح آپؒ تمام روئے زمین کے اولیاء کرام پر اپنی عظمت وبزرگی میں ان کے امام کہلانے کے بجا طور پر مستحق ہیں۔ آپؒ کے اس حق کو دنیا کا کوئی ولی اللہ آج تک چیلنج نہیں کر سکا۔

حضرت جنید بغدادی کا مراقبہ

سید الطائفہ شیخ المشائخ جنید بغدادیؒ مراقبہ میں منہمک تھے کہ اچانک استغراق ٹوٹ گیا آنکھیں کھولیں اور سر اٹھا کر فرمایا۔۔۔

"اس کا قدم میری گردن پر' اس کا قدم میری گردن پر۔" یہ کہہ کر وہ دوبارہ عالم استغراق میں چلے گئے۔

"یا شیخ! مراقبہ کے دوران آپ نے جو الفاظ کہے ہیں ان کی کیا حقیقت ہے؟" کسی نے پوچھا۔

حضرت جنیدؒ نے بتایا۔

"میں نے عالم مکاشفہ میں دیکھا ہے کہ پانچویں صدی ہجری کے آخر میں ایک عظیم روحانی ہستی اس عالم آب و گل میں ظاہر ہو گی میں نے جب اس کے علم و آگاہی کے اعلیٰ ترین مراتب کو دیکھا اور اس کی عظمت و رفعت کا مشاہدہ کیا تو میں نے یہ بھی دیکھا کہ وہ عطائے الٰہی اور تقرب خداوندی سے سرشار ہو کر کہیں گے۔

"میرا قدم تمام اولیاء اللہ کی گردنوں پر ہے۔" چنانچہ میں نے اس بات کے جواب میں اقرار کیا ہے کہ ان کا قدم میری گردن پر ہے۔"

پوچھنے والے نے سوال کیا؟

"اگر مناسب ہو تو یہ بھی بتا دیجئے کہ ان کا نام کیا ہو گا۔ اور وہ کہاں جلوہ افروز ہوں گے؟"

Marfat.com

حضرت جنیدؒ نے فرمایا۔

"ان کی ولادت جیلان میں ہوگی اور وہ بغداد میں سکونت اختیار کریں گے۔ ان کا نام عبدالقادر ہوگا۔ یہ الفاظ حضرت جنید بغدادیؒ نے شیخ عبدالقادرؒ کی پیدائش سے دو سو سال پہلے کہے تھے پھر جوں جوں 470ھ کا زمانہ قریب آتا گیا اولیاء اللہ کی بشارتوں میں اضافہ ہونے لگا جس طرح سورج طلوع ہونے سے پہلے سرخی افق پر نمودار ہوتی ہے اور دیکھنے والے سورج کی آمد سے باخبر ہوجاتے ہیں اس طرح صاحبان نظر کی بصیرت معرفت وروحانیت کے افق پر آفتاب ولایت کے طلوع ہونے کا وقت قریب دیکھ رہی تھیں۔

حضرت ابو عبداللہ علیؒ نے شیخ عبدالقادرؒ کی پیدائش سے کئی سال پہلے بتایا کہ جلد ہی سرزمین عراق میں اللہ کے ایک خاص بندے کا ظہور ہونے والا ہے جس کا نام عبدالقادر ہوگا اللہ نے اسے تمام اولیاء اللہ کا سرتاج بنایا ہے۔

اسی طرح حضرت جلیل بلخیؒ اپنی مجلس میں گفتگو کر رہے تھے کہ ان پر کشفی حالت طاری ہوئی اور انہوں نے فرمایا۔

"پانچویں صدی ہجری کے آخر میں اللہ کا ایک برگزیدہ بندہ عراق کی سرزمین پر جلوہ افروز ہوگا۔ دین حق کو اس کے دم سے فروغ ہوگا اور وہ تمام اولیاء اللہ اور اقطاب کا سردار ہوگا۔"

حالات زندگی

شیخ عبدالقادرؒ نے اس دنیا میں زیادہ دن نہ گزارے تھے کہ ان کے والد اس جہاں سے رخصت ہوگئے اور ان کے نانا حضرت عبداللہ صومعیؒ نے انہیں اپنی نگرانی میں لے لیا۔ شیخ عبدالقادر کے نانا ایک بڑے عارف باللہ تھے اور ان کی والدہ میں بھی یہی خصوصیات موجود تھیں۔ شیخ عبدالقادرؒ کو ورثہ میں کچھ ذہنی پاکیزگی اور راستے کا تعین تو مل

Marfat.com

گیا۔ لیکن سفر میسر نہیں آیا کیوں کہ یہ کام قدرت نے کسی اور کے لئے مخصوص کر رکھا تھا۔۔۔

جوانی کے آغاز میں شیخ عبدالقادرؒ جیلان سے روانہ ہو کر بغداد پہنچے(کیوں کہ اس وقت بغداد میں اولیاء اللہ اور صلحاء ایک بڑی تعداد میں موجود تھے)اور مشہور تھا کہ بغداد علم و حکمت کا شہر ہے۔ بغداد میں شیخ حماد وباسؒ کا شہر تھا۔ شیخ حمادؒ ان پڑھ تھے اور ان کو علم ظاہری نہیں تھا لیکن اللہ تعالٰی نے ان کو جو علم و حکمت عطا کی تھی اس کے بعد قلم ہاتھ میں پکڑنے کی ضرورت باقی نہیں رہتی۔ شیخ حماد سرکہ فروش تھے یوں تو ان کے دکان پر سرکہ فروخت ہوتا تھا لیکن اہل طلب جانتے تھے کہ وہاں عشق و معرفت کے انمول موتی بھی لٹائے جاتے تھے۔

شیخ حماد سے ملاقات

شیخ حمادؒ کا ذکر سن کر شیخ عبدالقادرؒ ان سے ملنے کے لئے روانہ ہوئے۔ شیخ حمادؒ پہلے سے ہی اپنے گھر کے دروازے پر شیخ عبدالقادرؒ کے استقبال کے لئے کھڑے ہوئے تھے۔ شیخ عبدالقادرؒ سامنے آئے تھے تو حضرت حمادؒ نے اس طرح گلے لگا لیا۔ جیسے مدتوں سے انتظار ہو! اور فرمایا

"فرزند عبدالقادر، فقرو عرفان کی دولت آج ہمارے پاس ہے کل تمہارے پاس آئے گی۔ ذرا احتیاط سے استعمال کرنا۔۔۔

"اے سرزمین عراق! تجھ میں ایسے مقدس وجود کا آنا مبارک ہو اب تجھ پر رحمت کی بدلیاں چھائیں گی۔ علم و عرفان کی بارش ہوگی اور دنیا بھر کے قلوب سرسبزو شاداب ہوں گے۔"

"اے سعید و صالح فرزند عبدالقادر! مرحبا صد مرحبا!"

Marfat.com

شیخ حمادؒ نے اول اول تو شیخ عبدالقادرؒ کی پذیرائی کی اور کچھ دونوں تک نظر التفات ان پر رکھی لیکن پھر بے رخی اور لاپرواہی برتنا شروع کردی۔ شیخ عبدالقادرؒ ان کی مجلس میں جاتے تو وہ ڈانٹ دیتے کہ کہ "تم مولوی ہو تمہارا درویشوں کے پاس کیا کام؟"

شیخ حماد کے اس رویہ سے شیخ عبدالقادرؒ کے سینہ میں دبی ہوئی چنگاری اور بھڑکتی اور طلب و جستجو میں اضافہ ہو جاتا۔ شیخ حماد کے سخت وست کہنے کے باوجود انہوں نے ان کی شخصیت کو نہیں چھوڑا کسی نے شیخ حماد کی دیکھا دیکھی عبدالقادر کے لئے نامناسب الفاظ استعمال کئے تو شیخ حمادؒ نے اسے سخت تنبیہہ کی کہ یہ میرا اور عبدالقادر کا معاملہ ہے کسی کو حق نہیں کہ درمیان میں بولے۔

شیخ عبدالقادرؒ کو حضرت حمادؒ سے صرف فیض روحانی منتقل ہوا ورنہ ان کے مرشد شیخ ابوسعید ابوالخیر مبارک مخزومی تھے۔ بغداد پہنچنے اور شیخ ابوالسعیدؒ کے دامن ارادت سے وابستہ ہونے کے بعد شیخ عبدالقادر کو بڑے نازک حالات سے گذرنا پڑا۔ طرح طرح کے مصائب نے ان کو گھیرا کبھی فاقوں سے دوچار ہوئے اور کبھی دوسری تکالیف ان کی ذات سے چمٹ گئیں لیکن وہ ثابت قدم رہے۔ شیخ عبدالقادرؒ جن حالت سے گذرے ان کا اندازہ خود ان کے اس ارشاد سے لگایا جا سکتا ہے کہ میں نے ایسی ہولناک سختیاں جھیلیں کہ اگر وہ پہاڑ پر گزرتیں تو وہ شق ہو جاتا۔ جب مصائب اور شدائد بہت زیادہ ہو جاتے تو میں یہ آیت پڑھتا کہ بے شک تنگی کے ساتھ آسانی ہے' بے شک تنگی کے ساتھ آسانی ہے۔ اور پھر میرے دل کو سکون آجاتا۔

شیخ عبدالقادرؒ پر گزرنے والے یہ سخت حالات ان کی تربیت کا ایک حصہ تھے۔ تاکہ ان آزمائشوں کے ذریعے ان کے وجود کو پاک وصاف کر دیا جائے اور ان کے ذہن میں دنیا سے وابستہ جو توقعات تھیں وہ دم توڑ جائیں۔۔۔۔

شیخ ابوسعید ابوالخیرؒ کے علاوہ حضرت حمادؒ نے بھی شیخ عبدالقادرؒ کو بہت سے مراحل،

Marfat.com

سے گزارا۔ ایک دفعہ حضرت حماد اور شیخ عبدالقادرؒ پل پر سے گزر رہے تھے کہ حضرت حمادؒ نے شیخ عبدالقادرؒ کو دھکا دیا اور وہ دریا میں گر پڑے سخت سردی کا زمانہ تھا اور دریا کا پانی برف کی طرح ٹھنڈا تھا۔ شیخ عبدالقادرؒ تیرتے ہوئے کنارے پر آئے۔ بھاگ کر پل پر چڑھے اور حضرت حمادؒ کے ساتھ ساتھ چلنے لگے۔ نہ تو حضرت شیخ کی پیشانی پر شکن نمودار ہوئی اور نہ ہی ان کے ذہن میں یہ خیال آیا کہ انہیں دریا میں کیوں گرایا گیا۔

شیخ عبدالقادرؒ کڑی در کڑی ایسے واقعات سے گزرے کہ جن کے نتیجے میں ان کے اوپر مفروضہ حواس کا غلبہ کم سے کم ہوتا گیا اور حقیقی طرز فکر منکشف ہوتی رہی۔

شیخ عبدالقادرؒ فرماتے ہیں۔ کبھی مجھے میرے باطن اور نفس کا مشاہدہ کرایا گیا اور کبھی مجھے فقرو غنا اور شکر و توکل کے دروازوں سے گزارا گیا جب میں نے اپنے اندر دیکھا تو بہت سے علائق سے ملوث پایا مجھے بتایا گیا کہ یہ میرے اختیارات اور ارادے ہیں۔ میں نے ایک سال تک ان کے خلاف مجاہدہ کیا۔ حتیٰ کہ یہ سب علائق منقطع ہوگئے۔ پھر مجھے اپنے نفس کا مشاہدہ کرایا گیا۔ میں نے اس میں بھی کئی امراض دیکھے۔ سال بھر تک ان کے خلاف جنگ کی حتیٰ کہ یہ امراض جڑ سے اکھڑ گئے۔ اور میرا نفس تابع امرالٰہی ہوگیا۔ پھر میں توکل کے دروازے پر آیا تو وہاں بہت بڑا ہجوم دیکھا۔ میں اس ہجوم کو چیر کر نکل گیا۔ پھر شکر کے 'دروازے پر آیا تو وہاں بھی وہی حال تھا۔ میں اس سے بھی گزر گیا۔ پھر غنا اور مشاہدوں کے دروازوں پر آیا تو انہیں بالکل خالی پایا اندر داخل ہوا تو وہاں روحانی خزانوں کی انتہا تھی۔ ان میں مجھے عزت اور مسرت میسر ہوئی۔ میری ہستی میں انقلاب برپا ہوگیا اور مجھے وجود ثانی عطا ہوا۔

شیخ ابوسعید مبارک مخزومیؒ اور شیخ حمادؒ کی تربیت اور خاتم النبین حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خصوصی توجہ سے شیخ عبدالقادر اس مقام کی انتہائی بلندیوں پر پہنچے جہاں ان کے الفاظ میں عارف حق پر۔

Marfat.com

"اس وقت قضاء وقدر کا نفاذ ہوتا ہے۔ اور اس کے اندر خدا بولتا ہے۔ تب بندہ تمام اسباب وحرکات سے بے نیاز ہو جاتا ہے اور صرف روح باقی رہ جاتی ہے اسے فعل حق کے سوا کچھ نظر نہیں آتا۔ وہ قطعی طور پر جانتا ہے کہ درحقیقت خدا کے سوا کچھ کرنے والا ہے اور نہ برکت وسکون دینے والا۔ نہ اس کے سوا کسی کے ہاتھ میں اچھائی اور برائی کا نفع ونقصان ہے اور نہ بخشش وحرمان' کشائش وبندش' موت وزندگی' عزّت وذلت فقروغنا ہے۔"

"اس وقت بندہ کی حالت یہ ہوتی ہے کہ جیسے شیرخوار بچہ دایہ کی گود میں اس میں اپنی طرف سے کوئی حرکت نہیں ہوتی نہ اپنے لئے نہ کسی اور کے لئے یعنی بندہ اپنے مالک کے فعل میں اپنے نفس میں غائب ہوجاتا ہے اور مالک اس کے فعل کے سوا نہ کچھ دیکھتا ہے نہ سنتا ہے نہ کچھ سوچتا ہے اور نہ سمجھتا ہے۔ اگر کچھ دیکھتا ہے تو اس اللہ کی صفت اگر سنتا ہے تو اس کا کلام۔ اس کے علم سے (ہرچیز کو) جانتا ہے اس کی نعمت سے لطف اٹھاتا ہے اس کے قرب سے سعادت پاتا ہے اس کے تقرب سے آراستہ پیراستہ ہوتا ہے اس کے وعدہ سے خوش ہوتا ہے سکون پاتا ہے اور اطمینان حاصل کرتا ہے اس کی باتوں سے مانوس ہوتا ہے اس کی ذات پر اعتماد اور بھروسہ کرتا ہے اس کے نور معرفت سے ہدایت پاتا ہے۔ اور اس کا خرقہ ولباس پہنتا ہے' اس کے عجیب نادر علوم کو جان لیتا ہے' اس کی قدرت کے اسرار سے مشرف ہوتا ہے اس ذات پاک سے سنتا ہے اور اسے یاد رکھتا ہے پھران پر حمد وثنا اور شکروسپاس کرتا ہے۔"

یہ وہی مقام ہے جہاں بندہ قرآن کے مطابق اللہ کے رنگ میں رنگ جاتا ہے اور اس کی ذات سے صفات الیہہ کا ظہور ہونے لگتا ہے اس مقام کی خبر حدیث قدسی میں اس طرح دی گئی ہے کہ (بندہ) مجھ سے دیکھتا ہے' مجھ سے سنتا ہے اور مجھ سے بولتا ہے۔

Marfat.com

شیخ کی کیفیات

حضرت شیخ نے اپنے مدارج اور اپنی کیفیات کو اس پیرائے میں بیان کیا ہے کہ۔

"میں نے صبر کیا اور صبر کا بہتر انجام دیکھا۔ میں مر چکا پھر حق تعالیٰ نے مجھ زندہ کیا اور پھر مجھ کو موت دی۔ میں معدوم ہوا پھر وہ مجھے عدم سے وجود میں لایا۔ میں اس کی معیت ہی میں مرا اور اس کی معیت میں بادشاہ بنا۔ میں نے ارادہ واختیار کے ترک میں اپنے نفس سے مجاہدہ کرایا۔ یہاں تک کہ یہ مقام قرب نصیب ہوا کہ تدبیر مرا ہاتھ تھامتی ہے احسان مدد کرتا ہے فعل مجھ کو حرکت دیتا ہے اور غیرت میری حفاظت کرتی ہے علم ازلی مجھے آگے بڑھاتا ہے اور اللہ مجھے رفعت وترقی دیتا ہے۔

شیخ عبدالقادرؒ علوم ومعارف واسرار ورموز کی دنیا سے گزر کر عشق الٰہی کی وادی میں داخل ہوئے اور پھر محبوبیت کے مقام پر پہنچ گئے۔ وہ سماوات، عرش، کرسی اور لوح سب کو فراموش کر کے تجلی ذات میں جذب ہو گئے۔

اس مرتبہ کے حامل افراد وہ ہیں جن کو اللہ تعالیٰ اپنے خاص قرب اور حضور سے نوازتا ہے۔ ان حضرات کے مقامات اور اُن پر ہونے والے انعامات کی عالم میں کسی کو خبر نہیں ہوتی۔

شیخ جمال العارفینؒ کہتے تھے کہ میں نے خضر وقت سے پوچھا کہ آپ اولیاء اللہ کے گروہ میں ایک خاص مقام کے حامل ہیں اولیاء اللہ کا کوئی عجیب واقعہ سنائیے۔ خضر وقت نے بتایا کہ میں ایک مرتبہ بحر محیط پر سے گزر رہا تھا جہاں عام انسانوں کا گزر نہیں ہے۔ میں نے ایک مرد کو لیٹے ہوئے دیکھا۔ تو سمجھ گیا کہ یہ ولی اللہ ہیں۔ میں نے ان کے مقام پر کشفی نظر ڈالی تو کچھ پتہ نہ چل سکا۔ اس وقت ندائے غیبی آئی۔

"اے خضر! تو ان اولیاء اللہ کو جان سکتا ہے جو مجھ سے محبت رکھتے ہیں لیکن یہ شخص اس گروہ سے ہے جس سے میں محبت کرتا ہوں۔"

Marfat.com

انہوں نے کہا۔ میں آپ سے دعا کا طالب ہوں میں نے جواب دیا کہ میں اس قابل نہیں اس پر انہوں نے فرمایا کہ اللہ آپ کو اس کا حصہ فراواں عطا کرے۔

یہ کہہ کر وہ غائب ہو گئے۔

اسی طرح میری ملاقات ایک عورت سے ہوئی اور اس کے ساتھ بھی یہی کچھ پیش آیا۔

شیخ جمال کہتے ہیں کہ میں نے خضروقت سے پوچھا۔ کیا اس قسم کے محبوبین خدا کا سرگروہ بھی ہوتا ہے۔

انہوں نے کہا۔ ہاں۔

میں نے پوچھا۔ ہمارے زمانے میں کون ہے۔ فرمایا۔ شیخ عبدالقادر جیلانیؒ

محبوب کی حضوری میں ایسی لذت تھی کہ شیخ عبدالقادرؒ نے ارادہ کر لیا کہ وہ ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی تجلیات میں گم رہیں گے اور حضوری کے بام سے نیچے نہیں اتریں گے لیکن مشیت کو انکی ذات سے ایک کام لینا تھا انہیں راہ مغفرت کا مینار بنا کر دنیا کے سامنے پیش کرنا تھا اور ایک کثیر تعداد میں لوگوں کو ان کے ذریعے منزل تک پہنچانا تھا۔

16 شوال 521ھ کو شیخ عبدالقادرؒ نے خواب میں سرور کائنات کو کہتے دیکھا۔

عبدالقادر! تم لوگوں کو اللہ کے راستے کی طرف بلاؤ!

حضرت شیخ نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ میں عجمی ہوں عرب کے فصحاء کے سامنے کیسے بولوں! حضور نے اپنا لعاب دہن ان کے منہ میں ڈالا اور فرمایا۔ عبدالقادر جاؤ! لوگوں کو اللہ کے راستے کی طرف دعوت دو۔"

اس واردات کے بعد حضرت شیخ کی قوت بیان میں ایک انقلاب پیدا ہو گیا اور خود ان کے الفاظ میں یہ عالم ہوا کہ غواص فکر دل کے دریا میں غوطے لگا کر حقائق و معارف کے موتی نکالنے لگا اور ساحل لب پر ڈال کر زبان مترجم کو صلائے عام دینے لگا۔

Marfat.com

حضرت شیخ نے تقاریر و مجالس کا آغاز اپنے پیر و مرشد کے مدرسہ سے کیا اور کچھ دنوں کے اندر اندر حاضرین کی تعداد اتنی بڑھ گئی کہ مدرسہ کی جگہ ناکافی ہو گئی۔ 568ھ میں مدرسہ کو وسعت دے دی گئی وہ جگہ بھی چھوٹی پڑ گئی اب شیخ شہر سے باہر میدان میں لوگوں کو ارشادات سے نوازنے لگے۔

سامعین کی تعداد ستر ہزار سے تجاوز کر جاتی تھی۔ کسی آلہ صوت (Loud Speaker) کے بغیر شیخ کی آواز ہر شخص تک بخوبی پہنچتی تھی۔ ان مجالس میں بڑے مشائخ اور اولیائے کرام شریک ہوتے تھے صاحب نظر حضرات کہتے تھے کہ ہم نے شیخ عبدالقادر میں رسول اللہ اور دوسرے انبیاء کرام کو جلوہ افروز دیکھا ہے۔ ان کی مجلس میں ملائکہ جوق در جوق حاضر ہوتے تھے۔ رجال الغیب اور جنات ایک دوسرے پر سبقت لے جانے کے لئے الجھ الجھ کر گر پڑتے تھے۔

شیخ کی تقاریر

شیخ عبدالقادرؒ کی تمام کوششوں، تمام ارشادات اور تمام تقاریر کا مقصد ایک ہی بات تھی اور وہ یہ کہ بندہ کو خدا تک لے جایا جائے اور اسے خدا سے ملا دیا جائے اللہ کی ذات اس کے تمام افعال خیال کا مرکز و محور بن جائے اور اس کی محبت اور اس کی رضا اور خوشنودی بندہ کی زندگی کے ضمیر میں رچ بس جائے۔ شیخ خود اس مقام کی انتہائی بلندیوں پر فائز تھے اور اس مرتبہ کے نشہ میں مخمور تھے اور چاہتے تھے کہ نوع انسان بھی اسی طرز فکر کو اپنائے جو انبیاء کی طرز فکر ہے اور جس کو اپنانے کے بعد خوف اور حزن کے دروازے بند ہو جاتے ہیں اور انسان حقیقی خوشی مسرت اور شادمانی کے عالم میں زندگی گزارتا ہے۔

شیخ عبدالقادرؒ کے مشن اور ان کی خواہش کا اظہار ان کی اس دعا کے ذریعے ہوتا

Marfat.com

ہے

"اے اللہ! ہمیں اپنی طرف لوٹا لیجئے اور اپنے دروازے پر کھڑا رکھیئے ـــــ ہمیں اپنا بنا لیجئے اپنی خدمت ورفاقت ورضا میں رکھئے۔ ہمارا لین دین سب آپ کے لئے ہمارے باطن کو اپنے غیب سے پاک کر دیجئے۔ جس جگہ سے آپ نے ہمیں روک دیا ہے وہاں آپ ہم کو نہ دیکھیں اور جہاں حاضر باشی کا حکم دیا ہے ہم وہاں سے غیر حاضر نہ ہوں۔ ہمارے ظاہر کو اپنی نافرمانی اور باطن کو شرک سے بچایئے ہم کو ہمارے نفس کی غلامی سے چھڑا کر اپنی تحویل میں لے لیجئے۔

ہمیں سراپا اپنا بنا لیجئے۔ ہم آپ کے ساتھ ہو کر غیر سے بے نیاز ہو جائیں۔ ہم آپ کی طرف غافل نہ ہونے پائیں۔ ہمیں اطاعت ومناجات کی توفیق دیجئے۔ ہمارے دلوں کو اور ہمارے باطن کو اپنے قرب سے نوازیئے ـــــ

ہم کو اپنی بندگی سے ایسا قریب کر لیجئے جیسا کہ آپ نے آنکھ کی سفیدی اور سیاہی کو ایک دوسرے کے قریب کر دیا ہے۔"

شیخ عبدالقادرؒ کی تقاریر اور ان کے ارشادات ایک عام واعظ کے منہ سے نکلنے والے الفاظ نہیں تھے بلکہ ایک ایسی ہستی کے فرمودات تھے جو 'علم الیقین کے مرحلہ سے گزر کر حق الیقین میں قدم رکھ چکی تھی اور جو ذات الٰہی کے علاوہ ہر چیز سے بے نیاز ہو چکی تھی۔

آپ کہتے تھے کہ

"اے لوگو! جو کچھ میں کہتا ہوں اسے دل کے کانوں سے سنو' اور یاد رکھو اور اس پر عمل کرو' میں حق کہتا ہوں۔ حق کی طرف سے کہتا ہوں میں یہ پسند نہیں کرتا کہ تم میرا وعظ سن کر میری تعریف کرو کہ تو نے خوب بیان کیا۔ بلکہ تم اپنے دل کی زبان سے خوبی بیاں کا اعتراف کرو اور میرے کہنے پر عمل کرو' اپنے اعمال میں اخلاص پیدا کرو' یہاں تک

Marfat.com

کہ میں تمہارے اخلاص کو دیکھ کر بول اٹھوں کہ شاباش تم بہت ٹھیک کہہ رہے ہو۔

حضرت شیخ کی تمام تقاریر کا مقصد لوگوں کو حقیقی طرز فکر سے روشناس کرانا تھا۔ انہیں نہ دنیاوی عزت مطلوب تھی اور نہ کوئی مفاد وہ تو ایسے مقام پر فائز تھے جہاں بندے کے لئے ساری کائنات تسخیر ہو جاتی ہے چنانچہ آپ کہتے تھے۔

اے لوگو! میں تم کو اللہ کے دروازے اور اس کی اطاعت کی طرف بلاتا ہوں اپنے نفس کی طرف نہیں بلاتا۔ منافق مخلوق کو اللہ کی طرف نہیں بلاتا۔ بلکہ اپنے نفس کی طرف بلاتا ہے۔ حضرت شیخ اپنی بارگاہ کی خصوصیت یہ بتاتے ہیں کہ

"اے نفوس خواہشوں اور شیطانوں کے بندو! میں تمہیں کیا بتاؤں؟ میرے پاس تو حق در حق' مغز در مغز اور صفائی در صفائی اور توڑنے اور جوڑنے کے سوا کچھ بھی نہیں ہے۔ ماسوا اللہ سے توڑنا اور اللہ سے جوڑنا۔۔۔"

شیخ عبدالقادرؒ خطاب کرتے تو جمال و جلال الٰہی کی بجلیاں کوندتیں۔ اس لئے کہ وہ اس مقام پر فائز تھے کہ جہاں حدیث قدسی کے الفاظ میں اللہ بندے کی زبان سے بولتا ہے حضرت شیخ کے کہے ہوئے ایک ایک لفظ سے روشنیاں پھوٹتی تھیں اور سننے والے ان کی لطافت سے بے خود ہو جاتے تھے۔

ایک دفعہ شیخ عبدالقادرؒ کے صاحبزادے حضرت عبدالوہاب نے تقریر کی اجازت کی انہیں اجازت مل گئی۔ حضرت عبدالوہاب کئی گھنٹے تک مختلف موضوعات پر بولتے رہے اور اپنا پورا زور خطابت صرف کر دیا۔ لیکن مجمع پر وہ اثر نہیں ہوا جو شیخ عبدالقادر کی تقریر سے ہوتا تھا۔ حضرت عبدالوہاب نے تقریر ختم کی اور منبر پر سے نیچے اتر آئے شیخ عبدالقادر نے منبر پر چڑھ کر صرف اتنا کہا

ام یحیٰی نے کچھ انڈے بھون کر ایک کورے سکورے میں رکھ دیئے۔ میں نے طاق

Marfat.com

پر چڑھ کر سکورے کو پھینک دیا اور سکورا ٹوٹ گیا۔

ان الفاظ کے ساتھ ہی حاضرین پر ایک عجیب کیفیت طاری ہو گئی لوگ سرشاری میں جھوم اٹھے۔

شیخ عبدالقادرؒ نے حضرت عبدالوہاب سے مخاطب ہو کر کہا۔

بیٹے! کیا تمہیں اس کی وجہ معلوم ہے کہ تمہارے عالمانہ وعظ سے کوئی اثر مرتب نہیں ہوا لیکن میرے ان معمولی الفاظ سے لوگ بے خود ہو گئے۔

پھر خود ہی حضرت شیخ نے فرمایا۔

"بیٹے! تمہیں ظاہری سفر پر ناز ہے مگر تم نے عالم باطن کا سفر نہیں کیا ہے میں جب کلام کرتا ہوں تو خدا تعالیٰ کی تجلیات وارد ہوتی ہیں۔ اس لئے کہ میں خودی کو فراموش کر کے بولتا ہوں اور تم خود میں رہ کر اپنے نفس کے لئے کلام کرتے ہو۔"

شیخ عبدالقادرؒ جب منبر پر رونق افروز ہوتے تو اس وقت کی یاد تازہ ہو جاتی جب حضرت علیؓ نے مسجد کے منبر پر کھڑے ہو کر فرمایا تھا۔

مجھ سے سوال کرو' مجھ سے سوال کرو اس سے پہلے کہ میں تمہارے درمیان سے اٹھ جاؤں۔

چنانچہ شیخ عبدالقادر کہتے تھے۔

میں خدا کے علم اور مشاہدے میں غوطہ لگانے والا ہوں۔ تم سب پر خدا کی حجت اور زمین پر اللہ کے رسول کا نائب اور وارث ہوں۔

(اس لئے) اے کھڑے ہوئے لوگو! پہاڑوں کے رہنے والو! تمہارے پہاڑ ٹوٹ گئے۔ گرجا والو! تمہارے گرجا گر گئے۔ تم خدا کی طرف آؤ۔ میں خدا کے احکام میں سے یک ہوں۔ راستہ بنانے والو! مردو بہادرو! بچو! آؤ ایک سمندر میں سے موتی چن لو۔

شیخ عبدالقادرؒ کا زمانہ مسلمانوں کی تاریخ کا ایک نازک دور تھا۔ حضور اکرمؐ نے

Marfat.com

اپنے فعل وعمل سے لوگوں کے لئے فکر وعمل کی جو راہ مقرر کی تھی اور انہیں فلاح ونجات حاصل کرنے کی جو حقیقی قدروں سے روشناس کرایا تھا۔ وقت گزرنے کے ساتھ کے ساتھ ساتھ ان تعلیمات کی اصل روح مفقود ہوتی جا رہی تھی حقیقت یہ ہے کہ دین کو اتنا نقصان اس کے کھلے دشمنوں کی سازشوں سے نہیں پہنچا۔ جتنا اس کے نام ونہاد پیروکاروں کی کارروائیوں سے پہنچا ملوکیت پسند سرمایہ دار اور مفاد پرست عناصر نے اسلامی تعلیمات کی معنویت کو بدلنے کی کوشش کی اور ان کے حاشیہ برادر علماء سونے ان کا پورا پورا ساتھ دیا۔

شیخ عبدالقادرؒ کے زمانے میں امت مسلمہ رز بروز زوال کی طرف عائل تھی۔ حضرت شیخ دیکھ رہے تھے کہ مسلمان صرف نام کا مسلمان رہ گیا ہے اس کے اعمال اور باطل پرست لوگوں کے کردار میں کوئی فرق نہیں۔ شیخ کی نگاہ وہ دن دور نہیں دیکھ رہی تھی جب مسلمان قرآن کی حقیقی تعلیم سے مکمل طور پر تہی دست ہو جائے گا۔ شیخ نے اپنی تقاریر ومجالس میں لوگوں کو قرآن پاک کی حقیقی روح سے آشنا کرایا اور اپنے مخصوص انداز سے مسلمانوں کو ان کی خامیاں بتائیں اس طرح وہ صحیح معنوں میں "محی الدین" دکھائی دیتے ہیں۔ درباری ملاؤں' ظاہر پرست مولویوں اور جابر سلاطین کے درمیان حضرت شیخ کا کردار ایسا ہی تھا جیسے حضرت عیسیٰ مسیح علیہ السلام نے ریاکار یہودی عالموں' دنیا پرست راہبوں اور امراءکے درمیان صور صداقت پھونکا تھا۔

درباری ملاؤں دسترخوان کے بلوٹوں کو سرزنش کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

اے علم وعمل میں ضمانت کرنے والو! تم کو ان سے کیا نسبت اے اللہ اور اس کے رسول کے دشمنو اے بندگان خدا کے ڈاکوو۔ تم کھلے ظلم اور کھلے نفاق میں مبتلا ہو۔ یہ نفاق کب تک رہے گا۔

اے عالمو اور اے زاہدو! شاہان وسلاطین کے لئے کب تک منافق بنے رہو گے

Marfat.com

کہ ان سے دنیا کا زر و مال اور اس کی شہوت و لذّت لیتے رہو تم اور اکثر بادشاہ اس زمانے میں اللہ کے مال اور اس کے بندوں کے متعلق ظالم اور خائن بنے ہوئے ہیں۔

ایک دوسرے موقع پر ان سے کہتے ہیں۔ تجھے شرم نہیں آتی کہ تیری حرص نے تجھ کو ظالموں کی خدمت گاری اور حرامخوری پر آمادہ کر دیا۔ تو کب تک حرام کھاتا رہے گا اور دنیا کے ان بادشاہوں کا خدمت گزار بنا رہے گا۔

جن کی خدمت میں تو لگا ہوا ہے ان کی بادشاہت عنقریب مٹ جائے گیا اور تجھے حق تعالٰی کی خدمت میں آنا پڑے گا جس کی ذات کو کبھی زوال نہیں۔۔۔۔

شیخ عبدالقادرؒ جو کہتے تھے جن امور کی ہدایت کرتے تھے اولیاء اللہ اور خاصان خدا کی جو خصوصیات بتاتے تھے' خود ان معاملات میں کامل واکمل تھے چنانچہ ہر دور میں ہر چھوٹے سے لے کر بڑے نے ان کی عظمت کا اعتراف کیا اور یہ سلسلہ آج تک جاری ہے یہاں تک کہ شیخ نے جن لوگوں کی سرزنش کی ان میں بھی اتنی ہمت نہیں تھی کہ شیخ کی ذات پر انگلی اٹھا سکتے۔

اگرچہ خلفاء اور امراء شیخ عبدالقادرؒ کی خدمت میں حاضر ہوتے تھے لیکن شیخ نے انہیں کبھی منہ نہیں لگایا نہ کبھی تعظیم کے لئے کھڑے ہوئے اور نہ ان کے دروازے پر گئے۔ لیکن غریبوں اور حاجت مندوں سے شیخ کا رویہ بالکل مختلف تھا۔ وہ ہر شخص سے نہایت عاجزی اور انکساری سے ملتے اور ان کے دروازے خاص و عام سب کے لئے کھلے ہوئے تھے کسی کو تکلیف میں دیکھتے تو آبدیدہ ہو جاتے تھے۔

حق گوئی اور بے باکی میں شیخ عبدالقادرؒ کا ثانی نہیں تھا ایک مرتبہ خلیفہ بغداد المستنجد باللہ نے حاضر ہو کر اشرفیوں کے دس توڑے پیش کئے۔ شیخ نے ملنے سے انکار کر دیا۔ خلیفہ نے اصرار کیا تو شیخ نے اشرفیوں کو ہاتھ میں لے کر دبایا۔ اشرفیوں سے خون جاری ہو گیا۔ شیخ نے فرمایا۔

Marfat.com

"اللہ سے شرم نہیں آتی کہ انسانوں کا خون پیتے ہو اور اسے جمع کر کے میرے پاس لاتے ہو۔"

خلیفہ پر اتنی ہیبت طاری ہوئی کہ وہ بے ہوش ہو گیا۔۔۔۔

اگر کوئی شخص حاضر خدمت ہو کر کسی معاملے میں سفارش چاہتا اور وہ اس معاملے میں حق پر ہوتا تو حضرت شیخ خلیفہ کو براہ راست لکھتے۔

"عبدالقادرؒ تجھ کو حکم دیتا ہے اور اس کا حکم تجھ پر نافذ ہے۔۔۔۔"

شیخ عبدالقادرؒ کی زندگی میں خدمت خلق کو بڑا دخل تھا۔ اس کی ایک صورت یہ تھی کہ جو کچھ ان کے پاس آتا بلا تاخیر حاجت مندوں کی نذر کر دیا جاتا تھا۔ شیخ نے زندگی بھر کبھی اپنے پاس کچھ جمع نہیں کیا۔ کبھی کبھی وہ نہایت قیمتی کپڑا پہنتے لیکن فوراً ہی اتار کر کسی کے حوالے کر دیتے کیوں کہ آپ کی نظروں میں اس کی کوئی اہمیت نہیں تھی۔ حضرت شیخ کا کہنا تھا۔

اگر ساری دنیا کی دولت میرے قبضہ میں ہو تو میں بھوکوں کو کھانا کھلا دوں۔

لوگوں نے ان کو یہ بھی کہتے سنا کہ

"ایسا معلوم ہوتا ہے کہ میری ہتھیلی میں سوراخ ہے کوئی چیز اس میں ٹھہرتی نہیں۔ اگر ہزار دینار میرے پاس آئیں تو رات گزرنے سے پہلے خرچ ہو جاتے ہیں۔ غوث الاعظم شیخ عبدالقادرؒ کی شخصیت امر ہے اور ان کا پیغام بھی امر ہے ان کی تعلیمات صرف مسلمانوں تک محدود نہیں کیوں کہ نوع انسانی ایک ہے اور اس کے مسائل بھی مشترک ہیں۔

شیخ کا عالمگیر پیغام وہی ہے جو ہر زمانے میں انبیائے کرامؑ دیتے رہے ہیں اور جو ختم نبوت کے بعد اولیائے حق کے پیغام کی صورت میں زندہ ہے۔

شیخ عبدالقادر کے پیغام میں بار بار ایک ہی بات کی بازگشت سنائی دیتی ہے۔

Marfat.com

اے بادشاہو! غلامو اور مخلصو! دنیا ایک محدود وقت تک ہے اور آخرت غیر متناہی مدت تک اپنے مجاہدوں اور زہد سے اللہ کے سوا ہر چیز کو چھوڑو اور قلب کو غیراللہ سے پاک کرو۔

(مزید یہ کہ) سچی محبت جس میں تغیر نہیں آتا محبت الٰہی ہے یہ محبّت وہی ہے جس کو تم اپنے دل کی آنکھوں سے دیکھو اور یہی روحانی صدیقوں کی محبت ہے۔

حق کی محبت کے حصول کا طریقہ یہ بتاتے ہیں کہ اہلِ دل کی صُحبت اختیار کرو تاکہ تمہیں بھی دل نصیب ہو۔

چالیس سال تک شیخ عبدالقادرؒ لوگوں کو اپنے ارشادات سے سیراب کرتے رہے اور ضیاءِ نور بن کر ضوفشانی کرتے رہے کتنے ہی لوگوں کی زندگیوں میں انہوں نے انقلاب برپا کیا۔ ایک کثیر تعداد میں لوگ آپ کی نظر کرم سے ولایت کے مرتبہ پر پہنچے تو ایک طرف اس زمانے کے مقتدر اولیاء کرام شیخ کی خدمت میں حاضر ہو کر اکتساب فیض کرتے تھے اور شیخ کی خدمت میں حاضری کو اپنے لئے سعادت سمجھتے تھے۔

شیخ کا وصال

561ھ میں شیخ عبدالقادرؒ کی طبیعت میں اضمحلال پیدا ہوا۔ جو بڑھتا گیا۔ جب وہ مرض موت میں مبتلا ہوئے تو صاحبزادے عبدالعزیزؒ نے ان کا حال پوچھا۔ شیخ نے فرمایا۔

"میرے اعضاء تکلیف دے رہے ہیں لیکن دل کو کوئی تکلیف نہیں ہے اور وہ اللہ کی معیت میں ہے۔ میرے مرض کو نہ کوئی جانتا ہے اور نہ سمجھتا ہے نہ انسان' نہ جن' نہ فرشتہ خدا کے حکم سے خدا کا علم نہیں ٹوٹتا۔ حکم بدل جاتا ہے علم نہیں بدلتا۔ حکم منسوخ ہو جاتا ہے اور اللہ جو چاہتا ہے مٹاتا ہے باقی رکھتا ہے اور اس کے پاس ام الکتاب ہے"

Marfat.com

انتقال سے کچھ دیر پہلے حضرت شیخ نے فرمایا۔

"میں اس وقت علم الٰہی کے سمندر میں غوطے کھا رہا ہوں۔ میرے اور تمہارے اور تمام خلق کے درمیان زمین و آسمان کا فرق ہے۔

مجھے کسی پر قیاس نہ کرو اور نہ کسی کو مجھ پر۔"

صاحبزادے حضرت عبدالوہاب نے وصیت چاہی تو شیخ عبدالقادرؒ نے فرمایا۔

اپنی تمام ضروریات اللہ کے سپرد کردو اس کے علاوہ کسی سے امید نہ رکھو اور نہ کسی پر بھروسہ کرو جب دل میں اللہ کے علاوہ کوئی نہیں رہتا تو کوئی چیز اس کے دائرہ اختیار سے باہر نہیں رہتی۔

شیخ عبدالقادرؒ ہمہ گیر صفات کے حامل تھے توفیق و تائید الٰہی آپ کے ساتھ تھی۔ علم آپ کا مربی' قرب الٰہی آپ کا اتالیق' حضوری آپ کا خزانہ' معرفت آپ کا تعویز' کلام آپ کا مشیر' شہود آپ کا سفیر انس آپ کا مصاحب'۔ بسط آپ کی جان' راستی آپ کا علم' فتوحات روحانی آپ کا اثاثہ' حلم آپ کا پیشہ' ذکر آپ کا وزیر' فکر آپ کی ترجمان' مکاشفہ آپ کی غذا' مشاہدہ آپ کی شفا۔ حق آپ کا باطن تھا۔۔۔!!

آپ سترہ ربیع الثانی 571ھ کو مالک حقیقی کے پاس چلے گئے۔

اقوال و ارشادات

- تم نفس کی خواہش پوری کرنے میں لگے ہو اور وہ تمہیں برباد کرنے میں مصروف ہے۔
- حسن خلق یہ ہے کہ تم پر جفائے خلق کا مطلق اثر نہ ہو۔
- اپنا مال آخرت کے لئے آگے بھیج دے اور موت کے انتظار میں لگ جا۔
- جس طرح تمہارا نفس اللہ کا حکم ماننے سے انکار کرتا ہے اس طرح تم اپنے

Marfat.com

نفس کا کہا ماننے سے انکار کر دو۔

- تنگدستی اور بیماری صبر کے بغیر عذاب ہیں اور صبر ہو تو عزت ہے۔
- مجھے اس شخص پر تعجب ہے جو یہ جانتا ہے کہ خدا حال سے واقف ہے پھر بھی گناہ کرتا ہے۔ تعجب ہے اس پر جو یہ جانتا ہے کہ دنیا فنا کی جگہ ہے پھر بھی اس سے محبت رکھتا ہے۔
- رحمت نہ مانگ بلکہ رحیم کو مانگ
- مومن اپنے اہل و عیال کو اللہ سپرد کرتا ہے اور منافق اپنے مال کو
- جس کا انجام موت ہو اس کے لئے خوشی کا کون سا مقام ہے۔
- اپنے لقمے کی اصلاح کر۔ کیوں کہ نیک اعمال کی اصل بنیاد یہی ہے۔

ختم شریف سلسلہ عالیہ قادریہ غوثیہ

1- درود شریف 111 بار

2- الحمد شریف 111 بار

3- سورۃ اخلاص 111 بار

4- استغفر اللہ الذی لا الٰہ الا ھو الحی القیوم واتوب الیہ واسئلہ التوبۃ
111 بار

5- کلمہ تمجید 111 بار

6- آیت کریمہ شریف ایک ہزار بار

7- خذ بیدی شیاء للہ یا حضرت سلطان شیخ سید عبدالقادر جیلانی المدد 111 بار

8- سورہ الم نشرح 111 بار

9- سورہ یٰسین ایک بار

Marfat.com

10- سلام قولاً من رب رحیم 111 بار

11- حسبنا اللہ ونعم الوکیل نعم المولیٰ ونصیر 111 بار

12- یا باقی انت الباقی 111 بار

13- یا شافی انت الشافی 111 بار

14- یا کافی انت الکافی 111 بار

15- یا معافی انت المعافی 111 بار

16- یا ھادی انت الھادی 111 بار

17- یا ھادی یا نور جل جلالہ 111 بار

18- یا غوث اغثنا باذن اللہ 111 بار

19- سہل یا الٰہی کل بحرمت سید الابرار 111 بار

20- یا حی یا قیوم برحمتک استغیث 111 بار

21- یا حضرت سلطان شیخ عبدالقادر جیلانی شیاء اللہ المدد 111 بار

22- درود شریف ہزارہ 111 بار

23- یا قاضی الحاجات 111 بار

24- یا حل المشکلات 111 بار

25- یا کافی المہمات 111 بار

26- یا رافع الدرجات 111 بار

27- یا دافع البلیات 111 بار

28- یا شافی الامراض 111 بار

29- یا مجیب الدعوات 111 بار

30- مشکلات بے عدد دارم ماشیاً للہ المدد یا غوث الاعظم 111 بار

Marfat.com

31- شیاءللہ چون گدائم ازیں مدد خواہیم زشاہ محی الدین 111 بار

32- امداد کن امداد کن از بندہ غم آزاد کن در دین دنیا شاد کن یا سید عبدالقادر 111بار

33- ما محمد محتاج تو حاجت روا المدد یا غوث اعظیم سیدا 111 بار

34- اے شاہ جیلاں خذبیدی شیاءللہ انت نور الحمدی 111 بار

35- وقت امداد شہ بغداد اس بفرباد شاہ بغداد 111 بار

36- لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہ مُحَمَّدٌ رسولُ اللہ 111 بار

37- اللھم صلی علی محمد و علی آل محمد 111 بار

Marfat.com

باب ہشتم

سلسلہ عالیہ سہروردیہ

اس سلسلہ خاص کی تعلیم اور کیفیت یہ ہے کہ طالب صادق واصل مُرشد کے بعد حصول نعمتِ ارادت کا تین برس تک مجاہدات کراتے ہیں بعد باطن سے معلوم کرتی ہیں کہ آیا طالب صادق واصل مرشد کا تزکیہ نفس وتصفیہ قلب ہوگیا ہے یا نہیں اگر ہوگیا ہے تو بعد عطائے خلافت شغل برزخ کبریٰ سلطانی میں مشغول کراتے ہیں۔ اس شغل شریف کی برکت سے ایک سال 45 دن ایک پہر چار گھڑی کی مدت گزرنے کی بعد دونوں کانوں میں آواز حق آتی ہے۔

طالب صادق کو تجلی آثار ذاتی کا مشاہدہ یعنی فنافی اللہ ہو جاتی ہے۔ ان کے ہاں سانس بند کرکے اللہ ہو کا ورد کرنے کا بڑا رواج ہے اور وہ ذکر جلی اور خفی دونوں کے قائل ہیں۔

شجرہ عالیہ مبارک کچھ اس طرح ہے اور بڑے بڑے بزرگ مندرجہ ذیل ہیں۔

شجرہ عالیہ سہروردیہ مبارک

اسمائے مبارک	تاریخ ولادت	تاریخ وفات	جائے مزار
(1) حضرت علی کرم اللہ وجہہ	18 رجب 30 سال عام الفیل خانہ کعبہ	21 رمضان 40ھ	کوفہ

Marfat.com

ئے مبارک	تاریخ ولادت	تاریخ وفات	ہ
(2) امام حسین	5 شعبان 4ھ مدینہ رسالت	10 محرم 61ھ	کربلا
(3) حضرت امام خواجہ امام حسن بصری	11 رمضان 13ھ	4 محرم 110ھ	بصرہ
(4) حضرت خواجہ حبیب عجمی	12 شوال 25ھ استراین	17 رجب 137ھ	بغداد شریف
(5) حضرت خواجہ داؤد طائی	21 صفر 47ھ شام میں	19 ذیقعدہ 162ھ	بغداد
(6) حضرت شیخ خواجہ معروف کرخی	12 شوال 143ھ تونس میں	3 محرم 200ھ	بغداد
(7) حضرت شیخ سری سقطی	22 محرم 106ھ بعلبک	3 رمضان 250ھ	بغداد رسالت
(8) حضرت شیخ ابوالقاسم جنید بغدادی	11 شعبان 157ھ کوفہ	5 ربیع الاول 335ھ	بغداد شریف
(9) حضرت شیخ علو ممشاد دینوری	12 رجب 196ھ کوفہ میں	14 محرم 320ھ	دینوری
(10) حضرت شیخ احمد اسود دینوری	13 رجب 189ھ بغداد شریف	27 ذالحجہ 367ھ	دینور
(11) حضرت شیخ محمد بن عبداللہ	7 شوال 203ھ دمشق	14 ذیقعدہ 450ھ	سرورد

Marfat.com

اسمائے مبارک	تاریخ ولادت	تاریخ وفات	جا
(12) شیخ وجیہ الدین سہروردی	4 رجب 365ھ کوفہ	27 شعبان 527ھ	سہرورد
(13) حضرت شیخ ضیاء الدین ابو نجیب	12 رمضان 385ھ دمشق	12 جماوی الآخر 563ھ	سہرورد
(14) حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی	رمضان 539ھ بغداد	محرم 632ھ	بغداد شریف
(15) حضرت شیخ بہاؤالدین زکریا	2 ٖفریقہ رمضان 566ھ اصفہان	14 رجب 686ھ	ملتان
(16) حضرت شیخ صدرالدین محمد	17 رجب 577ھ لاہور	23 ذالحجہ 684ھ	ملتان
(17) شیخ رکن الدین	11 شوال 657ھ فیض آباد	9 جماوالاول 735ھ	ملتان
(18) حضرت مخدوم صبائیاں سید جلال بخاری	17 صفر 630ھ حیدر آباد	8 ذوالحجہ 903ھ	
(19) حضرت شیخ فخرالدین محبوبی	12 شوال 603ھ دلی	13 شعبان 727ھ	بغداد
(20) حضرت قطب الدین بہاری	14 ربیع الآخر 603ھ نارنول	13 شعبان 789ھ	بہار گڑھ
(21) حضرت شاہ محمد	15 شوال 800ھ کرنگ میں پیدا ہوئے خراسان	رجب [illegible]	خراسان

Marfat.com

اسمائے مبارک	تاریخ ولادت	تاریخ وفات	
(22) حضرت شاہ حسام الدین	2 رجب 878ھ بغداد شریف	28 ذالحجہ 982ھ	بصرہ
(23) حضرت مخدوم حسن	12 ذالحجہ 649ھ کوفہ	22 رجب 798ھ	بغداد

(24) برہان الدینؒ | (25) یوسف ثانیؒ

(26) حضرت مخدوم طیبؒ | (27) شاہ کبیر احمدؒ

(28) پیر موناؒ | (29) پیر جنگو شاہؒ

(30) خواجہ رمضان شاہ نوازیؒ | (31) حضرت خواجہ غلام محمد

Marfat.com

حضرت ابوالفیض قلندر علی سہروردیؒ

ولادت مبارک: حضرت کی ولادت باسعادت جنوری 1895ء بمقام موضع کوٹلی لوہاراں شرقی ضلع سیالکوٹ میں ہوئی۔ اسم گرامی کے متعلق آپ کے جدامجد حضرت مولانا سید جمال الدین صاحب قادریؒ کو ایک مجذوب فقیر روشن ضمیر حضرت سمندر شاہ صاحب قندہاریؒ مقیم "رتووال" سیداں نے آپ کی پیدائش سے پیشتر ہی پیشین گوئی فرمائی کہ امسال رب العزت آپ کو ایک بلند ستارہ پوتا عطا فرمانے والا ہے۔ اس کا نام قلندر علی رکھنا۔ ان کے علاوہ کچھ اور حالات بھی ذکر فرمائے جو حضرت کے مستقبل کی بلندیوں سے متعلقہ تھے۔ چنانچہ خاندان کے جملہ افراد نے اس نام پر متفق ہو کر حضرت کی ولادت پر نام قلندر علی رکھا۔

حضرت کی کنیت ابوالفیض اور اسم گرامی قلندر علی تھا۔ آپ کے مرید آپ کو ابوالفیض سید قلندر علی شاہ سہروردی کے نام سے یاد کرتے ہیں آپ بااختیار صوفی اور صاحب تصرف ولی کامل تھے۔ یہ حضرت میاں غلام محمد سہروردی حیات گڑھی کے مرید تھے۔ جو بڑے کامل ولی اور جامع علوم ظاہری و باطنی کے مالک تھے۔ ان کا سلسلہ سہروردیہ تھا۔

آپ کا سلسلہ نسب سیدنا حضرت ابوالحسن قاری شاہ بدیع الدین آغا شہید اور حضرت ابوبکر عبدالرزاقؒ کے واسطوں سے حضرت شیخ عبدالقادر محی الدین جیلانیؒ سے ملتا ہے۔

بچپن

آپ علماء و مشائخ کے گھرانے میں علمی اور مذہبی ماحول میں پیدا ہوئے۔ آپ کے

Marfat.com

والد گرامی مولانا حافظ رسول بخش ؒ خود ایک بہت بڑے عالم باعمل تھے۔ آپ کی عمر ابھی چار ہی منازل گزرنے پائی تھی کہ آپ کی والدہ محترمہ نے انتقال فرمایا۔ پانچویں سال کے دوران آپ کے والد بزرگوار نے ان کو ابتدائی تعلیم و تربیت اور رہنمائی کا فریضہ سرانجام دیا۔ ابھی آپ کی عمر آٹھ برس تھی کہ سایہ پدری بھی سر سے اٹھ گیا۔

دینی تعلیم

آپ نے انتہائی ناساعد حالات کے باوجود حصول تعلیم جاری رکھتے ہوئے کچھ عرصہ ضلع سیالکوٹ کے مختلف مقتدر علماء اور انجمن نعمانیہ لاہور سے اکتساب فیض حاصل کیا۔ بعد ازاں آپ بریلی تشریف لے گئے اور وہاں اعلیٰ حضرت مولانا شاہ احمد رضا خاں ؒ کے سایہ عاطفت میں زانوئے تلمذ تہ کر کے فقہ ' تفسیر' حدیث پاک کلام اور قانون کی تکمیل اور دستار فضیلت حاصل کی۔

روحانی تعلیم

بریلی شریف سے فارغ التحصیل ہو کر باجازت استاد کامل موصوف آپ صوفی کامل عارف اکمل ' فاضل حضرت مولانا سید مہر علی شاہ صاحب (گولڑہ شریف) ؒ کے منظور نظر شاگرد رہے اور بعد ازاں قطب الاقطاب حضرت میاں شیر محمد صاحب شرقپوری ؒ سے بھی روحانی استفادہ کیا ان حضرات نے آپ کی بیعت کی نسبت کا ارادہ ظاہر فرمایا۔ تو ہر جگہ سے ہدایت ہوئی کہ آپ کو کسی سہروردی بزرگ کی تلاش کرنی چاہئے اور آپ کی خواہش ان حضرات کے ہاتھوں تکمیل نہ ہو سکی۔ حتیٰ کہ طالب علمی کا دور ختم کر کے آپ واپس وطن مالوف تشریف لائے اب حصول دین کے بعد یہی ایک خواہش موجزن تھی کہ آپ کسی مرد خدا کے ہاتھ میں ہاتھ دیں۔ "جوئندہ یابندہ" قدرت کاملہ نے اس

Marfat.com

سعادت کا سامان بھی پیدا فرمایا کہ آپ کے خاندانی بزرگان میں سے ایک صوفی مشرب بزرگ حضرت فیروز دین صاحبؒ سے آپ کا اس موضوع پر مکالمہ ہوا۔ جن کی وساطت سے آپ حضرت قبلہ مولانا الحاج میاں غلام محمد صاحبؒ حیات گڑھی کا پتہ مل گیا اور صوفی صاحب موصوف نے آپ کے ہاں حاضری کے لئے ترغیب دلائی۔

چنانچہ آپ میاں صاحبؒ کے آستانہ عالیہ پر جب حاضر ہوئے تو آپ کو دیکھتے ہی مرد کامل نے بذریعہ کشف ارشاد فرمایا "کہ آج رات ہی میرے شیخ حضرت قبلہ جنگو شاہ قلندرؒ نے مجھے تمہارے متعلق ارشاد فرمایا ہے کہ قلندر علی کو سنبھالو کیونکہ میرے نام کا ظہور اس کے نام سے ہوگا اور پھر فرمایا کہ تمہارے جدامجد اور نانا صاحبؒ ولی تھے۔ جنہوں نے آج رات مجھ سے مل کر تمہیں میرے سپرد کرتے ہوئے استدعا کی تھی کہ اس راہ میں تمہاری مدد کروں۔ چنانچہ آپ نے خضر صحرائے طریقت اور فنافی الرسول حضرت شیخ غلام محمد صاحب سہروردیؒ حیات گڑھی (ضلع گجرات) کے دست مبارک پر بیعت ہو کر راہ سلوک کی منازل طے کیں۔ آپ کا سلسلہ بیعت اٹھارہ واسطوں سے جناب والا شان شیخ اسلام حضرت مخدوم غوث بہاؤ الحق زکریا ملتانی سہروردیؒ سے جا ملتا ہے۔

لاہور میں آمد

حضرت نے مرشد کامل کی نگاہ پاک میں ریاضت و مجاہدہ میں کچھ وقت گزارا تھا۔ کہ عین عالم شباب میں آپ کو اپنے شیخ سے خرقہ ودستار خلافت عطا ہوئی۔ اس کے ساتھ ہی آپ کو حکم ملا کہ آپ لاہور حضرت حسن شاہ صاحبؒ (عرف حسو تیلی سہروردی) کے مزار (واقعہ ایبٹ روڈ) پر جا کر میرے آنے تک بطریق چلہ کشی قیام کریں۔ چنانچہ آپ نے تعمیل ارشاد لاہور پہنچ کر ایسا کیا اور آپ کے لاہور آنے کے بعد حضرت میاں صاحبؒ بھی اس مزار پر لاہور تشریف لائے اور آپ کو مستقبل کے لئے ارشاد فرمایا کہ اس مزار سے

Marfat.com

فارغ ہوکر تمہیں مستقل طور پر لاہور ہی میں قیام کرنا ہوگا چنانچہ اس طرح آپ کو شہر لاہور کی سلطنت رشد وہدایت سپرد ہوئی اور اسی وقت سے آج تک حضرت کے اسم گرامی پر آستانہ عالیہ سہروردیہ محلہ آدیاں بلند سٹریٹ قلعہ گوجر سنگھ لاہور دینی برکات وفیوض کا مرکز بنا ہوا ہے۔ حضرت قبلہ نے بظاہر حیات طیبہ جامع مسجد حضرت ابوالمعالیؒ لاہور میں درس تدریس اور خطبات کا سلسلہ تقریباً آٹھ سال جاری رکھا۔ جس کی روشنی میں عام وخاص' ظاہری وباطنی علوم سے فیض یاب ہوئے اور کچھ عرصہ جامع مسجد چوہدریاں قلعہ گوجر سنگھ لاہور میں فریضہ تبلیغ ادا کرتے رہے۔ آپ گھنٹوں وعظ فرماتے اور جلوت وخلوت میں بندگان خدا کی دینی ودنیاوی رہنمائی فرمایا کرتے

وصال

جیسا کہ پہلے ذکر کیا گیا ہے کہ آپ محلہ آدیاں بلند سٹریٹ قلعہ گوجر سنگھ لاہور میں قیام پذیر رہے۔ اسی محلہ اور آستانہ عالیہ میں آپ تقریباً 63 برس کی عمر میں واصل بحق ہوئے۔ آپ کی تاریخ وصال مورخہ 10 ستمبر 1958ء بمطابق صفر المظفر سن 1377ھ بروز بدھ ہے۔

آپ کا مزار مبارک موضع ہنجروال شریف واقعہ ملتان روڈ لاہور ہے جو لاہور سے سات میل کے فاصلہ پر ہے جو مرجع خلائق ہے۔

آپ کی ایک کتاب اَلْفَقْرُ فَخْرِیْ سے ایک اقتباس جو تصوف اور کتاب و سنت پر ہے پیش کیا جا رہا ہے۔

تصوف اور کتاب و سنت

یہ زمانہ بہت نازک زمانہ ہے۔ علومِ دینیہ کے متعلق لوگوں میں عجیب و غریب خیالات اور طرح طرح کے تصورات پیدا ہوتے چلے جا رہے ہیں۔ مغربی الحاد کی تند و تیز

Marfat.com

آندھیاں اٹھ رہی ہیں۔ جنھوں نے اس دنیا میں ایک قیامت برپا کر رکھی ہے۔ اور ان کی بدولت ملک کے نوجوانوں اور تعلیم یافتہ لوگوں کے عقائد بالکل متزلزل ہو گئے ہیں۔ وہ نہایت بے باکی بلکہ دیدہ دلیری سے دین سے انکار اور دینی تعلیمات سے نفرت کا اظہار کر رہے ہیں۔ کبھی وہ احادیث کی بے ضرورتی پر زور دیتے ہیں اور کبھی وہ تصوف کے وجود ہی سے انکار کر دیتے ہیں۔ پھر ان ہی پر کیا منحصر ہے۔ پاکستان میں ایک طبقہ ایسا بھی موجود ہے جو تصوف کی اصل اساس ہی کا سرے سے قائل نہیں۔ اور اعلانیہ کہتا ہے کہ یہ جدید اختراع اور بدعت ہے۔ حالانکہ یہ سخت غلطی اور شدید مغالطہ ہے جیسا کہ ہم اس سے پیشتر ذکر کر چکے ہیں کہ تصوف کی ابتداء بھی دیگر علوم دینیہ کی طرح حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہی کے عہد مبارک سے ہوئی ہے اور یہ عہد رسالت اور عہد صحابہ میں بھی جلوہ گر رہا ہے۔

قرونِ اولیٰ کے بزرگان

ہاں اتنا ضرور ہوتا ہے کہ اس صداقت پر مختلف قسم کی اختراعات کا ایک ہلکا سا غبار بیٹھ گیا ہے۔ اور تصوف کی جو حالت قرن اولیٰ کے بزرگان دین میں جلوہ گر تھی عہد حاضر میں اس کی صورت اس سے کچھ متفاوت ہو گئی۔ اس تغیر کی وجہ اس کے سوا اور کچھ نہیں کہ لوگوں نے دنیا طلبی کے لئے ہر زمانہ میں اپنے اغراض و مقاصد کی پیش بندی کے واسطے ایسی باتوں کو مذہبی پیرایہ میں پیش کرنا شروع کر دیا۔ جن کی کتاب و سنت میں کوئی اصل نہیں تھی۔ اور رفتہ رفتہ وہی باتیں جزو دین سمجھ لی گئیں۔ چونکہ ان ماننے والوں میں اپنے جاہل پیشواؤں کی تقلید و حرمت کا جوش بے پناہ تھا اور وہ ان کی ہر بات کو بمنزلہ وحی سمجھنے کے خوگر ہو چکے تھے اس لئے انہوں نے ان کی تحقیق کے لئے کتاب و سنت کی طرف رجوع نہ کیا۔ جس کا اثر یہ ہوا کہ زمانہ کے ساتھ تصوف کا شفاف چشمہ گدلا

Marfat.com

ہو گیا۔ یہ حقیقت ہے کہ تصوف اس مبارک زمانہ میں اس نام کے ساتھ موجود تھا۔ اور اصحابِ صفہ میں یہ اپنی تمام حقیقت اندوزیوں کے ساتھ جلوہ گر تھا۔ اور ان کے بعد تابعین و تبع تابعین یکے بعد دیگرے اس نعمت سے یکساں طور پر برابر مستفید ہوتے رہے۔ یہاں تک کہ وہ دور آیا کہ یونانیوں کے فلسفہ الہیات یا حکمت اشراق نے معشر اسلام میں ایک اختلال کی صورت پیدا کر دی۔ عین اس وقت صوفیائے کرام کی توجہ اس طرف مرکوز ہوئی۔ مگر اس نازک دور میں ایک نئی مصیبت یہ پھیل گئی تھی کہ بعض مصنفین کو یہ جنون لاحق ہو چکا تھا کہ وہ خواہ مخواہ اہلِ فلسفہ کی مصطلحات اور ان کے مفاہیم کو وحی الہٰی سے تطبیق دینے کی فکر کرنے لگے تھے۔ اور اس سعی میں ٹھوکروں پر ٹھوکریں کھاتے چلے جا رہے تھے۔ (لفظ تصوف کا اشتقاق نہ صوف ہے نہ صفہ جیسا کہ حضور غوثِ اعظم نے لکھا ہے اور حضرت امام غزالیؒ نے بھی یہ بیان کیا ہے کہ یہ مشتق ہے لفظ صفات صوفی کی جو تعریف بزرگان دین نے کی ہے' وہ یہ ہے کہ جو اخلاقِ رذیلہ سے پاک اور اخلاق فاضلہ سے متصف ہو کر اپنے اوقات اطاعت و عبادات میں گزارتے ہوئے آگے بڑھے وہی صوفی ہوتا ہے) لیکن ہم اپنے تجربہ کی بناء پر جو کچھ سمجھ سکے ہیں وہ یہ ہے کہ انسان شریعت اسلامیہ کی اساس پر قائم رہتے ہوئے روحانی ترقی کرے۔ اور اس کا باطن نور الٰہی سے منور ہو جائے حقیقت یہ ہے کہ تصوف ایک ایسا علم باطنی ہے جس کی حقیقت لفظوں میں بیان ہی نہیں کی جا سکتی جو اس سبزہ زار میں اترتا ہے' وہی اس کی سرشاریوں اور فائزالمرامیوں کو سمجھ سکتا ہے۔ جس طرح دنیا میں اور علوم بھی ہیں جیسے علوم عقلیہ' علوم ذہنیہ' علوم لطیفہ وغیرہ وغیرہ جو بیشتر ظواہر سے تعلق رکھتے ہیں۔ اس طرح علوم باطنی بھی ہیں۔ جن کا تعلق باطنی ترقی سے ہے۔ جیسا کہ ہم عرض کر چکے ہیں کہ اس کی اساس شریعت ہی ہوتی ہے۔ لہذا حقیقی صوفی وہی ہوتا ہے جو شریعت کا پورا پورا پابند ہو۔ اور اسلام کی تعلیمات سے سرمو تجاوز نہ کرے۔ سنت کے جادہ کو

Marfat.com

تلاش کر کے اس پر گامزن ہو۔ ویسے تو مجذوبین بھی اس دنیا میں ہیں اور ان میں بھی بڑے بڑے باکمال اور صاحب حال بزرگ موجود ہیں جنہیں دنیا والے مجنوں و دیوانے یا جو دل میں چاہے کہیں اور علمائے کرام بھی شریعت کی عدم پابندی کی بناء پر انہیں جو چاہیں لکھیں۔ مگر یہ حقیقت ہے کہ انہیں دنیا اور اغراض دنیا سے کوئی سروکار نہیں ہوتا۔ اور یہی ان کے کمال کی دلیل ہے۔ اور اسی سے ان کے علوم و مرتبہ کے متعلق کسی حد تک قیاس کیا جا سکتا ہے۔ حقیقت میں تصوف بھی دیگر علوم کی طرح ایک علم ہے۔ جس طرح کوئی شخص موسیقی ریاضی اور فلسفہ وغیرہ کو اسی صورت میں سمجھ سکتا ہے کہ وہ کم از کم ان علوم کی مبادیات سے واقف ہو۔ اسی طرح علم تصوف کی حقیقت سے آشنا ہونا آسان نہیں۔ اسے وہی شخص سمجھ سکتا جو مجاہدات' ریاضات' تصفیہ قلب تزکیہ نفس' مشاہدات' مراقبات کیفیات اور واردات قلبی پر عبور رکھتا ہو۔ یہ مصطلحات بھی ایسی ہیں کہ سائنس کی مصطلحات کی طرح محض ان کا نام معلوم ہونے سے کچھ حاصل نہیں ہو سکتا۔

شریعت کی اساس

حیرت ہے کہ وہ علم جس کی اساس شریعت حقہ ہے اسے بھی لوگ اسلام سے الگ اور غیر بتانے میں باک نہیں کرتے اور یہ وہ لوگ ہیں جو نہ شریعت کی روح سے واقف ہیں۔ نہ ہی وہ اس پر عمل پیرا ہوتے ہیں ہاں اعتراض کرنے میں وہ بڑے سرگرم ہوتے ہیں۔ حالانکہ علوم ظاہری قال سے اور علوم باطنی حال سے تعلق رکھتے ہیں۔ اس لئے یہ علم کسی عارف کامل کی صحبت و توجہ کے بغیر حاصل نہیں بلکہ عمل سے ہے۔ اور یہ سچ پوچھو تو عمل اور فقط عمل ہی تصوف کا نظری اور عملی رخ ہے۔ بغیر عمل کے تصوف بادہ بے کیف گل بے رنگ اور نغمہ بے اثر ہے۔ عمل کے بغیر تصوف کی روح تک نہ کسی کو

Marfat.com

رسائی ہوئی ہے۔ نہ ہو سکتی ہے۔ رہا یہ امر کہ اس کی حقیقت عام طور پر عقول مادیہ سے بالاتر ہے تو یہ بھی کوئی بات نہیں۔ علم موسیقی کو لیجئے اس کی مصطلحات اور اس کے نغموں کے متعلق تصریحات پڑھ کر اس وقت تک کسی کے پلے کچھ نہیں پڑتا جب تک وہ اسے حاصل کرنے کے لئے عملی ریاضت نہ کرے کسی چیز کی حقیقت نہ سمجھنے سے اس کی نفی لازم نہیں آتی۔ معراج' نبوت' رسالت اور معاد وغیرہ دینی مسائل ہیں جن پر ایمان لانا ہر مسلمان کے لئے لازمی و ابدی ہے لیکن اگر کوئی مسلمان اپنی عقل سے کام لینا چاہے تو وہ قیامت تک بھی ان کی حقیقت معلوم نہیں کر سکے گا۔ البتہ علم تصوف ہی ایک ایسی چیز ہے جو ان سب کی عقدہ کشائی بھی کر دیتا ہے۔ علامہ ابن جوزی جو بڑے پایہ کے بزرگ گزرے ہیں انہوں نے بھی بڑے شدومد کے ساتھ تصوف سے انکار کیا ہے۔ مگر جیسا کہ شیخ الانوار میں امام عبدالوہاب شعرانی نے لکھا ہے کہ صوفیوں کے برخلاف ہر زمانہ میں اعتراض و انکار کئے جاتے رہے۔ جن کا سبب یہ رہا کہ جس مقام تک یہ بزرگ پہنچ چکے تھے عقول عامہ وہاں تک پہنچنے سے قاصر رہی تھیں مگر کبھی انہوں نے اس کی پرواہ نہیں کی۔ حضرت امام نے یہ بھی صاف صاف لکھا ہے کہ اہل تصوف کا طریق انبیاء علیہم السلام کے قدم بقدم چلنا ہے۔

تصوف کی حقیقت

تصوف سے مراد وہ حقیقی نور علم ہے جو کتاب و سنت پر شدت تمام عمل کرنے سے اولیاء اللہ کے دلوں کو چمکا دیتا ہے۔ حضرت امام شافعی رحمتہ اللہ علیہ کس رتبہ و شان کے بزرگ ہیں وہ فرماتے ہیں کہ مجتہدین شریعت اور مجتہدین طریقت سب راست باز ہیں۔ جنہیں اللہ نے اپنی شریعت کی خدمت کے لئے منتخب فرمالیا ہے۔

سید الطائفہ حضرت جنید بغدادی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ہم اہل تصوف کا علم

Marfat.com

کتاب و سنت ہی سے استوار و مستحکم ہوتا ہے۔ لوگ حضرت شبلی کو دیوانہ سمجھتے تھے آخر انہیں اور ان کے ساتھ متعدد صوفیاء کو گرفتار کرلیا گیا۔ سوالات بھی انہیں سے کئے گئے۔ جو نہایت فقہی سوالات تھے لیکن انہوں نے ایسے واضح جوابات دیئے کہ سب لوگ دنگ رہ گئے۔ آخر ان لوگوں کو انہیں رہا کرنا پڑا۔

حضرت امام ابو تراب بخشی نے فرمایا ہے کہ جب کوئی شخص خدا کی طرف سے منہ پھیرلیتا ہے۔ تو اس کی پہلی علامت اور پہلا کام یہ ہوتا ہے کہ وہ اولیاء اللہ کے متعلق زبان طعن دراز کرنی شروع کر دیتا ہے۔ حضرت شیخ محمد مغربی شاذلی فرمایا کرتے تھے کہ اہل طریقت کی حقانیت پر حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت خضر علیہ السلام کا واقعہ شاہد ہے کیونکہ جیسا کہ خود قرآن کریم فرماتا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ان سے کہا تھا کہ آیا میں اس شرط پر آپ کی پیروی کروں کہ آپ مجھے اپنے خداداد علم سے صلاح و تقویٰ کی تعلیم کریں گویا جس طرح شریعت کا حاصل کرنا ضروری ہے۔

طریقت کا حصول

عین اسی طرح علم طریقت کا حصول بھی ضروری ہے۔ حضرت شیخ محی الدین ابن عربی نے حضرت امام فخر الدین رازی کو لکھا کہ اگر آپ کسی اہل اللہ کی مجلس میں بیٹھ کر حقیقت شریعت سے آگاہی حاصل کریں تو وہ آپ کو بہت جلد شہود حق کے مرتبہ تک پہنچا دے گا۔ جس سے آپ کو بلا تکلف خدائے تعالیٰ کی طرف سے علوم حقیقت معلوم ہونے لگیں گے۔ آپ کو واضح رہنا چاہئے کہ استدلال سے جو علم حاصل ہوتا ہے اس کو علم حقیقت کے ساتھ کوئی نسبت ہی نہیں کیونکہ نظر و فکر چند عقلی ڈھکوسلوں کا نام ہے۔ وہ علم حاصل کیجئے جس سے آپ کی ذات کو حقیقی کمال حاصل ہو اور مرنے کے بعد بھی ساتھ جائے۔ علوم وہی ہیں جو دینی طریق پر اور بروئے مشاہدہ خدا تعالیٰ کی طرف سے عطا

Marfat.com

ہوتے ہیں۔ ان کے علاوہ جتنے علوم ہیں ان کا فائدہ صرف انسان کی زندگی تک محدود ہے لیکن یہ علوم خلوت و ریاضت مشاہدہ اور جذب الٰہی کے بغیر حاصل نہیں ہوسکتے اور اہل حقیقت کے علوم کا حصول ایمان اور تقویٰ پر منحصر ہے۔ کیونکہ خود اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ **وَلَوْ اَنَّ اَهْلَ الْقُرٰى اٰمَنُوْا وَاتَّقَوْا لَفَتَحْنَا عَلَيْهِمْ بَرَكٰتٍ مِّنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ** اگر ان بستیوں کے رہنے والے ایمان لاتے اور تقویٰ اختیار کرتے تو ہم ان پر زمین و آسمان سے برکات کے دروازے کھول دیتے۔ اس آیت میں ارضی و آسمانی برکات سے مراد ظاہری برکات کے علاوہ موجودات ارضی و سماوی کے اسرار و حقائق بھی ہیں اور ایسے علوم حقیقت کا انکشاف مراد ہے۔ جو علومات' سفلیات اور عالم جبروت و ملکوت اور انوار و ملکوت کے متعلق ہوسکتے ہیں۔ پھر یہ آیت کریمہ **وَيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ** سے مراد جسمانی اور روحانی دونوں رزق ہیں۔ فرمان نبوی ہے۔ **ان لکل آیۃ ظہر و بطنا** " وحدا او مطلقا الیٰ سبحتہ البطن اس میں ظاہر سے مراد وہ احکام شرعیہ ہیں جن کی پابندی سے اعمال صالح بجا لائے جاتے ہیں اور باطن سے مراد اسرار و معارف ہیں۔ جو کمال ایمان و تقویٰ پر مترتب ہوتے ہیں۔ قرآن معارف و اسرار کا گنجینہ ہے۔ وہ ان لفظ پرستوں سے مخفی رکھا گیا ہے۔ جن کے حصے میں اہل حق کی تردید و تکذیب کے سوا اور کچھ نہیں آیا۔ یہ لوگ معارف حقائق کو اہل حقائق کی زبان سے سن پاتے ہیں تو بجائے اس کے کہ وہ اپنی کم علمی کا اعتراف کریں کہہ اٹھتے ہیں کہ اسلاف میں سے تو کسی نے یہ بات نہ کہی تھی' یہی وہ لوگ ہیں جو مشائخ عظام رحمتہ اللہ کے فیضان باطنی سے محروم رہ جاتے ہیں۔

حضرت شیخ بوالحسن شاذلی فرماتے ہیں کہ ایک ولی اللہ اور اس کے کمال باطنی کا اندازہ کرنے کے لئے چشم بصیرت کی ضرورت ہے۔ چنانچہ شیخ ابن تیمیہ نے ہمارے زمانہ میں اس امر کی نسبت بہت تجاوز کیا ہے اور بعض نے ان حقائق سے بھی انکار کیا ہے

Marfat.com

جن کی اصلیت مسلم و محکم ہے۔ لطف یہ کہ اختلاف ہے اور ایسے امور کے متعلق ہے جن کا تعلق مقام ولایت سے ہے۔ اس کا سمجھنا نہ نام نہاد محدثین کا کام ہے اور نہ علماء کا۔ اس لئے کہ یہ لوگ تو بجز معتقدات اور احکام جائز و ناجائز کے کچھ بتلا ہی نہیں سکتے۔

احکام شریعت

ان کے تو یہ امر ذہن نشین ہو چکا ہے کہ کتاب و سنت کا سمجھنا صرف علماء ہی کا کام ہے قرن اولیٰ میں بھی صوفیائے کرام موجود تھے اور وہ اس وقت تک کسی کو اپنے حلقہ بیعت میں نہ لیتے جب تک یہ نہ دیکھ لیتے کہ اسے احکام شریعت کا پورا علم ہے اور ان کی مجالس میں کتاب و سنت ہی کے اذکار رہتے تھے۔ لیکن اسرار حقائق و معارف کے بیان کے لئے علیحدہ مجالس بھی ہوتی تھیں۔ جس کی وجہ یہ تھی کہ قاصر الفہم لوگ بعض اعمال میں بدعقیدہ ہو کر متہم کرنے لگ جاتے تھے۔

بعض صحابہ کرام اور آئمہ اہل بیت مثلاً حضرت امام زین العابدین رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ سرچشمہ نبوت سے ہم نے بعض ایسے علوم بھی حاصل کئے ہیں کہ اگر انہیں ہم تم پر ظاہر کردیں تو کافر کہنے لگو۔

فی زمانہ بھی بعض لوگ بے تکلفی کے ساتھ کہہ دیا کرتے ہیں کہ محض شریعت کی پابندی تزکیہ نفس کے لئے کافی ہے۔ یہ ضرور ہے کہ انسان اس طرح ترقی کر سکتا ہے۔ مگر مقام اعلیٰ پر پہنچنا صرف شیخ کامل کی بیعت پر منحصر ہے۔ علمائے ظاہر میں ہر زمانہ میں غرور، غضب، طلب جاہ، ریا اور حرص وغیرہ دیکھے گئے ہیں اور ان خصوص میں وہ عام دنیاداروں سے ممیز نہیں ہوتے لیکن علمائے باطن میں پوری بے نفسی جلوہ گر ہوتی ہے، شیخ عزالدین ایک بڑے محدث گزرے ہیں جو کہا کرتے تھے کہ صوفیا بدعات پھیلانے

Marfat.com

والا ایک طبقہ ہے۔ بھلا کتاب و سنت کی پیروی کے علاوہ کوئی اور طریق ہو سکتا ہے لیکن ایک موقعہ پر دمیاط کی ایک مجلس میں بڑے بڑے مجتہدین' محدثین و فقہا' شیخ مکین الدین اور شیخ تقی الدین وغیرہ جمع تھے۔ شیخ عزیزالدین بھی پہنچ گئے' حضرت امام قشیری سے رسالہ تصوف کی بعض عبارتوں کے متعلق گفتگو شروع ہو گئی۔ اس دوران میں شیخ وقت شیخ بوالحسن شاذلی بھی تشریف لے آئے۔ ان سے کچھ فرمانے کی استدعا کی گئی۔ ان کے اصرار سے مجبور ہو کر شیخ نے جو تشریح شروع کی تو شیخ عزیزالدین کی یہ حالت تھی کہ بے اختیارانہ پکار اُٹھے کہ سنو سنو یہ وہ کلام ہے جو ابھی ابھی بارگاہ خداوندی سے نازل ہوا ہے اور جس سے حقانیت کے انوار چمکتے نظر آرہے ہیں۔ حضور غوث الاعظم رحمتہ اللہ علیہ کا ارشاد ہے کہ ہمیشہ سے یہی طریق چلا آتا ہے کہ کوئی فیض دیتا ہے اور کوئی لیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کسی کو تربیت کے بغیر مقامات عالیہ تک نہیں پہنچاتا۔

حضرت امام حنبلؒ اور حضرت شیخ عزیزالدین کتنے بڑے اور یگانہ روزگار محدثین گزرے ہیں۔ مدت تک صوفیاء کا انکار کرنے کے بعد آخر اُن ہی سے فیض حاصل کرنے پر مجبور ہو گئے حالانکہ اول الذکر کی یہ حالت تھی کہ اپنے بیٹے کو زور و شور سے نصیحت فرماتے رہتے تھے کہ کہیں ان صوفیاء کی صحبت میں نہ بیٹھنا کیونکہ یہ لوگ احکام شریعت سے بالکل بے خبر ہوتے ہیں۔ لیکن حضرت ابو حمزہ کی صحبت میں کیا پہنچے کہ آنکھیں کھل گئیں۔ پھر بیٹے کو بھی نصیحت کرنے لگے کہ ان کے متعلق بھی سوء ظنی سے کام نہ لینا' یہی صورت حضرت شیخ عزیزالدین کو حضرت شیخ بوالحسن شاذلی کی خدمت میں جا کر پیش آئی۔ کہا جا سکتا ہے اور کہا جاتا ہے کہ اگر یہ علم اتنا ہی ضروری تھا۔ تو صحابہ کرام نے علانیہ اس طرح تلقین کیوں نہ کی اور اس وقت ایسی صوفیانہ مصطلحات کیوں نہ پیدا ہو گئیں۔ اس کا جواب یہ ہے کہ وہ زمانہ مبارک تھا۔ علانیہ اس کی تبلیغ کی کوئی ضرورت نہ تھی۔ فیوض باطنی کا کام خاموشی سے جاری تھا لیکن جب زمانہ پر آشوب ہوا' فتنہ پھیلا'

Marfat.com

لوگ دنیا کی طرف کثرت سے راغب ہونے لگے اور نوبت یہاں تک پہنچ گئی کہ فلسفہ نے عقائد پر بجلیاں گرانی شروع کیں۔ انوار سنت کی چمک کم ہو چلی تو یہ اشارۂ غیبی علمائے باطنی جو حقیقت میں وارث علوم نبوی اور انبیائے بنی اسرائیل تھے' اس طرف متوجہ ہوئے اور انہوں نے تزکیہ نفوس اور تصفیہ قلوب کے لئے سعی شروع کردی۔ خود امام قشیری نے لکھا ہے کہ امراض باطنیہ کے ظہور کا زمانہ تیسری جماعت یعنی تبع تابعین کا آخری دور ہے۔

شیخ کامل کا انتخاب

متاخرین میں حضرت حافظ ابن حجر کتنے بلند پایہ محدث گزرے ہیں۔ فتح الباری شرح صحیح بخاری انہی کی لکھی ہوئی ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ ہر طالب خدا کو چاہئے کہ وہ اپنی رہنمائی کے لئے کسی شیخ کامل کو منتخب کرلے اور منکرین کی تعصب آمیز باتوں میں ہرگز نہ آئے۔ یہ خیال رہے کہ جو شیخ بھی ہو اور عارف ہو' کامل ہو' احکام شریعت و حقیقت کا ماہر ہو۔ اس کے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ رسم و عادات کے اسلام سے برطرف ہوجائے اور اپنے شیخ ہی کے حکم پر چلے اور جب کسی کو ایسا رہبر مل جائے تو پھر اس کے لئے حرام ہے کہ وہ اس کا دامن چھوڑے۔ آپ نے یہ بھی لکھا کہ میں جو کچھ کہہ رہا ہوں' کتاب اللہ اور سنت نبوی" اجماع امت اور قیاس چاروں کی پوری پوری شہادت سے کہہ رہا ہوں۔ یہی نہیں بلکہ چاروں آسمانی کتابیں اس دعویٰ پہ شاہد ہیں۔

الغرض باالفاظ مختصر تصوف یا طریقت نام ہے۔ راہ خاص کا جو بہت دشوار ہے اور جس میں مجاہدات و ریاضیات کی کٹھن منازل عبور کرنا پڑتی ہیں اور شریعت نام ہے راہ عام کا جو آسان ہے اور جس کی پابندی عوام و خواص دونوں کے لئے ضروری ہے۔

کتاب و سنت کے اتباع کامل میں جب تک نفس و جبرو تشدد کا تعلق رہتا ہے۔

Marfat.com

شریعت کہلاتی ہے اور جب یہ اتباع ذوق و شوق کے ساتھ ہونے لگتا ہے عبادات اور اعمال نیک میں لذت محسوس ہونے لگتی ہے۔ قال سے حال تک نوبت پہنچ جاتی ہے تو اسے طریقت کے نام سے موسوم کرتے ہیں۔ یہ صحیح ہے کہ اتباع کتاب و سنت خواہ نفس پر جبر ہی سے ہو نجات اخروی کے لئے کافی ہے اور اسی لئے تصوف و طریقت کو فرض قرار نہیں دیا گیا بلکہ مستحب بتایا گیا ہے لیکن پہلی حالت میں نفسانی خواہشات کا خطرہ ضرور باقی رہتا ہے اور جب اطاعت و عبادت میں لذت آنے لگتی ہے تو شیطان کی رخنہ اندازی اور نفس کی نیش زنی کا اندیشہ زائل ہوجاتا ہے۔ ایک پابند شریعت انسان کتاب و سنت کی پیروی تو کرے گا مگر اسے اپنے نفس پر اس کے لئے کم و بیش جبر ضرور کرنا پڑتا ہے۔ کبھی جنت کے نعماء کے خیال سے اور کبھی عذاب جہنم کے خوف و دہشت سے لیکن بخلاف ازیں ایک صاحب طریق جو کچھ کرے گا پورے شوق و رغبت اور والہیت و شیفتگی کے ساتھ کرے گا۔ اسے نہ جنت کی پرواہ ہوگی اور نہ دوزخ کا اندیشہ ہوگا۔ جو کچھ اس سے صدور میں آئے گا وہ عاشقانہ اور والہانہ نوعیت کا ہوگا اور ایسے لوگوں کا کہنا بے جا نہ ہوگا کہ حقیقتاً یہ اہل طریقت کی جماعت عشاق کی جماعت ہے۔

چونکہ ان کا اتباع کامل ہوتا ہے۔ مرضیات الیہ پر اپنی مرضیات قربان کئے ہوتے ہیں۔ اس لئے خدا بھی انہیں برگزیدہ بنا لیتا ہے۔ مستجاب الدعوات ہوجاتے ہیں اور جو کہتے ہیں خداوند عالم پورا فرما دیتا ہے۔ جو خدا کا کہنا مانتے ہیں خدا بھی ان کا کہنا مانتا ہے۔ کیونکہ ان کے سامنے صرف رضا الٰہی ہوتی ہے۔ **والذین امنوا اشد حبا للہ** کے مصداق ہوتے ہیں۔ اس والہانہ اطاعت و رضاجوئی میں ایک وہ وقت بھی آتا ہے جیسا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ خدائے قدوس فرماتا ہے کہ میں بندہ کی آنکھ بن جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے۔ کان بن جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے۔ پاؤں بن جاتا ہوں جن سے وہ چلتا ہے۔ ہاتھ بن جاتا ہوں جن سے وہ کام کرتا ہے۔ یہی وہ

Marfat.com

منزل ہے جس کو فنافی اللہ کہتے ہیں۔ بندہ کی ہر حرکت خداوندی حرکت میں تبدیل ہو جاتی ہے۔ حدیث جبریل میں جو بخاری اور مسلم میں موجود ہے۔ اسلام اور ایمان کے بعد احسان کا ذکر ہے جس کی تفسیر خود حضور نبی کریمؐ نے فرمائی ہے۔ **اِن تعبداللہ کانک تراہ فان لم تکن تراہ فانہ یراک** یعنی اخلاق اور احسان یہ ہے کہ اللہ کی عبادت اس طرح کرے کہ گویا تو اسے دیکھ رہا ہے۔ اگر یہ نہیں تو پھر اس طرح عبادت کر کہ وہ تجھے دیکھ رہا ہے۔

روح طریقت

یہ "احسان ہی جان تصوف اور روح طریقت ہے اور یہ اشارہ اسی کی طرف ہے جس سے مراد صدق اور توجہ الی اللہ ہے۔ علماء کہتے رہے ہیں کہ مجاہدہ اور کثرت عبادات میں چونکہ نفس کو تکلیف مالایطاق ہوتی ہے اس لئے شرعاً" جائز نہیں۔ ضرورت ہے عبادت اتنی کی جائے کہ وہ باعث ملال خاطر نہ ہو۔ کوئی حق شرعی اس سے فوت نہ ہو لیکن ظاہر ہے کہ صوفیاء کے مجاہدات شوق و لذات کی ایک دنیا اپنے جلو میں لئے ہوئے ہوتے ہیں اور ان کی راتیں بیداری و عبادت کے لئے وقف اور دن رضا جوئی الٰہی کے لئے معین ہوتے ہیں۔ اس لئے ان میں ملال خاطر کا کوئی شائبہ بھی نہیں پایا جاتا۔ رہی بیعت' تو یہ حضور نبی کریمؐ کے عمل سے ثابت ہے۔ جیسے کہ حضرت جریر بن عبداللہؓ سے حضور نبی کریم علیہ السلام نے نماز پڑھنے' زکوٰۃ دینے اور ہر مسلمان سے خیر خواہی کرنے کی بیعت لی اور کسی سے بیعت ہجرت' کسی سے ترک گناہ اور بہتان نہ باندھنے اور چوری نہ کرنے کی بیعت لی۔

اسی طرح اگر آج بھی کوئی بزرگ کسی سے کسی نیک کام' ترک گناہ اور روحانی ترقی کی بیعت لے تو یہ عین اتباع شریعت ہوگا۔ خلاصہ یہ کہ تصوف ایک نہایت مقدس

Marfat.com

اور شریف علم ہے۔ جس کا آغاز حضور نبی کریمؐ ہی سے ہوا۔ جنہیں شب معراج میں خرقہ عطا ہوا تھا۔ چونکہ اب اس علم کے ورثاء میں جاہل اور بے علم زیادہ ہیں جو صرف نام کے صوفی رہ گئے ہیں اور اپنی جہالت کے باعث شریعت سے بھی دور جا پڑے ہیں۔ اس لئے لوگوں کو اور سوء ظنی کا موقعہ مل رہا ہے' ورنہ صوفی ہر حالت میں شریعت کا تبع اور کتاب و سنت کا عامل ہوتا ہے۔

ختم شریف سلسلہ عالیہ سہروردیہ

1- بسم اللہ الرحمٰن الرحیم	786 مرتبہ
2- درود شریف حضری صلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ محمد و آلہ واصحابہ وسلم	(511 مرتبہ)
3- سورۃ فاتحہ	(111 مرتبہ)
4- سورۃ الم نشرح	111 مرتبہ
5- سورۃ اخلاص	111 مرتبہ
6- درود شریف ہزارہ	111 مرتبہ
7- یا قاضی الحاجات	111 مرتبہ
8- یا کافی المہمات	111 مرتبہ
9- یا شافع الامراض	111 مرتبہ
10- یا حل المشکلات	111 مرتبہ
11- یا سامع المناجات	111 مرتبہ

Marfat.com

12- یا مجیب الدعوات	111 مرتبہ
13- یا مسبب الاسباب	111 مرتبہ
14- یا مفتح الابواب	111 مرتبہ
15- یاارحم الراحمین	111 مرتبہ
16- واللہ غالب علیٰ امرہ	111 مرتبہ
17- یاحی یاقیوم برحمتک استغیث	111 مرتبہ
18- لا الہ الا انت سبحانک انی کنت من الظالمین	313 مرتبہ

Marfat.com

باب نہم

سلسلہ عظیمیہ

سلسلہ عالیہ عظیمیہ کی بنیاد سیدنا حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی شرف قبولیت کے بعد جولائی 1960ء میں رکھی گئی۔

یہ سلسلہ عالیہ جذب و سلوک دونوں روحانی شعبوں پر محیط ہے اور سالک کو روحانیت کی تعلیم پر خاص زور دیا جاتا ہے۔ اس سلسلہ کی سب سے اہم بات یہ ہے کہ یہ ایک علمی سلسلہ ہے۔ اس سلسلہ میں روایتی پیری مریدی نہیں ہے اور نہ ہی کوئی مخصوص لباس اور کوئی وضع قطع ہے۔ صرف خلوص کے ساتھ طلب روحانیت کا ذوق و شوق ہی طالب کو سلسلہ کے ساتھ منسلک رکھتا ہے اور سلسلہ میں مریدین کو دوست کے لفظ سے یاد کیا جاتا ہے۔ تعلیم و تربیت کے لئے سخت ریاضتوں' چلوں اور مجاہدوں کی بجائے ذکر واشغال نہایت آسان ہیں۔ تعلیم کا محور غار حرا والی عبادت ہے۔ یعنی مراقبہ

دورِ حاضر میں خانقاہی نظام کی اہمیت

آج کے جدید دور کے ترقی یافتہ اور شعور والے انسان کی ضرورتوں اور تقاضوں سے ہم آہنگ کرنے اور انسان کے جدید سائنسی علوم سے آراستہ شعور کی تربیت کے لئے ایک نئے چیلنج کا سامنا تھا۔

سلسلہ عظیمیہ کی بنیاد

اس نئے درپیش چیلنج سے نپٹنے کے لئے جدید افکار و نظریات سے لیس ایک نئے

Marfat.com

سلسلے کے اجرا کی ضرورت محسوس کرتے ہوئے ایک روز مرشد کریم حضور خواجہ شمس الدین عظیمی مدظلہ تعالیٰ نے عارف باللہ' ابدال حق واقف اسرار کن فیکون' حامل علم لدنی' واقف رموز لامکانی' بحر تکوین کے امیرالبحر حسن اُخریٰ سید محمد عظیم برخیاء حضور قلندر بابا اولیاءؒ کو سلسلہ عالیہ عظیمیہ کی بنیاد رکھنے کی درخواست پیش کی۔ حضور قلندر بابا اولیاءؒ نے یہ درخواست سرور کائنات فخر موجودات سیدنا حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی بارگاہ میں پیش کی۔ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس درخواست کو قبول فرما کر سلسلہ عالیہ عظیمیہ کو قائم کرنے کی اجازت عطا فرمادی۔

سلسلہ عظیمیہ کا تعارف

سلسلے کے تعارف میں مرشد کریم فرماتے ہیں موجودہ دور سائنسی دور ہے۔ انسان شعوری طور پر اتنا ترقی کر چکا ہے کہ وہ ہر چیز کی حقیقت کو کھلی آنکھ سے دیکھنا چاہتا ہے۔ وہ ایک طرف تو زمین کی انتہائی گہرائی تک پہنچنے کی کوشش کر رہا ہے اور دوسری طرف آسمانوں کی رفعت کی پیائش کر رہا ہے ایسے حالات میں وہ ہر شے کی حقیقت کی تلاش میں لگا ہوا ہے۔ جس طرح انسان نے ظاہری دنیا میں کامیابیاں حاصل کی ہیں اسی طرح وہ باطنی یا روحانی دنیا کے حقائق جاننے کا خواہاں ہے۔ سائنسی ترقی کی وجہ سے انسان کے ذہن کی رفتار بہت تیز ہو گئی ہے اور وہ کسی بات کو اس وقت قبول کرتا ہے جب اس بات کے متعلق کیوں' کیسے اور کس لئے کے جوابات اسے مل جائیں۔

جدید سائنسی دور

انسان نے جس قدر سائنسی ترقی کی ہے اسی قدر وہ مذہب سے دور ہو گیا ہے اور اس کا عقیدہ کمزور ہو گیا ہے۔ یقین ٹوٹ گیا ہے اور انسان سکون سے نا آشنا ہو گیا ہے۔

Marfat.com

سکون کی تلاش و جستجو میں انسان روحانیت کی طرف متوجہ ہوا مگر روحانیت کے حصول کے لئے وہ غیر سائنسی طور طریقوں کو اپنانا نہیں چاہتا اس کی کو پورا کرنے کے لئے ایک ایسے سلسلے کی ضرورت تھی جو وقت کے تقاضوں کے عین مطابق ہو۔ سلسلہ عالیہ عظیمیہ کا قیام اسی مقصد کے تحت ہوا ہے اور یہ سلسلہ جدید تقاضوں کو پورا کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس سلسلے میں روایتی طور طریقوں کو نظرانداز کر کے جدید طرزیں اختیار کی گئی ہیں۔ جدید افکار و نظریات سے ہم آہنگ ہونے کے باعث یہ سلسلہ تیزی سے دنیا کے تمام ممالک میں مقبول ہو رہا ہے۔

سلسلہ عظیمیہ کا جدید طرز تعلیم

سلسلہ عالیہ عظیمیہ جذب و سلوک کے دونوں روحانی شعبوں پر محیط ہے۔ اس سلسلے میں روایتی پیری مریدی کا مروجہ طریقہ نہیں ہے۔ نہ اس میں کوئی مخصوص لباس ہے نہ کوئی وضع قطع مختص ہے۔ خلوص کے ساتھ طلب روحانیت کا ذوق و شوق ہی طالب کو سلسلہ عظیمیہ سے منسلک رکھتا ہے۔ تعلیم کا محور غار حرا والی عبادت ہے جہاں سرکار دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم نے طویل عرصہ صرف کیا۔ اس عبادت یعنی مراقبہ سے سالک میدان روحانیت میں با آسانی گامزن ہو جاتا ہے۔ جوں جوں اس کا قدم آگے بڑھنے لگتا ہے اس پر تفکر کے دروازے کھلنے لگتے ہیں۔ لاشعور میں ہر سمت بیداری اور نظر میں اسرار کے پردوں میں جھانکنے کی صلاحیت پیدا ہو جاتی ہے اور وہ زاہد خشک کی بجائے حق آگاہی کا ایک ہوشمند طالب علم بن جاتا ہے۔ چونکہ امام سلسلہ ابدال حق حضور قلندر بابا اولیاءؒ شعبہ تکوین کے اعلیٰ ترین عہدے اور قلندریت کے نہایت بلند مقام پر فائز ہیں اس لئے سلسلہ عالیہ عظیمیہ میں قلندری رنگ مکمل طور پر موجود ہے۔

Marfat.com

عارف باللہ اور فیضان حق

قلندر عارف باللہ، علم الٰہی کا آئینہ دار ہوتا ہے۔ حق کی عکاسی کرتا ہے۔ انوار محمدی کے طفیل وہ خالق و مخلوق کے درمیان رابطہ بن جاتا ہے کہ ادھر اللہ سے واصل ادھر مخلوق میں شامل فیضان حق سے سیراب ہوتا ہے۔ توحیدی سکون اور حق آگہی کے کیف میں زندگی گزارتا ہے۔ غیب کی ہر راہ اس کے لئے اپنی انتہا تک کھلی ہوتی ہے۔

دربار فقراء

مشاہدہ کرنے والوں نے دیکھا کہ قلندر بابا اولیاءؒ کی محفل میں، ان کے دسترخوان پر شیعہ سنی دیوبندی بریلوی غرضیکہ ہر مکتبہ فکر کے لوگ بصد آداب بیٹھے ہوئے نظر آتے تھے۔ قادری چشتی، نقشبندی، سہروردی ہر روحانی سلسلہ کے تشنہ لبوں کی حضور قلندر بابا اولیاءؒ کی جوئے کرم سے سیرابی ہوتی تھی۔ قلندر بابا اولیاءؒ نے جس کو محبت اور کرم کی نگاہ سے دیکھ لیا اس کی دنیا ہی بدل گئی۔ جس کو ان کی طرز فکر منتقل ہو گئی اس کے نصیب جاگ اٹھے اور وہ حق آگہی کے شرف سے مشرف ہو گیا۔

شان قلندر

مستی خود آگہی قلندر کی ایک شان ہوتی ہے اس کو ذات اور صفات دونوں کی آگہی حاصل ہوتی ہے۔ وہ اپنے وجود سے گم اور حق میں ضم ہو جاتا ہے یہ ادائے قلندرانہ ہے کہ درویشانہ بے نیازی کے ساتھ تحیر اور لب بندی اس کا شیوہ ہوتی ہے۔ قلندر شہید خفی ہو کر جیتے جی مر کر اپنے وجود میں سبحانیت کا نظارہ کرتا ہے وہ دمادم دم کے کیف دائمی سے سرشار ہوتا ہے۔ حضوری کے رشتے میں منسلک مَنْ عَرَفَ نَفْسَہٗ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّہٗ کے بھید کا رازدان ہوتا ہے۔ اس کے وجودی کثافتوں کے پردے ہٹ جاتے ہیں اور وہ حق کو

Marfat.com

حقانیت میں دیکھتا ہے۔

قلندر بابا اولیاءؒ اور خانقاہی نظام

حضور قلندر بابا اولیاءؒ نے خانقاہی نظام کو موجودہ دور کی ضروریات سے ہم آہنگ کر کے ہمیں تخلیق کائنات کے فارمولوں سے روشناس کرانے کو سلسلہ عالیہ عظیمیہ جاری فرمایا ہے۔ تخلیقی فارمولوں کا تجزیہ کرنے والے بتاتے ہیں کہ "علم الکتاب" تخلیق کے بڑے سے بڑے اور چھوٹے سے چھوٹے زاویے پر محیط ہے۔ علم کی تشریح کے لئے دو طرزیں یا دو رخ قائم کئے جاتے ہیں تصوف کی زبان میں ان دو طرزوں کو علم حصولی اور علم حضوری کہا جاتا ہے۔

علم حضوری و علم حصولی

علم حضوری اور علم حصولی میں فرق یہ ہے کہ علم حصولی کے دائرہ کار میں جتنی چیزیں آتی ہیں۔ وہ سب وسائل کی محتاج اور پابند ہیں جبکہ علم حضوری وسائل کی احتیاج سے بے نیاز اور ماورا علم ہے۔ خانقاہی نظام تعلیم اسی علم حضوری کی تعلیم دینے کا ایک مضبوط نظام ہے۔ دنیا کی تمام یونیورسٹیاں تمام تعلیمی ادارے علم حصولی کا پرچار کرتے ہیں اور ان کے برعکس خانقاہی نظام تعلیم علم حضوری کے حصول کا وہ طریقہ ہے جس کی بنیاد حضور نبی کریمؐ نے اصحاب صفہ کی سنت جاری فرما کر رکھی تھی۔

Marfat.com

حضرت حسن اُخرٰی محمد عظیم برخیا

حضور قلندر بابا اولیاءؒ

سلسلہ عالیہ عظیمیہ جذب و سلوک دونوں روحانی شعبوں پر محیط ہے۔ سلسلہ عالیہ عظیمیہ کی بنیاد سیدنا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ اقدس میں شرف قبولیت کے بعد جولائی 1960ء میں رکھی گئی۔

امام سلسلہ عالیہ عظیمیہ ابدال حق سیدنا مرشد حسن اُخرٰی محمد عظیم برخیا خصوصاً اکیس سلاسل طریقت کے مربی و مشفق ہیں۔ سلسلہ عالیہ عظیمیہ میں روایتی پیری مریدی نہیں ہے۔ نہ جبہ و دستار ہے۔ نہ منبرو محراب ہے۔ اگر کسی طالب کو در عظیم سے کچھ لینا ہے تو اس کے لئے خلوص اور طلب علم کے لئے ذوق وشوق کا ہونا کافی ہے۔

سیدنا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وارث ابدالِ حق قلندر بابا رحمتہ اللہ علیہ مرتبہ' قلندریت کے مقام اعلیٰ پر فائز ہونے کی وجہ سے آپ کی ذات بابرکات کا رنگ قلندریہ ہے۔ اسی لئے سلسلہ عظیمیہ عالیہ کا رنگ بھی قلندریہ ہے۔ ابدال حق حضور قلندر بابا اولیاءؒ کی تعلیمات کا نچوڑ یہ ہے کہ ـــــ

انسان کو محض روٹی کپڑے کے حصول اور آسائش و زیبائش ہی کے لئے پیدا نہیں کیا گیا بلکہ اس کی زندگی کا اولین مقصد یہ ہے کہ وہ خود کو پہچانے۔ اپنے اس رحمت للعالمین محسنؐ انسانیت کا قلبی و باطنی تعارف حاصل کرے جن کے جودو کرم اور رحمت سے ہم ایک خوش نصیب قوم ہیں اور جن کی تعلیمات سے انحراف کے نتیجے ہیں ہم دنیا کی بدنصیب اور بدترین قوم بن چکے ہیں۔ سلسلہ عالیہ عظیمیہ کے اغراض و مقاصد حسب ذیل ہیں۔

(1) صراط مستقیم پر گامزن ہو کر دین کی خدمت کرنا۔

Marfat.com

(2) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات پر صدق دل سے عمل کرکے آپ کے روحانی مشن کو فروغ دینا۔

(3) مخلوق خدا کی خدمت کرنا۔

(4) علم دین کے ساتھ ساتھ لوگوں کو روحانی اور سائنسی علوم حاصل کرنے کی ترغیب دینا۔

(5) لوگوں کے اندر ایسی طرز فکر پیدا کرنا جس کے ذریعے وہ روح اور اپنے اندر روحانی صلاحیتوں سے باخبر ہو جائیں۔

(6) تمام نوع انسانی کو اپنی برادری سمجھنا۔ بلا تفریق مذہب و ملت ہر شخص کے ساتھ اخلاق سے پیش آنا اور حتی المقدور ان کے ساتھ ہمدردی کرنا۔

اللہ کی سنت میں نہ تبدیلی ہوتی ہے اور نہ تعطل واقع ہوتا ہے۔ اس قانون کے مطابق جب اللہ کے رسولؐ نے ہماری ظاہری آنکھ سے پردہ فرما لیا تو سنت کو جاری و ساری رکھنے کے لئے اللہ نے اپنے رسولؐ کے ورثا کا ایک سلسلہ قائم کر دیا۔ سلسلہ کیا ہے؟ ان اولیاء اللہ کا گروہ ہے جن کے بارے میں قرآن مجید فرقان حمید میں ارشاد ربانی ہے۔

الا اِنّ اولیاء اللہ لا خوفٌ علیھم ولا ھُم یحزنونَ اللہ کے دوستوں کو خوف ہوتا ہے اور نہ وہ غم آشنا زندگی سے مانوس ہوتے ہیں۔

علم حضوری سے مالا مال اولیاء اللہ نے خاتم المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کے مشن کی پیش رفت کے لئے ہدایت و رہنمائی کی ذمہ داری اپنے ناتواں کندھوں پر اٹھائی۔ آج یہ جو توحید کا غلغلہ اور علم حضوری کی جھلک نظر آتی ہے یہ سب حضور اکرمؐ کے عملی اور روحانی کوشش کا ثمر ہے۔ حضور قلندر بابا اولیاءؒ فرماتے ہیں۔

حضور علیہ الصلوۃ والسلام اللہ کے ایسے محبوب بندے ہیں کہ جتنی قربت اللہ نے

Marfat.com

انہیں عطا کی ہے کسی اور کو نصیب نہیں ہوئی۔ جس قوم یا جس فرد پر حضور کے اعلیٰ اوصاف اور روحانی اقدار کی چھاپ نہ ہو اس کا یہ کہنا کہ میں حضورؐ کا امتی ہوں حضورؐ کے ساتھ بے ادبی اور گستاخی ہے۔

اس پاکیزہ کردار عارف حق' اسرار الٰہی کا بحرِ زخار اور دریائے ناپیدا کنار حضور قلندر بابا اولیاءؒ نے ہمیں بتلایا ہے کہ آج ہم کفر و شرک کے طوفان سے اگر بچے ہوئے ہیں تو اس کی وجہ وہ آواز ہے جو پیدا ہوتے ہی ہم اپنے بچوں کی حق آشنا سماعت میں منتقل کر دیتے ہیں۔ اذان کے معنی اور مفہوم پر تفکر کرنے سے یہ بات مشاہدہ میں آ جاتی ہے کہ پیدا ہونے والے ہر بچے کے دماغ کی اسکرین --- (SCREEN) پر پہلا نقش یہ رقم ہوتا ہے کہ ہمارا پیدا کرنے والا اللہ ہے۔ وہ اللہ جو ہمیں زندہ رکھتا ہے اور ہمارے لئے زندگی کے وسائل فراہم کرتا ہے۔

ہر زمانے میں نوعِ انسانی کی شعوری اور جسمانی صلاحیتوں میں فرق بھی واضح رہا ہے۔ ایک زمانے میں لوگوں کے پاس جسمانی قوت کی فراوانی تھی لیکن ان کے شعور کی قوتیں اتنی مضبوط نہیں تھیں جتنی کہ آج دیکھنے میں آ رہی ہیں۔ فی زمانہ ماحول کے اثرات سے لوگوں کے اعصاب کمزور ہو گئے ہیں۔ ان کی مصروفیات میں حد درجہ اضافہ ہو گیا ہے۔ چنانچہ آج لوگوں کے لئے یہ ممکن نہیں رہا کہ وہ پرانے طریقہ ہائے ریاضت پر عمل کر سکیں۔

آج کے سائنسی دور میں کوئی بات اس وقت قابلِ قبول ہے جب اسے فطرت کے مطابق اور سائنسی توجیہات کے ساتھ پیش کیا جائے۔ سلسلہ عالیہ عظیمیہ کا مشن بھی یہی ہے کہ لوگوں کے اوپر تفکر کے دروازے کھول دیئے جائیں چنانچہ حالاتِ حاضرہ کے پیشِ نظر سلسلہ عالیہ عظیمیہ کے اسباق و اذکار بہت ہی مختصر مرتب کیے گئے ہیں جن کے ذریعے رہروان سلوک کو عرفان خداوندی نصیب ہوتا ہے۔

Marfat.com

حضور قلندر بابا اولیاءؒ کی تعلیمات اور موجودہ سائنسی ماحول کا اگر زیادہ گہرائی اور توجہ سے تفکر کیا جائے تو یہ بات کھل کر سامنے آتی ہے کہ حق تعالیٰ نے خاص طور پر اپنے بندوں کے لئے اس دور جدید میں حضور قلندر بابا اولیاءؒ کو خدمت خلق کے لئے منتخب فرمایا۔ اسی لئے آپ کی بزرگان دین نے خاص طور پر تربیت فرمائی جیسا کہ تذکرہ قلندر بابا اولیاءؒ میں ہے۔ قلندر بابا اولیاءؒ نے ابتدائی تعلیم شہر خورجہ (بھارت) میں حاصل کرنے کے بعد ہائی سکول تک بلند شہر میں پڑھا اور پھر انٹر (INTER) میں داخلہ علی گڑھ مسلم یونیورسٹی میں لیا۔

علی گڑھ میں قیام کے دوران آپ کی طبیعت میں درویشی کی طرف میلان بہت زیادہ بڑھ گیا اور وہاں مولانا کابلیؒ کے پاس قبرستان کے حجرے میں زیادہ وقت گزارنے لگے۔ صبح تشریف لے جاتے اور رات گئے واپس آتے۔ اسی اثناء میں آپ اپنے نانا بابا تاج الدین ناگپوری کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ نانا جان نے آپ کو وہاں روک لیا آپ کے والد محترم کو جب یہ معلوم ہوا تو وہ ناگپور تشریف لے گئے اور بابا تاج الدینؒ سے درخواست کی کہ اس کی تعلیم نامکمل رہ جائے گی۔ اسے واپس علی گڑھ بھیج دیجئے۔ استادوں کے استاد واقف اسرار و رموز' حامل علم لدنی حضرت بابا تاج الدینؒ نے ارشاد فرمایا کہ اس کو اس سے زیادہ پڑھایا گیا جتنا یہ اب تک پڑھ چکا ہے تو یہ میرے کام کا نہیں رہے گا۔ قلندر بابا کے والد صاحب نے ایک مشفق باپ کی طرح بیٹے کو سمجھایا اور جب دیکھا کہ بیٹے کا میلان طبع فقر کی طرف مائل ہے تو انہوں نے یہ کہہ کر "بیٹے! تم خود سمجھ دار ہو جس طرح چاہو اپنا مستقبل تعمیر کرو۔" اور بیٹے کو اس کے حال پر چھوڑ دیا۔

قلندر بابا اولیاءؒ اپنے نانا تاج الدین ناگپوریؒ کی خدمت میں نو سال مقیم رہے۔ نو سال کے عرصے میں حضرت بابا تاج الدین ناگپوریؒ نے آپ کی روحانی تربیت فرمائی تربیت کے زمانے کے بے شمار واقعات میں سے چند واقعات کا تذکرہ اور اس کی علمی توجیہہ ابدال

Marfat.com

حق قلندر بابا اولیاءؒ نے کتاب تذکرہ تاج الدین بابا اولیاءؒ میں فرمائی ہے۔

حضرت خواجہ شمس الدین عظیمی صاحب تذکرہ قلندر بابا اولیاءؒ میں تحریر فرماتے ہیں۔

1956ء میں سلسلہ سہروردیہ کے بزرگ قطب ارشاد حضرت ابوالفیض قلندر علی سہروردی قدس سرہ العزیز (آپ کا مزار مبارک لاہور ہنجروال میں واقع ہے) کراچی تشریف لائے۔ حضور بابا صاحبؒ ان کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور بیعت حاصل کرنے کی درخواست پیش کی حضرت ابوالفیض قلندر علی سہروردیؒ نے ارشاد فرمایا۔ رات کو تین بجے آؤ۔ سخت سردی کا عالم تھا۔ حضور بابا صاحب گرانڈ ہوٹل میکلوڈ روڈ، کراچی کی سیڑھیوں پر رات کے دو بجے جا کر بیٹھ گئے۔ ٹھیک رات تین بجے سہروردی بزرگ نے دروازہ کھولا اور اندر بلا لیا۔ سامنے بٹھا کر حضور بابا صاحبؒ کی پیشانی مبارک پر تین پھونکیں ماریں۔ پہلی پھونک میں عالم ارواح منکشف ہو گیا۔ دوسری پھونک میں عالم ملکوت وجبروت سامنے آگیا اور تیسری پھونک میں حضور بابا صاحبؒ نے عرش معلیٰ کا مشاہدہ کیا۔ حضرت ابوالفیض قلندر علی سہروردی رحمتہ اللہ علیہ نے قطب ارشاد کی تعلیمات تین ہفتے میں پوری کر کے خلافت عطا کر دی۔

اس کے بعد حضرت قلندر بابا اولیاءؒ کی روحانی تعلیم شروع کی اور پھر یہ سلسلہ یہاں تک پہنچا کہ سیدنا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے براہ راست علم لدنی عطا فرمایا اور سیدنا حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی رحمت اور نسبت کے ساتھ بارگاہ رب العزت میں پیشی ہوئی اور اسرار و رموز کا علم حاصل ہوا۔

حضور قلندر بابا اولیاءؒ فطرتاً ذہین حلیم الطبع مخلص، شاعر، فلاسفر، وسیع المعلومات، خلیق، سخن سنج اور پر مزاح تھے۔ بابا صاحبؒ حسن اخلاق کا ایسا سراپا تھے کہ جس کی مثال ملنا مشکل ہے۔ اپنے حلقہ احباب، صحافی، قلم کار اور عامتہ الناس میں نہایت عزت و جاہ کے

Marfat.com

مالک مانے جاتے تھے۔ بہت ہی مقبول اور ہر دلعزیز تھے۔ آنے والوں کی ممکنہ خاطر مدارت کرنا' پریشان لوگوں کی دلجوئی کرنا' دوسرے کی تکلیف کو اپنی تکلیف سمجھنا اور توقع سے زیادہ اس کا دکھ بانٹ لینا۔ یہ وہ اعلیٰ اوصاف تھے جن کا اظہار آپ نے اوائل عمر سے شروع کر دیا تھا۔ کراچی میں اردو ڈان اخبار کے سب ایڈیٹر اور اس کے بعد رسالہ نقاد میں ایک عرصے تک کام کرتے رہے۔ پاکستان کے وجود میں آنے سے پیشتر دہلی میں مختلف رسائل و جرائد کی صحافت اور شعراء کے دیوانوں کی اصلاح و ترتیب کا کام کیا اور شب و روز میں شہر کے مشہور و معروف دانشور' شعراء اور ادباء کی محفلیں جمتیں۔ اور دن کے وقت ان کے پاس صوفی منش لوگ آتے اور تصوف پر سیر حاصل گفتگو اور تبصرے ہوتے۔ اہل ذوق حضرات آپ کی صحبت صالحہ سے مشرف و بامراد ہوتے۔

علم لدنی کی تعلیم کے دوران اور اس کے بعد بھی حضور بابا صاحبؒ ڈھائی تین گھنٹے سے زیادہ کبھی نہیں سوئے۔ نیند پر ان کو پوری طرح غلبہ اور دسترس حاصل تھی آپ کی زندگی میں ایک ایسا بھی دور آیا کہ حضور بابا صاحبؒ پر جذب کیف و مستی اور عالم استغراق کا غلبہ ہو گیا۔ اکثر خاموش رہتے۔ گاہے بگاہے گفتگو بے ربط ہو جاتی تھی۔ جذب و کیف کی یہ مدت زیادہ عرصہ تک قائم نہیں رہتی تھی۔

ایک مرتبہ لیٹر پیڈ (LETTER PAD) پر نام چھپوانے کے لئے حضور بابا صاحبؒ سے اجازت طلب کی۔ سید حسن اُخریٰ سیّد محمد عظیم برخیا لکھ کر خدمت میں پیش کیا گیا۔ حضور قلندر بابا صاحب نے لفظ سیّد پر دائرہ بنا دیا اور فرمایا نام کے ساتھ یہ نہ لکھا جائے۔ عرض کیا گیا کہ آپ نجیب الطرفین سید ہیں اس لئے درخواست ہے کہ سید لکھنے کی اجازت مرحمت فرما دی جائے۔ حضور بابا صاحب نے فرمایا کہ' سید لکھنا اس شخص کو زیب دیتا ہے۔ جس کے اندر سیدنا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کچھ تو اوصاف موجود ہوں اور یہ کہہ کر زارو قطار رونے لگے۔ اتنا روئے کہ کہ ہچکیاں بندھ گئیں۔ روتے روتے ٹوٹے پھوٹے الفاظ

Marfat.com

میں ارشاد فرمایا کہ میں خود کو اس کا اہل نہیں سمجھتا کہ اپنے نام کے ساتھ سید لکھوں۔

ابدال حق حضور قلندر بابا اولیاء فرماتے ہیں۔ خرق عادت یا کرامت کا ظہور کوئی اچنبھے کی بات نہیں ہے۔ جب کسی بندہ کا شعوری نظام لاشعوری نظام سے خود اختیاری طور پر مغلوب ہو جاتا ہے تو اس سے ایسی باتیں سرزد ہونے لگتی ہیں جو عام طور سے نہیں ہوتیں اور لوگ انہیں کرامت کے نام سے یاد کرنے لگتے ہیں جو سب بھان متی ہے۔ روحانی علوم اور روحانیت بالکل الگ ہے۔۔۔۔ اعمال و حرکات میں خرق عادت اور کرامت خود اپنے اختیارات سے بھی ظاہر کی جاتی ہے اور کبھی کبھی اختیاری طور پر بھی سرزد ہو جاتی ہے۔ خرق عادت آدمی کے اندر ایک ایسا وصف ہے جو مشق کے ذریعے متحرک کیا جا سکتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

میں چھپا ہوا خزانہ تھا۔ میں نے محبت کے ساتھ مخلوق کو تخلیق کیا تاکہ میں پہچانا جاؤں۔

پہچاننے کے لئے ضروری تھا کہ مخلوق خالق سے اور۔۔۔ خالق کی صفات سے متعارف ہو۔ تعارف کے لئے ضروری ہے کہ درمیان میں ایک ذات ایسی ہو جو تعارف کا منشاء پورا کر سکے۔ تعارف کی تکمیل اس وقت تک نہیں ہوتی جب تک کہ تعارف کرانے والا خود ذات کی پوری صفات کا عارف نہ ہو۔ لہٰذا یہ ضروری ہوا کہ ذات باری کی صفات کا واقف ایک ایسا نور پیدا ہو جو خالق کے اس منشاء کو جو مخلوق میں تعارف سے ہے پورا کر سکے۔ یہی نور "علیٰ نور" سیدنا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں۔

اللہ تعالیٰ کی سنت میں نہ تبدیلی واقع ہوتی ہے اور نہ تعطل پیدا ہوتا ہے۔ اس لئے سیدنا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پردہ فرمانے کے بعد یہ سلسلہ حضورؐ کی امت میں اولیاء اللہ کے ذریعے قائم ہے اور ابد تک قائم رہے گا۔ ایسے بندوں سے جب کوئی خرق عادت

Marfat.com

صادر ہوتی ہے تو کرامت کہلاتی ہے اور یہی خرق عادت جب پیغمبر کے ذریعے سامنے آتی ہے تو معجزہ کہلاتی ہے۔ چونکہ ان پاکیزہ ہستیوں کو حضور اکرمؐ سے خاص نسبت ہوتی ہے اس لئے ان کی ذات سے ایسے ایسے واقعات منظرعام پر آتے ہیں جن کی عقلی تشریح ممکن نہیں۔

سیدنا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وارث اور اللہ کے دوست حضور قلندر بابا اولیاء رحمتہ اللہ علیہ کی ذات بابرکات سے جو کرامات وقتاً فوقتاً صادر ہوتی رہی ہیں ان میں سے چند قارئین کی خدمت میں پیش ہیں۔

ایک لڑکی کو پیش کیا گیا جو پیدائشی طور پر گونگی اور بہری تھی جن لوگوں نے حضور قلندر بابا اولیاءؒ کو قریب سے دیکھا ہے وہ یہ بات اچھی طرح جانتے ہیں کہ ان کے مزاج میں احتیاط بہت تھی اور وہ کرامات سے طبعاً گریز فرماتے تھے۔ اس دن نہ معلوم کون سا وقت تھا کہ حضور باباجیؒ نے لڑکی کو مخاطب کر کے فرمایا۔ "تیرا نام کیا ہے؟"

دوسری دفعہ آپؒ نے پھر فرمایا۔ "تیرا نام کیا ہے؟" لڑکی پھٹی پھٹی آنکھوں سے دیکھتی رہی۔ تیسری بار انہیں جلال آگیا۔ سخت غصہ کے عالم میں مارنے کے سے انداز میں ہاتھ اٹھایا اور فرمایا۔ "بتا تیرا نام کیا ہے؟"

اور لڑکی نے بولنا شروع کر دیا۔ اس وقت اس لڑکی کا سن سولہ سترہ سال ہو گا۔

شاہ عبداللطیف بھٹائیؒ

حضور قلندر بابا اولیاءؒ کی روحانی اولاد واجب الاحترام قبلہ خواجہ شمس الدین عظیمی صاحب تذکرہ قلندر بابا اولیاءؒ میں تحریر فرماتے ہیں کہ ہمارے ایک دوست تھے مظفر صاحب۔ یہ حضور بابا صاحبؒ کی حیات میں ہی بروک بانڈ کمپنی میں سیلز ڈائریکٹر تھے۔ حضور بابا صاحب ہر اتوار کی شام کو ان کے گھر تشریف لے جاتے اور بہت سارے لوگ جمع ہو کر

Marfat.com

اپنے مسائل پیش کرتے تھے۔ اللہ تعالٰی مظفر صاحب کو جنت الفردوس میں جگہ دیں اور بہت سی نعمتیں عطا کریں۔ حضور بابا صاحبؒ کی انہوں نے بہت خدمت کی ہے۔ ایک روز پروگرام بنا کہ حضرت لعل شہباز قلندرؒ اور حضرت شاہ عبداللطیف بھٹائیؒ کے مزارات پر حاضری دی جائے۔ حضرت شاہ عبداللطیف بھٹائی رحمتہ اللہ علیہ کے مزار مبارک پر جب سب لوگ اندر تشریف لے گئے اور فاتحہ پڑھی تو حضور بابا صاحب تیزی کے ساتھ مزار مبارک سے متصل مسجد میں تشریف لے گئے۔ مسجد کے ایک گوشے میں بہ نفس نفیس وبہ تمام کمال جسمانی طور پر اللہ کے دوست حضرت شاہ عبداللطیف بھٹائی رحمتہ اللہ علیہ موجود تھے۔ حضور بابا صاحب قبلہؒ نے نہایت ادب و احترام کے ساتھ ان سے مصافحہ کیا اور عرض کیا۔ "شاہ صاحب! میرے ساتھ اور بھی لوگ ہیں۔ وہ ڈر جائیں گے۔"

ان الفاظ کے ساتھ ہی شاہ صاحب بجلی کے کوندے کی طرح نظروں سے اوجھل ہو گئے۔

حضرت خواجہ غریب نواز رحمتہ اللہ علیہ اور حضرت بوعلی شاہ قلندر رحمتہ اللہ علیہ

جس زمانے میں قبلہ قلندر بابا اولیاءؒ رسالہ نقاد کراچی میں کام کرتے تھے۔ میرا (خواجہ شمس الدین عظیمی) یہ معمول تھا کہ شام کو چھٹی کے وقت حاضر خدمت ہوتا اور حضور بابا صاحب قبلہ کو اپنے ساتھ لے کر نقاد کے دفتر سے کچھ دور رتن تلاب پر واقع اپنے جھونپڑے میں لے جاتا۔ وہاں ایک بہت خوبصورت نشست ہوتی تھی۔ غیر تعلیم یافتہ مگر بہت مخلص، تعلیم یافتہ اور سلجھے ہوئے دوست تشریف لاتے تھے۔ ایک روز کا واقعہ ہے کہ میں دوپہر کو گھر آیا تو ایک صاحب جن کا نام زبیر احمد تھا مجھے ملے۔ انہوں نے بتایا کہ حضور بابا صاحب قبلہؒ اور دو اور بزرگ کمرے میں تشریف رکھتے ہیں اور اندر سے کنڈی لگالی ہے۔ دروازے کے پاس میں

Marfat.com

نے بزرگوں کی سرگوشی سنی لیکن کوئی لفظ میرے کان میں نہیں پڑا تھا۔ سوچا بازار سے دودھ لے آؤں اور چائے بنالوں۔ چولہا جلا کر پانی رکھا اور دودھ لینے چلا گیا۔ دودھ لے کر واپس آیا تو تینوں صاحبان تشریف لے جا چکے تھے۔ بہت افسوس ہوا بہرحال شام کو جب میں حضور بابا صاحبؒ کو لینے کے نقلو کے دفتر پہنچا تو میں نے پوچھا۔ "حضور دوپہر کے وقت آپ چلے آئے۔ میں چائے پیش کرنا چاہتا تھا اور آپ کے ساتھ وہ بزرگ حضرات کون تھے؟"

فرمایا۔ "بو علی شاہ قلندرؒ اور خواجہ معین الدین چشتیؒ تشریف لائے تھے۔ کچھ قانون کے اوپر تبادلہ خیال کرنا تھا۔"

مجھے آج تک اس بات کا ملال ہے کہ میں نے دودھ لینے کے لئے زبیر صاحب کو کیوں نہیں بھیج دیا۔ کاش ایسا ہو جاتا اور اس خاکسار کو حضور خواجہ غریب نواز رحمتہ اللہ علیہ اور بو علی شاہ قلندر رحمتہ اللہ علیہ کی جسمانی زیارت ہو جاتی۔

حضور قلندر بابا اولیاء رحمتہ اللہ علیہ نے اپنے پسماندگان میں چار ـــ صلبی اولادیں چھوڑی ہیں جن میں دو صاحبزادے اور دو صاحبزادیاں ہیں۔ ان کے اسمائے گرامی حسب ذیل ہیں۔

1 حضرت صاحبزادہ شمشاد احمد صاحب

2 حضرت صاحبزادہ رؤف احمد صاحب

3 حضرت بی بی سلیمہ خاتون صاحبہ

4 حضرت بی بی تسلیمہ خاتون صاحبہ

حضرت قلندر بابا اولیاء رحمتہ اللہ علیہ کی روحانی اولاد کو بابا صاحب کے فیض کو عام کرنے کے لئے تین کتابیں بطور ورثہ منتقل ہوئی ہیں۔

1 علم و عرفان کا سمندر رباعیات قلندر بابا اولیاء رحمتہ اللہ علیہ۔

Marfat.com

2 اسرار و رموز کا خزانہ "لوح و قلم"

3 کشف و کرامات اور ماورائی علوم کی توجیہات پر مستند کتاب "تذکرہ تاج الدین بابا اولیاءؒ"

اس کے علاوہ حضور قلندر بابا اولیاءؒ نے اپنی روحانی اولاد کے لئے عالم لاہوت، ملکوت، جبروت، اور ارض و سماوات کی تخلیق اور تسخیر کائنات کے فارمولوں پر بہت سارے نقشے بنا کر دیئے ہیں۔ حضور قلندر بابا اولیاء کی کتاب لوح و قلم سے ایک مضمون پیش خدمت ہے۔

لوحِ محفوظ قانون
تصرّف

تجلی تنزل کر کے نور بنتی ہے اور نور تنزل کر کے روشنی یا مظہر بن جاتا ہے۔ یہی مظہر شئے ہے جو تجلی اور نور کی مظاہراتی شکل ہے۔ بہ الفاظ دیگر تجلی تنزل کر کے نور بنی اور نور تنزل کر کے شئے یا مظہر بنا۔ یہ مظہر تجلی اور نور سے تخلیق ہوا، پھر نور اور تجلی ہی میں فنا ہو گیا اور اگر اللہ تعالیٰ چاہے گا تو اس ناموجود کو پھر موجود کر دے گا۔ عارف علم شئے میں ہی تصرف کرتا ہے جس کا اثر شئے پر براہ راست پڑتا ہے۔

تصرف کی تین قسمیں ہیں:-

1 معجزہ

2 کرامت

3 استدراج

یہاں تینوں کا فرق سمجھنا ضروری ہے۔ استدراج وہ علم ہے جو اعراف کی بری

Marfat.com

روحوں یا شیطان پرست جنات کے زیر سایہ کسی آدمی میں خاص وجوہ کی بنا پر پرورش پا جاتا ہے۔ اس کی ایک مثال حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے دور میں بھی پیش آئی ہے۔

اس دور میں صاف ابن صیاد نام کا ایک لڑکا مدینے کے قریب کسی باغ میں رہتا تھا۔ موقع پا کر شیطان کے شاگردوں نے اسے اچک لیا اور اس کی چھٹی حس کو بیدار کر دیا۔ وہ چادر اوڑھ کر آنکھیں بند کر لیتا اور ملائکہ کی سرگرمیوں کو دیکھتا اور سنتا رہتا۔ وہ سرگرمیاں عوام میں بیان کر دیتا۔ جب حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے اس کی شہرت سنی تو ایک روز حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے فرمایا۔ "آؤ' ذرا ابن صیاد کو دیکھیں!"

اس وقت وہ مدینے کے قریب ایک سرخ ٹیلے پر کھیل رہا تھا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس سے سوال کیا۔ "بتا! میں کون ہوں؟"

وہ رکا اور سوچنے لگا۔ پھر بولا۔ "آپ امیوں کے رسول ہیں لیکن آپ کہتے ہیں کہ میں خدا کا رسول ہوں۔"

حضور علیہ الصلوٰۃ السلام نے فرمایا۔ "تیرا علم ناقص ہے' تو شک میں پڑ گیا۔ اچھا بتا! میرے دل میں کیا ہے؟"

اس نے کہا۔ "دخ ہے۔" (ایمان نہ لانے والا) یعنی آپ میرے متعلق یہ سمجھتے ہیں کہ میں ایمان نہ لاؤں گا۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔ "پھر تیرا علم محدود ہے۔ تو ترقی نہیں کر سکتا۔ تو اس بات کو بھی نہیں جانتا کہ ایسا کیوں ہے۔"

حضرت عمرؓ نے فرمایا۔ "یا رسولؐ اللہ! اگر آپ اجازت دیں تو میں اس کی گردن مار دوں۔"

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جواب دیا۔ "اے عمر! اگر یہ دجال ہے تو اس پر تم قابو نہیں پا سکو گے اور اگر دجال نہیں ہے تو اس کا قتل زائد ہے۔ اس کو چھوڑ دو۔"

Marfat.com

غیب کی دنیا میں لفظ اور معنی کوئی چیز نہیں ہے۔ ہر چیز شکل و صورت رکھتی ہے خواہ وہ وہم ہو' خیال ہو یا احساس۔ اگر کسی انسان کی چھٹی حس بیدار ہے تو اس کے ذہن میں غیب بینی کی صلاحیت پیدا ہو جاتی ہے۔ عبرانی زبان میں نبی غیب بین کو کہتے ہیں اور رسول غیب کے قاصد کو۔ اس ہی وجہ سے ابن صیاد حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مرتبہ رسالت کو صحیح نہیں سمجھ سکا۔ اس نے جو کچھ دیکھا وہ یہ تھا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام غیب کے قاصد ہیں اور اس کی غیب کی روشناسی اپنی ہی حد تک تھی یا ان اجنبی کی حد تک تھی جو اس کے دوست یا استاد تھے۔ وہ ملائکہ کی سرگرمیوں کا مشاہدہ کر سکتا تھا۔ بس یہیں تک اس کے فن کی رسائی تھی۔ جب اس نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو سمجھنے کی کوشش کی تو معرفت الٰہی حاصل نہ ہونے کی وجہ سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو غیب کا رسول قرار دیا۔ اس کی غیب بینی صرف اس حد تک تھی کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک امی قوم میں پیدا ہوئے ہیں اور ان کے معجزات کا مظاہرہ امی قوم میں ہوا۔ اس فکر کے تحت اس نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو امیوں کا رسول کہا۔ جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس کو استدراج کی حدود میں مقید دیکھا تو اس سے یہ سوال کیا کہ بتا میرے دل میں کیا ہے جس کے جواب میں اس نے دخ کہا اور حضورؐ نے جب یہ دیکھا کہ ابن اصیاد کو معرفت حاصل نہیں ہو گی تو آپؐ نے فرمایا کہ تو ترقی نہیں کر سکتا۔

چنانچہ ابن صیاد کی طرح کسی بھی صاحب استدراج کو اللہ تعالیٰ کی معرفت حاصل نہیں ہو سکتی۔ علم استدراج اور علم نبوت میں یہی فرق ہے کہ استدراج کا علم غیب بینی تک محدود رہتا ہے اور علم نبوت انسان کو غیب بینی کی حدوں سے گزار کر اللہ تعالیٰ کی معرفت تک پہنچا دیتا ہے۔

علم نبوت کے زیر اثر جب کوئی خرقِ عادت نبی سے صادر ہوتی تھی اس کو معجزہ کہتے تھے اور جب کوئی خرق عادت ولی سے صادر ہوتی ہے تو اس کو کرامت کہتے ہیں

Marfat.com

لیکن یہ بھی علم نبوت کے زیر اثر ہوتی ہے۔ معجزہ اور کرامت کا تصرف مستقل ہوتا ہے۔ مستقل سے مراد یہ ہے کہ جب تک صاحب تصرف اس چیز کو خود نہ ہٹائے وہ نہیں ہٹے گی۔ لیکن استدراج کے زیر اثر جو کچھ ہوتا ہے وہ مستقل نہیں ہوتا اور اس کا اثر فضا کے تاثرات بدلنے سے خود بہ خود ضائع ہو جاتا ہے۔ استدراج کے زیر اثر جو کچھ ہوتا ہے اس کو جادو کہتے ہیں۔

تجلی کی جو روبرترازوورائے شعور ہے اس ہی سے تخلیق کی تمام اصلیں متصل ہیں۔ یہ اجزائے کائنات کے ہر ذرے میں محدود ترین مرکزیت کی آخری حد تک گشت کرتی ہے۔ اگر اس تجلی کو محدود ترین مرکز کائنات سے گزرتے وقت کوئی ناپسندیدہ امر پیش آ جائے تو اس کے اندر ایک طرح کی حالت جلال پیدا ہو جاتی ہے۔

استدراج کے اصول محدود ترین مرکز میں کوئی ناخوشگوار اثر پیدا کر دیتے ہیں۔ اس ناخوشگوار اثر کی وجہ سے تجلی جو خیر کی حقیقت ہے بیزار ہو جاتی ہے اور بیزاری کے نتیجے میں کوئی نہ کوئی تخریبی اثر مرتب ہو جاتا ہے۔ جب کوئی شخص محدود ترین مرکز کے خول میں کسی قسم کا تعفن یا کسی قسم کی کثافت پیدا کر لیتا ہے تو اس کی قوتیں تخریب اور شکست و ریخت پر قابو پا جاتی ہیں وہ صرف اس لئے کہ تجلی نے بے رخی اختیار کر لی ہے اور اس کی بے رخی سے خیر کی تاثیرات معطل ہو گئیں۔ محدود ترین مرکز کا خول انسانی جسم ہے۔

مثلاً سادھو اپنے محدود ترین مرکز کے خول یعنی جسم پر راکھ مل کر جلدی مسامات کو بالکل بن کر لیتے ہیں۔ چنانچہ ان کے جسم کی اندرونی روشنیاں جن کو زندگی کا قوام کہنا چاہئے، کثیف ہو کر رقیق بن جاتی ہیں۔ یہی تعفن کسی دوسرے جسم یا اجسام کے محدود ترین مرکزوں کی طرف بہنے لگتا ہے اور وہاں اپنی تاثیریں پیدا کر دیتا ہے جس سے وہ جسم یا اجسام تخریبی سرگرمیوں میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔

ہر مذہب میں عبادت کے لئے غسل یا وضو کا اہتمام کیا جاتا ہے حالانکہ عبادت کا

Marfat.com

تعلق صرف ذہن سے ہے جسم سے نہیں۔ غسل اور وضو کا منشا طبیعت کو شگفتہ کر کے انہماک پیدا کرنا ہے۔

قانون: یہاں یہ سمجھنا پڑے گا کہ ہمارے اشغال و اعمال جو جسمانی اعضا کے ذریعے صادر ہوتے ہیں کہاں تخلیق پاتے ہیں اور ان کی تخلیق کس طرح ہوتی ہے۔ اب ذرا ماہیت کی طرف رجوع کیجئے۔ یہ ماہیت شخص اکبر کا خاصہ ہے اور شخص اکبر تمام مخلوقات کی مختلف انواع کا مجموعہ ہے جن میں سے ہم کتنی ہی انواع و مخلوقات کو جانتے ہیں۔ شیر' گھوڑا' شاہین' ستارے' چاند' سورج' زمین' آسمان' جن' فرشتے' انسان' ہوا' پانی' چاندی' سونا' جواہرات' کنکر پتھر' پہاڑ' سمندر' سبزہ اور حشرات الارض ان میں سے ہر ایک' ایک نوع یا مخلوق ہے۔ ان کی نوع یا نوعیت ہی ان کی ماہیت ہے۔ اس ماہیت کا وقوع ہمیشہ ایک ہی طرز پر ہوتا ہے۔ جیسے شیر ایک شکل و صورت اور ایک خاص طبیعت رکھتا ہے' اس کی آواز بھی مخصوص ہے۔ یہ چیزیں اس کی پوری نوع پر مشتمل ہیں۔ بالکل اسی طرح انسان بھی خاص شکل و صورت' خاص عادتیں اور خاص صلاحیتیں رکھتا ہے لیکن یہ دونوں نوعیں اپنی ماہیتوں میں ایک دوسرے سے بالکل جدا ہیں۔ البتہ اصل ماہیت دونوں کی ایک ہے اور دونوں میں یکساں جسمانی تقاضے پیار اور رنج و غضب پایا جاتا ہے۔ یہ اشتراک نوع کی ماہیت میں نہیں بلکہ اصل ماہیت میں ہے۔ یہ اصل ماہیت زندگی کا وہ مرکز ہے جہاں زندگی کی انتہاؤں میں چھوٹے سے چھوٹے کیڑے کی زندگی اور چاند سورج کی زندگی مجتمع ہو جاتی ہے۔ اس قانون سے ہمیں روح کے دو حصوں کی معلومات حاصل ہوتی ہیں —— ایک ہر نوع کی جداگانہ ماہیت' دوسرے تمام انواع کی واحد ماہیت۔ یہی واحد ماہیت روح اعظم اور شخص اکبر ہے' اور ہر نوع کی جداگانہ ماہیت شخص اصغر ہے اور اس ہی شخص اصغر کے مظاہر افراد کہلاتے ہیں مثلاً تمام انسان شخص اصغر کی حدود میں ایک ہی ماہیت ہیں۔

Marfat.com

اول ہر نوع کے افراد شخص اصغر کی حدود میں یعنی اصغر ماہیت کے دائرے میں ایک دوسرے سے متعارف ہوتے ہیں۔ دوئم ہر فرد تمام انواع کے افراد سے شخص اکبر کی حدود یعنی اکبر ماہیت کے دائرے میں متعارف ہے ایک شیر دوسرے شیر کو بحیثیت شیر کے شخص اصغر کی صلاحیت سے شناخت کرتا ہے مگر یہی شیر کسی آدمی کو یا دریا کے پانی کو یا اپنے رہنے کی زمین کو یا سردی گرمی کو شخص اکبر کی صلاحیت سے شناخت کرتا ہے۔ اصغر ماہیت کی صلاحیت ایک شیر کو دوسرے شیر کے قریب لے آتی ہے۔ لیکن ایک شیر کو جب پیاس لگتی ہے اور وہ پانی کی طرف مائل ہوتا ہے تو اس کی طبیعت میں یہ تحریک اکبر ماہیت کی طرف سے ہوتی ہے اور وہ صرف اکبر ماہیت کی بدولت یعنی شخص اکبر کی وجہ 293
سے یہ بات سمجھتا ہے کہ پانی پینے سے پیاس رفع ہو جاتی ہے۔

کشش کا قانون

چنانچہ ذی روح یا غیر ذی روح ہر فرد کے اندر اکبر صلاحیت ہی اجتماعی زندگی کی فہم رکھتی ہے۔ ایک بکری سورج کی حرارت کو اس لئے محسوس کرتی ہے کہ وہ اور سورج شخص اکبر کی حدود میں ایک دوسرے سے الحاق رکھتے ہیں۔ اگر کوئی انسان شخص اکبر کی حدود میں فہم و فراست نہ رکھتا ہو تو وہ کسی دوسری نوع کے افراد کو نہیں پہچان سکتا اور نہ اس کا مصرف جان سکتا ہے۔ جب آدمی کی آنکھ ستارہ کو ایک مرتبہ دیکھ لیتی ہے تو اس کا حافظہ ستاروں کی نوع کو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے اپنے اندر محفوظ کر لیتا ہے۔ حافظہ کو یہ صلاحیت شخص اکبر سے حاصل ہوتی ہے لیکن جب کوئی انسان اپنی نوع کے کسی انسان کو دیکھتا ہے تو اس کی طرف ایک کشش محسوس کرتا ہے۔ یہ کشش شخص اصغر کا خاصہ ہے۔ یہاں سے اصغر ماہیت اور اکبر ماہیت کی تخصیص ہو جاتی ہے۔ اکبر ماہیت کشش بعید کا نام ہے اور اصغر ماہیت کشش قریب کا۔

Marfat.com

تجلی کی رو تمام انواع کی مخلوقات میں کشش بعید کا باہمی تعلق پیدا کرتی ہے۔ یہی تجلی جب تنزل کر کے نور کی شکل اختیار کرتی ہے تو کشش قریب بن جاتی ہے۔ تیسرے درجہ میں جب یہ تجلی نور سے تنزل کر کے روشنی کی صورت اختیار کرتی ہے تو ایک ہی نوع کے دو افراد کے درمیان باہمی کشش کو حرکت میں لاتی ہے۔

روحانی دنیا میں غیر ارادی حرکت کا نام کشش اور ارادی حرکت کا نام عمل ہے۔ غیر ارادی تمام حرکات شخص اکبر کے ارادے سے واقع ہوتی ہیں۔ لیکن فرد کی تمام حرکات فرد کے اپنے ارادے سے عمل میں آتی ہیں۔ جہاں تک نہر تسوید' تجرید' اور تشہید کے اوصاف ذات انسانی میں حرکت کرتے ہیں وہاں تک اس کا مقام اجتماعی اور شخص اکبر کا مقام ہے۔ البتہ جہاں سے نہر تظہیر کا وصف حرکت میں آتا ہے وہاں سے ذات انسانی کا مقام انفرادی ہے۔

نہر تسوید' نہر تجرید اور نہر تشہید کی حدودِ حرکت میں جب کوئی خرق عادت پیش آتی ہے تو کرامت کہلاتی ہے۔ جب نہر تظہیر کی حدود حرکت میں کوئی خرق عادت پیش آتی ہے تو استدراج ہوتی ہے۔

قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے اللہ نور السموت والارض اس کا تذکرہ پہلے آچکا ہے۔ اس کی مزید تشریح یہ ہے کہ تمام موجودات ایک ہی اصل سے تخلیق ہوتی ہیں خواہ وہ موجودات بلندی کی ہوں یا پستی کی۔ ہم ساخت کی ترتیب کی حسب ذیل مثال سے واضح کر سکتے ہیں۔

شیشے کا ایک گلوب ہے۔ اس گلوب کے اندر دوسرا گلوب ہے اس دوسرے گلوب کے اندر ایک تیسرا گلوب ہے۔ اس تیسرے گلوب میں حرکت کا مظاہرہ ہوتا ہے اور یہ حرکت شکل و صورت' جسم و ملویت کے ذریعے ظہور میں آتی ہے۔ پہلا گلوب تصوف کی زبان میں نہر تسوید یا تجلی کہلاتا ہے۔ یہ تجلی موجودات کے ہر ذرہ سے لمحہ بہ لمحہ گزرتی رہتی

Marfat.com

ہے تاکہ اس کی اصل سیراب ہوتی رہے۔ دوسرا گلوب نہر تجرید یا نور کہلاتا ہے۔ یہ بھی تجلی کی طرح لمحہ بہ لمحہ کائنات کے ہر ذرہ سے گزرتا رہتا ہے۔ تیسرا گلوب نہر تشہید یا روشنی کا ہے۔ اس کا کردار زندگی کو برقرار رکھتا ہے۔ چوتھا گلوب نسمہ کا ہے جو گیسوں کا مجموعہ ہے۔ اس ہی نسمہ کے ہجوم سے مادی شکل و صورت اور مظاہرات بنتے ہیں۔

انجیل کے اندر اس ہی چیز کو حسب ذیل الفاظ میں بیان کیا گیا ہے۔

انجیل۔ اعمال' باب نمبر17' آیت 24 تا 28

نمبر1 آیت نمبر24

جس خدا نے دنیا اور اس کی سب چیزوں کو پیدا کیا وہ آسمانوں اور زمین کا مالک ہو کر ہاتھ کے بنائے ہوئے مندروں میں نہیں رہتا۔

اس آیت میں نہر تسوید اور نہر تجرید کا بیان ہے۔ اول اللہ تعالیٰ کی قوت خالقیت پوری کائنات کے ذرہ ذرہ پر مسلط ہے۔ اس ہی قوت کے تسلط کو روحانیت کی زبان میں نہر تجرید یا نور کہتے ہیں (دنیا اور اس کی سب چیزوں کو پیدا کیا ــــــ نہر تسوید' آسمانوں اور زمین کا مالک ہو کر ــــــ نہر تجرید)

نمبر2 آیت نمبر25

نہ کسی چیز کا محتاج ہو کر آدمیوں کے ہاتھوں سے خدمت لیتا ہے کیونکہ وہ تو خود ہی سب کو زندگی' سانس اور سب کچھ دیتا ہے۔

(زندگی نہر تشہید' سب کچھ نہر تظہیر یا نسمہ)

نمبر3 نہر تشہید یا روشنی جسے انجیل کی زبان میں زندگی کہا گیا ہے' اس کی عطا کا سلسلہ ازل سے ابد تک جاری ہے۔

نمبر4 تظہیر کی رو جس کا دوسرا نام نسمہ ہے کائنات کے مادی اجسام کو محفوظ اور متحرک رکھتی ہیں۔

Marfat.com

اب ہم نسمہ کی صلاحیتوں کا تذکرہ کریں گے۔ اس تذکرہ کے بعض حصے استدراج کے خصوصی بیانات ہیں۔ قرآن پاک سے یہ بات ثابت ہے کہ ازل سے ابد تک اللہ تعالیٰ کا حکم نافذ ہے اور اللہ تعالیٰ ہر چیز پر محیط ہیں **الا انهم فی مریة من لقاء ربهم الا انه بکل شی محیط** (آیت 54 سورہ حم السجدہ' پارہ 25)

اللہ تعالیٰ کے حکم کی خلاف ورزی اور اللہ تعالیٰ کے علم سے کسی چیز کا باہر ہونا ناممکن ہے۔ دوسرے الفاظ میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک ریکارڈ علم کا ہے جو اللہ تعالیٰ کی صفت ہے اور ایک ریکارڈ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے جو اللہ تعالیٰ کی معرفت ہے۔

اللہ تعالیٰ کی معرفت قدیم ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ کی طرح ہمیشہ اور ہمیشہ قائم رہے گی۔ چنانچہ یہ دونوں ریکارڈ اللہ تعالیٰ کی صفت علم اور صفت حکم میں موجود ہیں۔ صفت علم کو "علم القلم" اور صفت حکم کو "لوح محفوظ" کہتے ہیں۔ ان دونوں ریکارڈوں کی موجودگی ایسی غیب کی دنیا کا پتہ دیتی ہے جس سے ہماری دنیا کی ابتدا ہوتی ہے۔ لوح محفوظ کے تمام احکامات بصورت تمثل عالم غیب میں موجود ہیں' اور یہ احکامات علم الٰہی کے مطابق تفصیل کے ساتھ عالم ناسوت یعنی اس مادی دنیا میں نازل ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں فرمایا ہے' میں نے ہر چیز کو دو رخوں پر پیدا کیا ہے۔ اس نزول کا ایک رخ عمل کرانے والے یعنی فرشتے ہیں اور دوسرا رخ عمل کرنے والی عالم ناسوت کی مخلوق ہے۔

نہروں کی حدود چار عالموں سے موسوم ہیں۔

نہر تسوید کی حدود عالم لاہوت'

نہر تجرید کی حدود عالم جبروت'

نہر تشہید کی حدود عالم ملکوت اور

نہر تظہیر کی حدود عالم ناسوت ہے۔

عالم لاہوت وہ دائرہ ہے جس کے اندر علم الٰہی بصورت غیب متمکن ہے۔ اس دائرہ

Marfat.com

تجلی میں ایسے لاشمار دائرے ہیں جو خفیف ترین نقطہ سے دائرہ کی شکل میں توسیع اختیار کر کے پوری کائنات کو محیط ہوتے رہتے ہیں۔ تجلی کا ہر نقطہ جب دائرہ بنتا ہے تو پہلے ہر نقطہ کے دائرے سے بڑا ہوتا ہے۔ تجلی کے یہ لاشمار دائرے کائنات کی تمام اصلوں کی اصل ہیں۔ ہم اس غیب کا نام برتر از ورائے شعور (غیب الغیب) رکھ سکتے ہیں۔ لاشعور کی اصل تجلی کے ان ہی دائروں سے انواع کائنات کی اصلیں بنتی ہیں۔ اگر ساری موجودات کی صلاحیتیں جمع کی جائیں اور ہم ان صلاحیتوں کی ماہیت کو تلاش کرنا چاہیں تو اس تلاش کی انتہا پر تجلی کے دائرے پائیں گے۔ لیکن ان دائروں کو صرف روح کی نگاہ دیکھ سکتی ہے جو تخلیق کی اصل ہے۔

جب یہ تجلی اپنی حد سے نزول کرتی ہے تو انواع کائنات کی ماہیت (تصور) بن جاتی ہے۔ ہم اس کو عام الفاظ لاشعور (غیب) کہہ سکتے ہیں۔ تصوف میں ایسی ماہیت کی حدود کا نام نہر تجرید ہے۔ جب یہ نہر اپنی حدوں سے نزول کرتی ہے تو شعور بن جاتی ہے۔ اس ہی دائرہ شعور کا نام نہر تشہید ہے۔ جب نہر تشہید اپنی حدوں سے نزول کرتی ہے تو عالم محسوس کی حدوں میں داخل ہو جاتی ہے جس کو عالم ناسوت یا مادی دنیا بھی کہتے ہیں۔ یہی دنیا حرکت کا ظہور ہے۔ اس ہی کو تصوف کی زبان میں مظہر کہتے ہیں۔

علم کی دو قسمیں ہیں ـــــ علم حضوری اور علم حصولی۔

علم حضوری کی دو قسمیں ہیں ـــــ غیب الغیب اور غیب (علم قلم اور علم لوح)

علم حصولی کی بھی دو قسمیں ہیں ـــــ علم شعور اور علم احساس۔

علم حضوری کائنات کے صفاتی احساس کا مجموعہ ہے۔ علم حضوری روح کی بیداری سے میسر آتا ہے۔

علم حصولی اگرچہ محض روح کی تحریکات کا نتیجہ ہے لیکن اس کا اظہار جسم کے ذریعے ہوتا ہے۔

Marfat.com

حضور بابا صاحبؒ کی زیر سرپرستی روحانی ڈائجسٹ کا پہلا جریدہ یکم دسمبر 1978ء کو منظر عام پر جلوہ گر ہوا۔ روحانی ڈائجسٹ کے بیشتر ٹائیٹل جزوی تبدیلی کے ساتھ ان ہی نقشوں کی عکاسی کرتے ہیں۔

روحانی ڈائجسٹ کو ہم بجا طور پر فخر کے ساتھ حضور قلندر بابا اولیاء رحمتہ اللہ علیہ کی چوتھی کتاب فیض خاص و عام جاریہ کہنے میں حق بجانب ہیں دور جدید کے تقاضوں کو پورا کرنے میں اور حضور بابا صاحبؒ کے مشن کو جاری رکھنے میں روحانی ڈائجسٹ نے برصغیر پاک وہند اور ایشیاء یورپ میں جو کردار ادا کیا ہے جو خدمات انجام دی ہیں۔ بابا حضور قبلہؒ کے مشن کو پوری دنیا میں متعارف کرا کر عملی تعلیم سے مخلوق خدا کو آراستہ کیا ہے وہ روز روشن کی طرح عیاں ہے اور انشاء اللہ تا قیامت یہ سلسلہ جاری و ساری رہے گا۔

اسی سلسلے میں واجب الاحترام خواجہ مرشد کریم حضرت شمس الدین عظیمی صاحب نے تذکرہ قلندر بابا اور اولیاءؒ کے انتساب میں تحریر فرمایا ہے۔

"اس نوجوان نسل کے نام جو ابدال حق قلندر بابا اولیاء کی نسبت فیضان سے نوع انسانی کو سکون و راحت سے آشنا کر کے اس کے اوپر سے خوف اور غم کے دبیز سائے ختم کر دے گی اور پھر انسان اپنا ازلی شرف حاصل کر کے جنت میں داخل ہو جائے گا" اسی طرح محترم خواجہ صاحب قبلہ کتاب ٹیلی پیتھی سیکھئے کے انتساب میں ارشاد فرماتے ہیں۔

"ان شاداب دل دوستوں کے نام جو مخلوق کی خدمت کے ذریعے انسانیت کی معراج حاصل کرنا چاہتے ہیں اور ان سائنس دانوں کے نام جو سن دو ہزار چھ عیسوی (2006ء) کے بعد زمین کی مانگ میں سندور بھریں گے۔

یہ حیرت انگیز دلچسپ اور لطف اندوز--- پیشگوئیاں صاحب یقین اور صاحب فکر

Marfat.com

لوگوں کے لئے خوش آئندہ بشارتیں حیرت اور لطف سے خالی نہیں محترم قبلہ خواجہ صاحب روحانی نماز کے انتساب میں اس طرح تحریر فرماتے ہیں۔

"ان خواتین کے نام جو بیسویں صدی کی آخری دھائی ختم ہونے سے پہلے پوری دنیا کے اقتدار اعلیٰ پر فائز ہو کر نور اول' باعث تخلیق کائنات' محسن انسانیت صلی اللہ علیہ وسلم کے مشن کی پیش رفت میں انقلاب برپا کر دیں گی۔"

ایسے انقلاب کی توجیہات اور اسباب و سائل کی پیش بندی سے بھی آگے اقدامات ہو چکے ہیں۔ "قارئین روحانی ڈائجسٹ" ان سے اچھی طرح واقف اور پر امید ہیں۔

اس مشینی دور کے انسان کی مادی ترقی اور روحانی یا باطنی تنزل کا حال عجیب فکر انگیز ہے۔ سر بفلک' پابہ گل سر پر غرور آسمان کی بلندی سے بلند تر اور پائے ناموس ہلاکت وعدم تحفظ کی دلدل میں دھنسا ہوا۔ ان حوصلہ شکن اور ایمان سوز حالات میں حضور قلندر بابا اولیاءؒ کا وجود پاک انسانی ہمدردی اور مشفقانہ رشد و ہدایت کے سرچشمہ کی حیثیت سے قدرت کا گراں قدر اور تشکر و احسان مندی کا متقضی خزانہ تھا۔ مگر افسوس ہماری اس بے حسی اور حق گریزی پر کہ ہم اس ذات گرامی کی نورانی ہدایت اور رہنمائی سے اپنے تاریک دلوں کو منور نہ کر سکے۔ اب جو کہ حضور قلندر بابا اولیاءؒ جسمانی طور پر ہم میں موجود نہیں۔ ہمارے لئے آپ کی تعلیمات اور ارشادات ہی ایسے ذرائع باقی رہ جاتے ہیں جن سے ہم بقدرِ ذوق و عقیدت استفادہ کر سکتے ہیں۔ اگر تلاش حقیقت کی لگن خلوص و نیاز مندی کے ساتھ جاری رہ سکے تو یہ روحانی ذرائع اب بھی رشد و ہدایت کے اس خلاء کو کسی حد تک پر کر سکتے ہیں۔ ان ذرائع میں کتاب "لوح و قلم" کو روشن ترین مینارہ نور کی حیثیت حاصل ہے۔ وقت کا اہم ترین تقاضہ ہے کہ اس نسخہ رشد ہدایت کا بالالتزام اور دل جمعی کے ساتھ مطالعہ کیا جائے اور اس کے مندرجات کو حرز جاں بنا لیا جائے۔ پھر آپ دیکھیں گے کہ عالم روحانیت کے اسرار و رموز کے کتنے روشن دریچے کھل کر آپ کے

Marfat.com

قلب و روح کو لطافت و تازگی بخشتے ہیں اس جہان سو دوزیاں سے گزار کر کسی حسین انداز میں آپ کو کیفیات و احساسات کی اس فضا میں پہنچا دیتے ہیں جہاں نور ہی نور ہے اور جہاں مظاہر قدرت کا عین الیقین کے ساتھ مشاہدہ "نظارہ دامن دل می کشد کہ جا ایک جاست" کے مصداق آپ کو حیات سرمدی سے ہم کنار کر دے گا۔

دیو مالائی کہانیوں کا ماورائی کردار چراغ علاؤ الدین یا الہ دین کا جن آج ریموٹ کنٹرول (REMOTE CONTROL) کی شکل میں الیکٹرانکس (ELETRANICS) کی مصنوعات ہیں بازار میں دستیاب ہیں۔ سائنسی علوم اور ان کے زیر اثر مادی ترقی نے جو نئی راہ عمل کھول دی ہے۔ وہ محض مادی علوم اور مادی ترقی کی راہ ہے۔

اسلام ایک مکمل اور جامع نظام حیات ہونے کے بنا پر نہ تو مادی علوم کے لئے سد راہ ہے اور نہ مادی ترقی و فروغ کی حوصلہ شکنی کرتا ہے۔ اس کے برخلاف اسلام دنیاوی فروغ اور خوش حالی کو تکمیل حیات کا ذریعہ قرار دیتا ہے۔ مگر اس کے ساتھ اس کا یہ بھی تقاضہ ہے کہ مسلمان اس قدر مخلص پیروکار ہونے کا دعویدار ہو کر محض دنیاوی آسائش و آرائش کا دلدادہ ہو کر نہ رہ جائے بلکہ اس کی زندگی کا معتدبہ حصہ باطنی اصلاح و فروغ پر بھی مشتمل ہونا ضروری ہے۔ ان ہی ارشادات کو بابا صاحب حقیقی مقصد حیات اور اسی کی بنیاد پر کامرانی جاوداں انحصار بتاتے ہیں۔

کراچی ملک کا سب سے بڑا اور پر شکوہ شہر ہے۔ بیشمار خوبیاں ہیں جو اس شہر کو دیگر شہروں سے ممتاز کرتی ہیں اور اہل وطن کی زبان میں اسے "عروس البلاد" کہا جاتا ہے۔ لیکن فی الحقیقت اس شہر نگاراں کے لئے فضیلت کا سب سے بڑا سبب یہ ہے کہ سیدنا حضور علیہ الصلوۃ السلام کے علوم و اسرار کے وارث اللہ کے دوست' بانی سلسلہ عظیمہ' ابدال حق' حامل علم لدنی حضور قلندر بابا اولیاء رحمتہ اللہ علیہ نے اسی شہر کو اپنے قیام اور پھر اپنے خاکی جسم کی آخری آرام گاہ کے لئے منتخب کیا جیسے لاہور کا طرہ افتخار داتا کی نگری

Marfat.com

ہے۔ اسی طرح کراچی کا سرمایہ ناز حضور قلندر بابا اولیاءؒ کا شہر ہونا ہے۔

حضور قلندر بابا اولیاءؒ کا آستانہ مبارک جو شادمان ٹاؤن میں خانقاہ عظیمیہ کے نام سے موسوم ہے' عوام کے لئے موجب برکت و سعادت ہے اور کیوں نہ ہو کہ یہی وہ مقدس بارگاہ ہے جہاں مظلوم کی دادرسی اور ظالم کی پرسش ہوتی ہے۔ یہاں دوستی کو اخلاص کا گوہر ملتا ہے اور دشمنی کا لبادہ چاک ہو جاتا ہے۔ خستہ حال غنی بنتے ہیں اور دولت کے بوجھ تلے دبے ہوئے دل سکون کی وسعتوں سے ہم کنار ہوتے ہیں۔ اپنے بندے کی دوستی کے طفیل اللہ تعالیٰ دعائیں قبول کرتے ہیں۔ دعائیں مقبول اور ہر حاضری دینے والا پیکر مہر و محبت اور مجسمہ خلوص و ایثار بن کر لوٹتا ہے۔ یہ وہ پاکیزہ دربار ہے جہاں وہ پہنچ کر تمام منفی جذبات دم توڑ دیتے ہیں اور اذہان رحم و کرم کی بارش میں دھل کر شفاف ہو جاتے ہیں۔

سلسلہ عظیمیہ کے اغراض و مقاصد

1 صراط مستقیم پر گامزن ہو کر دین کی خدمت کرنا۔

2 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات پر صدق دل سے عمل کر کے روحانی مشن کو فروغ دینا۔

3 مخلوق خدا کی خدمت کرنا۔

4 علم دین کے ساتھ ساتھ لوگوں کو روحانی اور سائنسی علوم حاصل کرنے کی ترغیب دینا۔

5 لوگوں کے اندر ایسی طرز فکر پیدا کرنا جس کے ذریعہ وہ روح اور اپنے اندر روحانی صلاحیتوں سے باخبر ہو جائیں۔

6 تمام نوع انسانی کو اپنی برادری سمجھنا۔ بلا تفریق مذہب و ملت ہر شخص کے ساتھ خوش

Marfat.com

اخلاق سے پیش آنا اور حتی المقدوران کے ساتھ ہمدردی کرنا۔

قواعد و ضوابط

سلسلہ عالیہ عظیمیہ کے تمام دوستوں کو حسب ذیل احکامات پر پابند رہنا ضروری ہے:

1 ہر حال اور ہر قال میں اپنا روحانی تشخص برقرار رکھیں۔

2 چھوٹے اور بڑے کا امتیاز کئے بغیر سلام میں پہل کریں۔

3 اللہ کی مخلوق کو دوست رکھیں۔

4 سلسلہ میں رہ کر آپس میں اختلاف سے گریز کریں۔

5 اپنے روحانی استاد (شیخ) کی ہدایت پر بلا چون چرا عمل کریں۔

6 کسی بھی سلسلے کے مقابلے میں اپنے سلسلے کو برتر ثابت نہ کریں اس لئے کہ تمام سلسلے اللہ تک جاتے ہیں۔

7 سلسلہ میں جو شخص گند پھیلانے یا منافقت کا سبب بنے اسے سلسلے سے خارج کر دینا چاہئے۔

8 ذکر و فکر کی جو تعلیم اور ہدایات دی جائیں ان پر پابندی سے عمل کریں۔ مراقبہ میں کوتاہی نہ کریں۔

9 قرآن پاک کی تلاوت کریں' معنی اور مفہوم پر غور کریں۔

10 صلوٰۃ (نماز) میں اللہ تعالے کے ساتھ ربط قائم کریں۔

11 کسی دوسرے سلسلے کے طالب علم یا سالک کو سلسلہ عالیہ عظیمیہ میں طالب کی حیثیت سے قبول کیا جا سکتا ہے۔ بشرطیکہ پیرو مرشد وصال فرما چکے ہوں۔

12 جو شخص پہلے سے کسی سلسلے میں بیعت ہو اسے سلسلہ عالیہ عظیمیہ میں بیعت نہ کریں۔ یہ قانون ہے کہ ایک شخص دو جگہ بیعت نہیں ہو سکتا۔

Marfat.com

13 سلسلہ عالیہ عظیمیہ سے بیعت حاصل کر لینے کے بعد نہ تو بیعت توڑی جا سکتی ہے او نہ ہی کوئی فرد اپنی مرضی سے فرار حاصل کر سکتا ہے۔ اس لئے بیعت کرنے میں جلد بازی کا مظاہرہ نہ کریں جو شخص سلسلہ میں داخل ہونا چاہتا ہے اس سے کہا جائے کہ پہلے خوب اچھی طرح دیکھ بھال کر لی جائے کہ ہم اس لائق ہیں بھی یا نہیں۔

14 سلسلہ عالیہ عظیمیہ کے ذمہ دار حضرات پر لازم ہے کہ وہ کسی کو اپنا مرید نہ کہیں۔ "دوست" کے لقب سے یاد کریں۔

15 سلسلے کا کوئی صاحب مجاز مجلس میں گدی نشین ہو کر نہ بیٹھے نشست و برخاست عوام کی طرح ہو۔

16 نوع انسان میں مرد' عورتیں' بچے' بوڑھے سب آپس میں آدم کے ناطے خالق کائنات کے تخلیقی راز و نیاز ہیں' آپس میں بھائی بہن ہیں۔ نہ کوئی بڑا ہے نہ چھوٹا۔ بڑائی صرف اس کو زیب دیتی ہے جو اپنے اندر ٹھاٹھیں مارتے ہوئے اللہ کی صفات کے سمندر کا عرفان رکھتا ہو' جس کے اندر اللہ کے اوصاف کا عکس ہو' جو اللہ کی مخلوق کے کام آئے۔ کسی کو اس کی ذات سے تکلیف نہ پہنچے۔

17 شک کو دل میں جگہ نہ دیں۔ جس فرد کے دل میں شک جاگزیں ہو' وہ عارف کبھی نہیں ہو سکتا۔ اس لئے شک شیطان کا سب سے بڑا ہتھیار ہے جس کے ذریعے وہ آدم زاد کو اپنی روح سے دور کر دیتا ہے۔

18 مصور ایک تصویر بناتا ہے۔ پہلے وہ خود اس تصویر کے نقش و نگار سے لطف اندوز ہوتا ہے۔ مصور اپنی بنائی ہوئی تصویر سے اگر خود مطمئن نہ ہو تو دوسرے کیوں کر متاثر ہوں گے۔ نہ صرف یہ کہ دوسرے لوگ متاثر نہیں ہوں گے بلکہ تصویر کے خدوخال مذاق کا ہدف بن جائیں گے اور اس طرح خود مصور بے چینی' اضطراب و اضمحلال کے عالم میں چلا جائے گا۔ ایسے کام کریں کہ آپ خود سے خود مطمئن ہوں۔ آپ کا ضمیر مردہ نہ ہو

Marfat.com

جائے اور یہی وہ راز ہے جس کے ذریعہ آپ کی ذات دوسروں کے لئے راہ نمائی کا ذریعہ بن سکتی ہے۔

19 ہر شخص کو چاہیے کہ کاروبارِ حیات میں مذہبی قدروں، اخلاقی اور معاشرتی قوانین کا احترام کرتے ہوئے پوری پوری جدوجہد اور کوشش کرے لیکن نتیجہ پر نظر نہ رکھے۔ نتیجہ اللہ کے اوپر چھوڑ دے اس لئے کہ آدمی حالات کے ہاتھ میں کھلونا ہے۔ حالات جس طرح چابی بھر دیتے ہیں آدمی اسی طرح زندگی گزارنے پر مجبور ہے۔ بے شک اللہ قادر مطلق ہے اور ہر چیز پر محیط ہے۔ حالات پر اس کی گرفت ہے وہ جس طرح چاہتے حالات میں تغیر واقع ہو جاتا ہے۔ معاش کے حصول میں معاشرتی اخلاقی اور مذہبی قدروں کا پورا پورا احترام کرنا ہر شخص کے اوپر فرض ہے۔

20 تم اگر کسی کی دل آزاری کا سبب بن جاؤ تو اس سے معافی مانگ لو، قطع نظر اس کے کہ وہ تم سے چھوٹا ہے یا بڑا۔ اس لئے کہ جھکنے میں عظمت پوشیدہ ہے۔

21 تمہیں کسی کی ذات سے تکلیف پہنچ جائے تو اسے بلاتوقف معاف کر دو۔ اس لئے کہ انتقام بجائے خود ایک صعوبت ہے۔ انتقام کا جذبہ اعصاب کو مضمحل کر دیتا ہے۔

22 غصہ کی آگ پہلے غصہ کرنیوالے کے خون میں ارتعاش پیدا کرتی ہے۔ اور اس کے اعصاب متاثر ہو کر اپنی انرجی (ENERGY) ضائع کر دیتے ہیں۔

یاد رکھئے ——— شمع پہلے خود جلتی ہے اور جب وہ اپنی زندگی کا ایک ایک لمحہ آگ کی نذر کر کے خود کو فنا کر دیتی ہے تو اس ایثار پر پروانے شمع پر جان نثار ہو جاتے ہیں۔

سلسلہ عظیمیہ تمام نوع انسانی کو،

"متحد ہو کر اللہ کی رسی کو مضبوط پکڑ لو اور آپس میں تفرقہ نہ ڈالو۔" کے پلیٹ فارم پر جمع ہونے کی دعوت دیتا ہے۔

Marfat.com

اسباق سلسلہ عظیمیہ

1 روزانہ رات سونے سے پہلے تازہ وضو کر کے تخت یا مصلیٰ پر بیٹھ کر گیارہ مرتبہ استغفار استغفراللہ ربی من کل ذنب و اتوب الیہ ○

2 گیارہ مرتبہ کلمہ تمجید: سبحان اللہ والحمد للہ و لا الہ الا اللہ و اللہ اکبر و لا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم ○

3 سوبار درود خضری۔ صلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ محمد و سلم ○

4 سوبار یاحی یا قیوم کا ورد کریں۔

5 کم سے کم دس سے پندرہ منٹ تک "تصور شیخ" یعنی اپنے پیرو مرشد کا تصور کریں۔

6 چلتے پھرتے' اٹھتے بیٹھتے' وضو بغیر وضو' پاکی و ناپاکی' ہر حال میں یاحی یا قیوم کا ورد کثرت سے کریں۔

7 انگریزی مہینے کی 27ویں تاریخ کو ہر ماہ فاتحہ خوانی کے بعد' حضور قلندر بابا اولیاؒ رحمتہ اللہ علیہ کی روح کو ایصال ثواب کریں اور حسب استطاعت کھانا تقسیم کریں۔

8 فارغ اوقات میں سلسلہ کی تمام کتابوں خصوصاً قلندر شعور' روحانی نماز' آواز دوست' تجلیات' تذکرہ قلندر بابا اولیاؒ' لوح و قلم' روحانی ڈائجسٹ اور رسالہ قلندر شعور کا مطالعہ کریں۔

9 ہر ماہ کم سے کم ایک مرتبہ اپنے مرکز "مرکزی مراقبہ ہال" یا نزدیکی مراقبہ ہال میں تشریف لے جائیں۔

10 بغیر کسی صلہ و ستائش کے' اللہ کی مخلوق کی خدمت کریں۔

11 غصہ نہ کریں۔ کسی کو اپنے سے کمتر نہ سمجھیں۔ ہر شخص کی عزت کریں۔

12 رات کو سونے سے پہلے بستر میں لیٹ کر پورے دن میں کئے ہوئے اعمال کا محاسبہ کریں۔

نوشت۔ خواتین ناغہ کے دنوں میں مراقبہ کر سکتی ہیں۔

Marfat.com

باب دہم

حضرت خواجہ شمس الدین عظیمی مدظلہ تعالیٰ

پاکستان کے ممتاز روحانی اسکالر اور سلسلہ عالیہ عظیمیہ کے خانوادہ مرشد کریم حضرت خواجہ شمس الدین عظیمی 17 اکتوبر 1927ء بروز پیر بمقام قصبہ پیرزادگان ضلع سہارنپور (یوپی) بھارت میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد محترم کا نام حاجی انیس احمد انصاریؒ تھا اور والدہ ماجدہ کا نام امت الرحمٰن تھا۔ آپ بڑی نیک اور زاہدہ خاتون تھیں۔ آپ کا حسب نسب حضرت ابو ایوب انصاریؓ سے ملتا ہے۔ جن کے متعلق پیر کرم شاہ الازہریؒ تفسیر القرآن میں بیان فرماتے کہ

"جس طرح ایران کے بادشاہ کو کسریٰ اور چین کے سلطان کو خاقان کہا جاتا تھا اسی طرح یمن اور حضرموت کے فرماں روا کا لقب تبع تھا۔ یہ علاقہ اس وقت آبپاشی کے ترقی یافتہ نظام کے باعث بڑا زرخیز اور آباد تھا۔ یہاں کے لوگ متمول اور خوش حال تھے یہاں کے سلاطین کے خزانے بھرے ہوئے تھے' ان کی شوکت اور سطوت کے باعث ان کے ہمعصر سلاطین اور ملوک میں ان کی بڑی دھاک بیٹھی ہوئی تھی اور سب ان سے خائف رہا کرتے تھے۔"

مفسرین کرام نے لکھا ہے کہ اس خاندان میں سے ایک تبع مشرف بہ اسلام ہوا تھا۔ اس کا نام ابوکرب بتایا جاتا ہے۔ اسی نے سب سے پہلے خانہ کعبہ پر قیمتی غلاف چڑھایا۔ جب اس کا گزر مدینہ طیبہ کے مقام سے ہوا تو اس کے لشکر کے علماء نے اسے اپنے علم کے زور پر بتایا کہ یہ نبی آخرالزماںؐ کی ہجرت گاہ ہے۔ اس فضا میں اسے ایسی کشش اور روحانی جاذبیت محسوس ہوئی کہ اس نے حضورؐ کے نام ایک عرضداشت لکھی

Marfat.com

بس میں اس نے اپنے ایمان لانے کا ذکر کیا اور یہ التجا بھی کی کہ میرا ایمان قبول ہو اور روز قیامت مجھے اپنی شفاعت سے محروم نہ کیا جائے۔ علامہ قرطبیؒ اور دیگر علماء تفسیر نے اس واقعہ کو بڑی تفصیل سے لکھا ہے۔ علامہ قرطبیؒ نے وہ خط تحریر کیا ہے جس میں تبع نے اپنے ایمان لانے کا ذکر کیا ہے۔ اس کے آخری الفاظ یہ ہیں۔

وانْ لم ادرک فاشفع لی ولا تنسنی یوم القیامۃ فانی من امتک الاولین الخ۔

ترجمہ: "اگر میں اس حیات مستعار میں حضورؐ کی زیارت سے بہرہ مند نہ ہو سکوں تو میری شفاعت فرمایئے اور قیامت کے روز مجھے فراموش نہ کیجئے کیونکہ میں آپ کے ان امتیوں میں سے ہوں جو پہلے گزرے ہیں۔"

اس کے ہمراہ علماء بھی تھے۔ ان میں سے ایک جماعت نے اسی جگہ اقامت کی اجازت چاہی۔ بادشاہ نے ان کی رہائش کے لئے مکانات تعمیر کرا دیے' ان کو زندگی کی ضروریات فراہم کیں اور ان میں جو معزز ترین عالم تھا' اپنا مکتوب اس کے حوالے کیا اور اسے وصیت کی کہ اگر تجھے زیارت نصیب ہو تو میرا عریضہ پیش خدمت کرنا' ورنہ اپنی اولاد کو ہدایت کرتے جانا کہ جس کو یہ سعادت نصیب ہو میرا خط پیش کرے۔ تبع کا زمانہ عہد رسالت سے ایک ہزار سال پہلے کا ہے۔ جب رحمت العالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہجرت کر کے مدینہ طیبہ پہنچے تو جس گھر کے سامنے ناقہ مبارکہ بیٹھی وہ حضرت ابوایوب انصاریؓ کا دولت کدہ تھا اور یہ اس عالم کی اولاد سے تھے جس کو یہ خط ملا تھا۔ انہوں نے وہ عریضہ پیش کیا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت سیدنا علی کرم اللہ وجہہ کو حکم دیا کہ پڑھ کر سنائیں۔ حضورؐ نے یہ خط سن کر اس کا ایمان قبول فرمایا اور اس کی شفاعت کی درخواست کو بھی منظور فرمایا۔

Marfat.com

بچپن کے حالات

آپ کا سلسلہ نسب حضرت ابوایوب انصاریؓ سے ملتا ہے۔ آپ کے دادا معروف مذہبی سکالر حضرت مولانا خلیل احمد سہارنپوریؒ تھے۔ آپ کی والدہ بڑی پاک باز اور عابدہ خاتون تھیں جب آپ پیدا ہوئے اس وقت فجر کی اذان ہو رہی تھی اور ان کے والد نے ان کی پیدائش سے پہلے ایک خواب دیکھا کہ اندھیری رات ہے چاند ابھی نہیں نکلا۔ آسمان تاروں سے بھرا ہوا اور روشن ہے۔ دیکھتے ہی دیکھتے آسمان سے ایک ستارہ ٹوٹا۔ انہوں نے اپنا دامن پھیلایا تو وہ ستارہ ان کی گود میں آگرا۔ اس کی تعبیر یہ بتائی گئی کہ ان کی اولاد میں کوئی اللہ والا بندہ پیدا ہو گا جس سے بہت سے لوگ مستفیض ہوں گے۔ آپ کے بزرگ صوبہ ہرات افغانستان سے ہجرت کر کے ہندوستان آئے تھے۔ ان کے ایک بزرگ حضرت خواجہ مبارک انصاریؒ حضرت بو علی قلندرؒ کی زیارت کے لئے پانی پت تشریف لے گئے۔ ان کے ساتھ ان کے دونوں فرزند بھی تھے۔ حضرت بو علی قلندرؒ صاحب کو یہ دونوں صاحبزادے پسند آ گئے اور انہوں نے دونوں کو اپنے پاس رکھ لیا۔ آپ کا تعلق انہی بزرگوں سے ہے۔

آپ کے پانچ بہن بھائی تھے۔ تقسیم ہند کے وقت آپ ریاست پٹیالہ میں رہتے تھے۔ بچپن میں اکثر حضرت عیسیٰؑ خواب میں ملا کرتے تھے اور ان کے ساتھ کھیلا کرتے تھے۔

دوستوں کی خاطر مدارت کا انہیں بہت شوق ہے جو کچھ ملتا ساتھیوں کو کھلا دیا کرتے۔ کبھی ایسی صورت حال بھی ہو جاتی کہ ساتھی ملتے تو ان کی تواضع کو ان کے پاس کچھ نہ ہوتا۔ ایسے میں جب جھنجلاہٹ میں زمین پر ٹھوکر مارتے تو زمین سے سکے برآمد ہو جاتے۔ فرماتے ہیں کہ اس کی کوئی وجہ تو نہیں بتا سکتے کہ یہ معجزہ کیسے رونما ہوتا تھا۔ حالانکہ جوانی میں مجھے ایڑیاں رگڑ کر جینا پڑا۔ مگر زمین سے کچھ نہ ملا۔ انہوں نے رزق کی

Marfat.com

تلاش میں ہر طرح کی محنت مزدوری کی اور کئی کئی من وزنی بوریاں اپنی کمر پر اٹھائیں جس کے نشان آج بھی ان کی کمر پر ثبت ہیں۔ کوئی باقاعدہ تعلیم انہوں نے حاصل نہیں کی۔ یہ ان کے مرشد کریم حضرت قلندر بابا اولیاءؒ کا کرم تھا کہ انہوں نے اپنا تمام روحانی ورثہ ان کو منتقل کر دیا۔

تقسیم پاکستان کے وقت

جب پاکستان بنا تو اس وقت آپ ریاست پٹیالہ میں تھے اور آپ بیان فرماتے ہیں:

"جس وقت پاکستان بنا تو ہم بڑی پریشانیوں اور تکلیفوں سے گزر کر پاکستان پہنچے تھے۔ تقسیم ہند کا اعلان ہوا' پٹیالہ میں ہندو مسلم فسادات کی وجہ سے آگ کی ہولی کھیلی گئی اور مسلمانوں کی لاشیں جگہ جگہ بکھری ہوئی تھیں۔ میں سب سے پہلے لاہور آیا اور بعد میں صادق آباد چلا گیا۔ جب میں صادق آباد پہنچا تو کئی دن کا بھوکا تھا اور پاؤں میں جوتے بھی نہ تھے۔ دل میں زندگی کے خلاف بغاوت ابھر آئی سوچا کہ ایسی زندگی سے تو مرجانا بہتر ہے۔ موت کا ارادہ کر کے صادق آباد اسٹیشن پر پہنچا اور خود کشی کرنے کی نیت سے ریلوے لائن پر لیٹ گیا۔ گاڑی سر پر پہنچی تو غیب سے دو ہاتھ نمودار ہوئے جنہوں نے مجھے اٹھا کر لائن سے دور پھینک دیا۔ میں کئی گز دور تک لڑھکتا چلا گیا اور اپنی بے بسی پر زاروقطار روتا رہا۔ کہ مرنا بھی میرے اختیار میں نہیں۔

"میں اس معجزے کے بارے میں سوچنے لگا کہ کسی غیبی طاقت نے مجھے خودکشی کرنے سے کیوں بچایا ہے۔ خیر ہمت کر کے میں دوبارہ اسٹیشن پر پہنچا تو وہاں رشتہ کے ایک ماموں سے ملاقات ہو گئی۔ صادق آباد میں میرے والد کی دو مربع زمین بھی تھی۔ ماموں مجھے اپنے ساتھ گھر لے گئے۔ نہانے دھونے کے بعد جب میں نے کھانا کھانے کی کوشش کی تو روٹی کا نوالہ گلے میں اٹک گیا۔ کیونکہ کئی دن کی بھوک پیاس کی وجہ سے گلا

Marfat.com

خشک ہو چکا تھا۔ ماموں نے ڈاکٹر کو دکھایا تو انہوں نے بادام روغن گلے میں ڈالنے کو کہا۔ اس سے مجھے افاقہ تو ہو گیا مگر بھوک خوب کھل گئی۔ اب یہ حالت ہو گئی کہ کھانے کو جو ملتا کھا جاتا۔ پھر اسی ڈاکٹر کو دکھایا کہ کھانے کی حاجت زیادہ بڑھ گئی ہے تو اس نے میرا کھانا بند کر دیا اور نرم غذائیں تجویز کیں۔

کراچی آمد

"صادق آباد میں دل گھبرایا تو 1949ء کے آخر میں کراچی چلا گیا۔ ہم ناظم آباد کے علاقہ میں رہتے تھے۔ میرے گھر کے سارے افراد مذہبی تھے۔ میں اس معاملے میں کافی ست تھا۔ میرے بزرگ مجھے ہمیشہ ڈانٹتے کہ تم نماز قضا کر دیتے ہو۔ اس دوران مجھ سے ایک عجیب و غریب حرکت سرزد ہوئی۔ یہ میری باطنی کیفیت کے اظہار کا پہلا موقع تھا۔ ہوا یوں کہ مجھے باقاعدہ نماز نہ پڑھنے پر ڈانٹ پلائی۔ وہ خود نماز پڑھ کر آ رہے تھے۔ آتے ہی انہوں نے مجھے سخت سست کہنا شروع کر دیا۔"

باطنی نظر

آپ فرماتے ہیں کہ جب میری باطنی نظر کھل گئی تو اللہ تعالیٰ نے مرشد کریم کے صدقہ میں مجھ پر بڑا کرم کیا اور بہت روحانی فیض جاری ہو گیا۔

میرا ذہن شروع سے ہی مذہب میں خوف اور ڈر سے متعلق خیالات سے باغی تھا۔ میرا تو ایک ہی عقیدہ تھا کہ اللہ تعالیٰ سے ڈرنا نہیں چاہئے بلکہ محبت کرنی چاہئے۔ ہمارے ہاں مولوی حضرات بندے کو خواہ مخواہ اللہ تعالیٰ سے ڈراتے رہتے ہیں۔ مجھے ان کی یہ

Marfat.com

منطق سمجھ میں نہیں آتی تھی کہ یہ ایسا کیوں کرتے ہیں۔ یا تو ان کے خلوص میں کمی ہے اور عقیدت میں وہ جذبہ نہیں جو انسان کو اللہ تعالیٰ کے قریب کر دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق سے محبت کرتا ہے تو بندہ کیوں نہ کرے۔ میں اپنے اندر کھلنے والی باطنی آنکھ کے مقصد کی تلاش میں نکل کھڑا ہوا کہ ان کیفیات کا وارد ہونا کیا معنی رکھتا ہے؟ اور پھر میرے ساتھ ہی ایسا کیوں ہو رہا ہے؟ اس کے لئے میں مرشد کامل کی تلاش میں سرگرداں تھا۔"

مرشد کامل کی تلاش

آپ سلسلہ عالیہ چشتیہ کے ایک بزرگ حافظ صاحبؒ کے بہت قریب تھے۔ حافظ صاحب خواجہ شمس الدین عظیمی کے دادا حضرت مولانا خلیل احمد سہارنپوریؒ کے خلیفہ تھے اور ان کے روحانی ورثہ کو خواجہ صاحب تک پہنچانے پر مامور کئے گئے تھے۔ حافظ صاحب نے خواجہ صاحب کو چند وظائف تعلیم کئے اور ان کے ورد کی تلقین فرمائی۔ خواجہ صاحب نے وظائف اور روحانی اسباق کا آغاز کیا۔ فرماتے ہیں۔ "ان دنوں میرے معاشی حالات نہایت ابتر تھے۔ میرے شریک کار نے مجھے اس بات پر آمادہ کرنے کی کوشش کی کہ میں روحانی اسباق چھوڑ دوں۔ جب میں کسی طرح راضی نہ ہوا تو ایک حکیم صاحب کو میرے پیچھے لگا دیا۔ میں ان کو بزرگ مانتا تھا۔ وہ ہمیشہ ایک بات ہی کہا کرتے تھے کہ یہ سب کام بڑھاپے میں کئے جاتے ہیں۔ تم کس چکر میں پڑ گئے ہو۔ ابھی تمہاری عمر ہی کیا ہے۔ ادھر حالات اتنے خراب ہو گئے کہ روٹی کپڑا چلانا مشکل ہو گیا۔ میں نے حالات کے سامنے ہتھیار ڈال دیئے اور سبق پڑھنا ترک کر دیا۔"

"چشتیہ سلسلے کے اسباق چھوڑنے کے چھ ماہ بعد مجھے اطلاع ملی کہ حافظ صاحب وصال فرما گئے ہیں' تو میرے دل و دماغ پر گہری چوٹ لگی۔ میں اسی کرب میں مبتلا تھا کہ

Marfat.com

سہروردیہ سلسلہ کے ایک بزرگ چودھری صاحبؒ سے نیاز حاصل ہوا۔

ان کے توسط سے حضرت ابوالفیض قلندر علی سہروردیؒ سے بھی ملاقات ہوئی جو حضور قلندر بابا اولیاءؒ کے مرشد ہیں۔

قلندر بابا اولیاء سے ملاقات

آپ فرماتے ہیں کہ "ایک بار کسی دوست سے ملنے ڈان اخبار کراچی کے دفتر گیا تو وہاں حضرت قلندر بابا اولیاءؒ سے ملاقات ہو گئی۔ میں ان کے حسن سلوک سے بے حد متاثر ہوا۔ حضرت قلندر بابا اولیاء ڈان میں سب ایڈیٹر کے عہدے پر فائز تھے۔

حضرت قلندر بابا اولیاءؒ کا اصل نام سید محمد عظیم برخیا تھا۔ آپ سلسلہ عظیمیہ کے بانی ہیں۔ 1898ء میں قصبہ خورجہ ضلع بلند شہر بھارت میں پیدا ہوئے۔ علی گڑھ یونیورسٹی کے پڑھے ہوئے تھے۔ آپ درویش اور قلندر تھے۔ تفصیلی حالات تذکرہ قلندر بابا اولیاءؒ میں مذکور ہیں۔

حضور قلندر بابا اولیاءؒ سے بیعت ہونے سے پہلے ایک روز خواجہ صاحب میکلوڈ روڈ (کراچی) پر جا رہے تھے کہ انہیں آسمان سے آواز آئی۔ "حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکیؒ کو سوا لاکھ مرتبہ درود شریف، تین لاکھ مرتبہ کلمہ طیبہ اور پانچ قرآن پڑھ کر بخش دے۔"

پھر آواز آئی ـــــ

"پانچ قرآن حضرت اویس قرنی علیہ السلام اور پانچ قرآن حضرت خضر کو پڑھ کر ایصال ثواب کرو۔"

خواجہ صاحب فرماتے ہیں۔ میں نے ہاتف غیبی کی اس آواز کی تعمیل میں عمل شروع کر دیا۔ اوقات یہ مقرر کیے۔ ظہر کی نماز کے بعد سے مغرب تک کلمہ طیبہ اور عشاء کی نماز کے بعد سے تہجد تک درود شریف۔

Marfat.com

جب کلمہ طیبہ تین لاکھ مرتبہ پورا ہوا تو میرے اوپر غیب منکشف ہونے لگا اور دل میں وقفہ وقفہ سے درد کی ٹیسیں اٹھنے لگیں۔ وقت گزرتا رہا اور میں دیوانہ اپنے کام میں مشغول رہا۔

ایک روز بس میں بیٹھا ہوا تھا کہ میرا دل بڑا ہوتے ہوتے بھینس کے دل جتنا ہوگیا۔ اور آواز کے ساتھ پھٹ گیا۔ اور کٹے ہوئے انار کی طرح اس میں قاشیں بن گئیں۔ ان قاشوں میں سے تیز اور روشن لہریں نکلنے لگیں۔ میں نے دیکھا جہاں تک یہ لہریں جا رہی ہیں مجھے گردونواح اور اطراف میں سب چیزیں نظر آ رہی ہیں۔ میں نے یورپ کے بہت سے شہر' برفانی پہاڑ' کشمیر اور آسام کے پہاڑ اور زعفران کے کھیت دیکھے۔ جیسے ہی زعفران کے کھیتوں پر نظر پڑی' زعفران کی خوشبو پوری بس میں پھیل گئی۔ لوگ حیران ہو ہو کر آگے پیچھے دیکھے جا رہے تھے۔ دو ایک حضرات نے کہا کسی کے پاس زعفران ہو گا۔ یا کسی نے زعفران کا سینٹ لگا رکھا ہو گا۔ میں ان تمام باتوں کو سنتا رہا اور مشاہدات میں مگن رہا۔ میں نے پہلی مرتبہ دل کی ان شعاعوں میں فرشتوں کا مشاہدہ کیا۔ ناظم آباد میں جب بس سے اترا تو حیرت کی انتہا نہ رہی کہ بس سے میرے ساتھ حضرت حافظ صاحب بھی اترے اور میرے بائیں طرف خاموش چلنے لگے۔ انہیں دیکھ کر میں دہشت زدہ ہو گیا۔ حافظ صاحب نے ہونٹوں پر انگلی رکھ کر مجھے خاموش رہنے کا اشارہ کیا اور پھر خود اوپر اٹھے اور میرے سر کے اوپر فضا میں چلنے لگے۔ میں گھر پہنچ کر بے سدھ لیٹ گیا۔ دنیا ومافیہا کی کوئی خبر نہیں رہی اور مجھے نیند آ گئی۔

اگلے روز صبح سہروردی سلسلے کا سبق پڑھ رہا تھا کہ میرے دادا' حضرت حافظ صاحبؒ اور حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ تشریف لائے اور تھوڑی دیر میرے پاس بیٹھ کر چلے گئے۔

رات کو پھر درود شریف پڑھ رہا تھا کہ دیکھا میرے منہ سے جیسے ہی درود شریف

Marfat.com

پورا ہوتا ہے' ایک بہت ہی خوبصورت سنہرے تھال میں اسے رکھ لیا جاتا ہے اور اس کے اوپر بہت عمدہ خوان پوش ڈھک کر اسے حضور علیہ الصلواۃ والسلام تک پہنچایا جا رہا ہے۔ میرے گھر سے مدینہ منورہ تک فرشتوں کی ایک جماعت کھڑی ہوئی ہے۔ جیسے ہی درود شریف ختم ہوتا ہے' وہ فرشتے میرے منہ کے سامنے گول تھال کر دیتے ہیں اور درود شریف تھال میں رکھا جاتا ہے اور وہ تھال دوسرے فرشتے کو بڑھا دیتا ہے۔ دوسرا تیسرے کو اور تیسرا چوتھے کو۔ اسی طرح فرشتوں کی یہ جماعت ایک ہاتھ سے دوسرے کو پہنچا کر دربار حضور علیہ الصلواۃ والسلام میں پہنچا رہی ہے اور حضور علیہ الصلواۃ والسلام ہاتھ لگا کر قبول فرما رہے ہیں۔ تقریباً تین گھنٹے تک یہ سلسلہ جاری رہا۔

میں نے دل کھلنے اور مشاہدات کی ساری واردات چوہدری صاحب سے بیان کی تو چوہدری صاحب نے فرمایا۔ "حافظ صاحب میرے معاملہ میں دخل دینے والے کون ہوتے ہیں؟"

پھر فرمایا۔ "میرے پاس تین مرتبہ آچکے ہیں مگر میں اپنے معاملات میں کسی کا دخل پسند نہیں کرتا۔"

چوہدری صاحب نے تھوڑی دیر کے لئے آنکھیں بند کیں اور ہاتھ کی انگلیوں سے اپنی آنکھوں کو زور سے دبایا اور میرا دل پھر بند ہو گیا۔ اب میں پھر اندھا تھا اور غیب نظر آنا بند ہو گیا۔

رات کو پھر حافظ صاحب تشریف لائے۔ چہرے سے زبردست جلال ٹپک رہا تھا۔ آپ نے میرے سر کے بالکل بیچ میں زور سے پھونک مار دی۔ اس پھونک کے اثر سے میں زمین سے اچھل پڑا اور میرے دل پھر کھل گیا۔

غصہ کی آواز میں فرمایا۔ "اب دیکھوں گا کیسے بند کرتے ہیں۔"

جب میں آسمانوں میں فرشتوں کو دیکھنے لگا۔ صبح بس میں بازار جا رہا تھا کہ لسبیلہ کے

Marfat.com

پل پر جب بس چڑھی تو دیکھا کہ چوہدری صاحب بابا غلام محمد صاحب کو ساتھ لے کر آگئے بابا غلام محمد صاحب نے میرے دل پر انگلی رکھ دی اور میرا دل پھر بند ہو گیا اور غیب میں کام کرنے والی نظر ختم ہو گئی۔

اب حافظ صاحب حضور قلندر بابا اولیاءؒ کے پاس آئے اور ان سے فرمایا کہ آپ دیکھ رہے ہیں کیا ہو رہا ہے۔ اب میں اس معاملہ میں' میں آپ کی مدد چاہتا ہوں۔

حضور قلندر بابا اولیاءؒ نے فرمایا۔ "چوہدری صاحب میرے پیر بھائی ہیں۔ میں اپنے شیخ کے احترام کی وجہ سے کچھ نہیں کر سکتا۔"

اس افتاد کے بعد میری یہ کیفیت ہو گئی کہ مجھے ہر وقت یہ محسوس ہوتا تھا کہ میرے سر پر کئی ٹن وزن رکھا ہوا ہے۔ سڑک پر چلتے چلتے بیٹھ جاتا تھا۔ بار بار ایسا ہوتا کہ میں چکرا کر زمین پر گر جاتا تھا۔ جسم تیزی کے ساتھ لاغر ہوتا چلا گیا اور اس حد تک لاغر ہوا کہ پنڈلیوں کا گوشت خشک ہو گیا اور میں ہڈیوں کا پنجر بن کر رہ گیا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ مجھے "سوکھے" کی بیماری ہو گئی ہے۔

چھ مہینے اسی حال میں گزر گئے۔ ایک روز میں بازار سے واپس آ رہا تھا کہ میرے پیر کے اوپر سے ٹرک کا پہیہ گزر گیا اور میں ٹرک کے نیچے آتے آتے بچا۔ جی میں آیا کہ کیا ہی اچھا ہوتا کہ میں ٹرک کے نیچے آ کر ختم ہو جاتا۔ موت کے روٹھ جانے پر گھر آ کر میں بہت رویا اور میری ہچکیاں بندھ گئیں اور میں نے اپنے آقا قلندر بابا اولیاءؒ سے عرض کیا۔ "میرے لئے دعا کیجئے کہ اللہ تعالیٰ مجھے اس دنیا سے اٹھا لے۔ میں اب بالکل زندہ نہیں رہنا چاہتا۔"

حضور نے تسلی دی اور فرمایا۔ "میں حافظ صاحب سے بات کروں گا اور بڑے حضرت جی کی خدمت میں درخواست کروں گا کہ اس معاملہ کو کسی نہ کسی صورت سے حل کریں۔"

Marfat.com

روئداد طویل ہے۔ مختصراً یہ کہ سلسلہ سہروردیہ اور سلسلہ چشتیہ کے بزرگ آپس میں مل کر بیٹھے۔ حضرت چوہدری صاحب سے کہا گیا کہ اپنے اس مرید کو فارغ کر دیں۔ مگر چوہدری صاحب نے فرمایا کہ یہ میرا ذاتی معاملہ ہے اور میں اس کو اپنے ذہن کے مطابق تیار کرنا چاہتا ہوں۔

جب کوئی بات طے نہ ہو سکی' تو اس پر حافظ صاحب نے فرمایا۔ "یہ بڑی ہی عجیب بات ہے کہ ایک آدمی محض اس لئے انتظار کرے کہ اسے ایک مخصوص ذہن کے مطابق تیار کیا جائے جب کہ اس کے دادا اس کے لئے ورثہ چھوڑ گئے ہیں اور سیدنا حضور علیہ الصلوۃ والسلام سے اس کو منظور بھی کرایا ہے۔ اب میں اس کیس کو عدالت عالیہ میں پیش کروں گا۔"

حضرت حافظ صاحب نے حضور حسن بصریؒ کو اپنا وکیل مقرر فرمایا اور تائید میں جن حضرات نے عدالت عالیہ میں پیش ہونا منظور فرمایا وہ حضرت عبدالقادر جیلانیؒ حضرت جنید بغدادیؒ، حضرت شیخ شہاب الدین سہروردیؒ، حضرت معروف کرخیؒ، حضرت امام موسیٰ رضاؒ، حضرت امام حسین اور حضرت اویس قرنیؒ تھے۔

میں رات کے وقت درود شریف پڑھ رہا تھا۔ میرے پاس ایک فرشتہ آیا اور کہا کہ چلو بڑی سرکارؐ میں آج تمہاری پیشی ہے۔

میں نے دیکھا دو جگ کے سرتاج فخر انبیاء رحمۃ للعالمینؐ تخت پر تشریف فرما ہیں۔ بائیں جانب حضرت اویس قرنیؒ ایستادہ ہیں اور دائیں جانب حضرت حسن بصریؒ، حضرت جنید بغدادیؒ، حضرت شیخ شہاب الدین سہروردیؒ، حضرت معروف کرخیؒ، حضرت امام موسیٰ رضاؒ، حضرت امام حسینؑ، حضرت امام حسنؑ اور بڑے حضرت جیؒ ہیں اور بالکل سامنے چوہدری صاحب اور ان کے پیچھے میں ہوں۔

سیدنا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سامنے مقدمہ پیش ہوا۔

Marfat.com

حضرت حسن بصریؒ صف میں سے نکل کر نگاہیں نیچی کئے ہوئے سامنے آ گئے اور درود و سلام کے بعد عرض کیا۔ "یا رسول ؐ اللہ! میرے موکل کے دادا نے آپ ؐ کی منظوری سے اپنے پوتے کے لئے ورثہ چھوڑا ہے اور اس ورثہ کو حاصل کرنے کی جو شرط انہوں نے عائد کی تھی وہ میرے موکل نے پوری کر دی ہے اور میرے موکل نے سلسلہ چشتیہ میں بیعت بھی حاصل کی ہے اور اس کے شیخ نے چشتیہ' سہروردیہ' نقشبندیہ' قادریہ میں اپنے اس مرید کو بیعت کیا تھا۔ بیعت کے بعد مرید کو یہ بتا دیا گیا تھا کہ تو ان چاروں سلسلوں میں سے بیعت ہو گیا ہے۔ اب صورت یہ ہے کہ شیخ کے انتقال کے بعد مرید سہروردیہ سلسلہ میں پھر بیعت ہو گیا۔ عرض یہ کرنا ہے کہ حضورؐ کی منظوری کے بعد جب کہ مرید نے شرط پوری کر دی ہو' اس کا ورثہ اسے قانوناً ملنا چاہئے۔ مگر سہروردیہ سلسلہ کا ایک فرد جو سلسلہ سہروردیہ میں مقام رکھتا ہے' اس بات پر آمادہ نہیں ہے۔"

حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے اپنے دائیں طرف ایستادہ بزرگوں کو دیکھا۔ سب نے تائید کی۔ پھر حضرت چوہدری صاحب کی طرف دیکھا۔ حضرت چوہدری صاحب دو قدم آگے آئے اور کہا۔ "یا رسولؐ اللہ! قانون یہ ہے کہ جب کوئی شخص کسی کا مرید ہو جاتا ہے تو وہ پیر کا حق بن جاتا ہے۔ مجھے قانوناً یہ حق حاصل ہے کہ میں جس طرح چاہوں اپنے مرید کی تربیت کروں اور اس قانون پر آپ کے دستخط ہیں۔"

حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے پھر دائیں صف کی طرف دیکھا (جس کا مطلب یہ نکلتا ہے کہ کوئی تائید کرتا ہے یا نہیں۔)

بڑے حضرت جی صف میں سے باہر آ گئے اور حضرت چوہدری صاحب کے ساتھ جا کھڑے ہوئے اور حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے حضرت چوہدری صاحب کے حق میں فیصلہ دے کر دربار برخاست فرما دیا۔

میرے حالات اب مزید دگرگوں ہو گئے۔ ہر وقت سینہ سے دھواں اٹھتا ہوا محسوس

Marfat.com

ہوتا ہے۔ ایک بڑی مصیبت یہ ہو گئی کہ ہر شب بلاناغہ بدخوابی ہو جاتی ۔ جس سے رہی سہی جان بھی جواب دے گئی۔ ساتھ ہی پیچش میں بھی مبتلا ہو گیا ۔ کھانا کھاتے ہی اجابت کی ضرورت ہو جاتی ۔ نیند کوسوں دور۔ ہروقت یاس اور ناامیدی کا غلبہ۔ لوگ ہنستے تو میری آنکھوں میں آنسو آجاتے۔ میں سوچا کرتا کیا دنیا میں ہنسی بھی کوئی شئے ہے۔ مجھے چپ لگ گئی۔ دل ہروقت اداس اور بے چین رہتا۔ دنیا کی ہرچیز میرے لئے ناخوشی اور عذاب کا پہلو رکھتی۔ رات کو اندھیرے میں اٹھ کر روتا ۔ مرجانے کی دعائیں مانگتا اور سوچتا کہ موت بھی مجھ سے کنارہ کر گئی ہے۔ معمولی سے شور سے دل دہل جاتا۔ کوئی زور سے بات کرتا تو دماغ پر ہتھوڑے کی ضرب پڑتی۔

اس نشرع ذدہ زندگی میں تین سال گزر گئے۔ ایک روز خواجہ صاحب نے حضور قلندر بابا اولیاءؒ سے درخواست کی کہ وہ اس سلسلے' میں ان کی مدد فرمائیں تاکہ وہ اس تکلیف سے نجات پا سکیں۔ حضور قلندر بابا اولیاءؒ نے فرمایا دیکھیں اللہ کو کیا منظور ہے۔ اس کے چند روز بعد ایک روز تہجد کی نماز کے بعد انہوں نے درود خضری پڑھنے کے دوران خود کو سرکار دو جہاں سرور کائنات حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دربار اقدس میں حاضر پایا اور مشاہدہ کیا کہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام تخت پر تشریف فرما ہیں۔ جناب خواجہ صاحب نے حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے تخت کے سامنے دو زانو بیٹھ کر درخواست کی۔

"یا رسول ؐ اللہ! اے اللہ کے حبیب" اے باعث کائنات' محبوبؐ پروردگار' رحمت للعالمین" جن وانس اور فرشتوں کے آقا' حاصل کون ومکاں' مقام محمود کے مکین" اللہ تعالیٰ کے ہم نشین" علم ذات کے امین" خیرا لبشر' میرے آقا! مجھے علم لدنی عطا فرما دیجئے۔ میرے ماں باپ آپؐ پر نثار—— آپؐ کو حضرت اویس قرنی کا واسطہ' حضرت بوذر غفاریؓ کا واسطہ' آپ کو آپ کے رفیق حضرت ابوبکرؓ کا واسطہ' آپ کو حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ کا واسطہ' آپ کو حضرت فاطمہؓ' علیؓ اور حسینؓ کا واسطہ اپنے اس غلام پر نظر کرم فرما دیجئے!

Marfat.com

میرے آقا! آپ کو قرآن کریم کا واسطہ' آپ کو اسم اعظم کا واسطہ' آپ کو تمام پیغمبروں کا واسطہ' آپ کے جد حضرت ابراہیم کا واسطہ اور ان کے ایثار کا واسطہ! میرے آقا! میں آپ کے در کا بھکاری ہوں۔ آپ کے سوا کون ہے جس کے سامنے دست سوال دراز کروں۔ میں اس وقت تک در سے نہیں جاؤں گا جب تک آپ میرا دامن مراد نہیں بھر دیں گے۔

آقا! میں غلام ہوں' غلام زادہ ہوں۔ میرے جدامجد حضرت ابو ایوب انصاریؓ پر آپ کی خصوصی رحمت و شفقت کا واسطہ مجھے نواز دیجئے!

دریائے رحمت جوش میں آگیا۔

فرمایا۔ "کوئی ہے؟"

دیکھا کہ حضور قلندر بابا اولیاءؒ دربار میں آکر مودب ایستادہ ہیں اس طرح جیسے نماز میں نیت باندھے کھڑے ہوں۔ نہایت ادب و احترام کے ساتھ عرض کیا۔ "یا رسولؐ اللہ! میں آپ کا غلام حاضر ہوں۔"

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا۔ "تم اس کو کس رشتہ سے وراثت دینا چاہتے ہو؟"

حضور قبلہ نے فرمایا۔ "اس کی والدہ میری بہن ہیں۔"

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تبسّم فرمایا اور ارشاد ہوا۔ "خواجہ ایوب انصاری کے بیٹے' ہم تجھے قبول فرماتے ہیں۔"

اس وقت میں نے یہ دیکھا کہ میں حضور قبلہ کے پہلو میں کھڑا ہوں۔

علم لدُنی یوں حضور خواجہ صاحب نے حضور قلندر بابا اولیاء کے ہاتھ پر بیعت کی اور ان کی روحانی تعلیم و تربیت کا باقاعدہ آغاز ہوا۔ انہوں نے تمیں سال کا عرصہ روحانی علم کی تلاش و جستجو میں گزارا۔ حضور قلندر بابا اولیاءؒ جناب خواجہ صاحب کی روحانی

Marfat.com

تربیت کے لئے 14 سال ان کے ہاں قیام پذیر رہے دن رات کے اس ساتھ میں انہوں نے خواجہ صاحب کی تربیت کا فریضہ بطریق احسن پورا فرمایا۔ تربیت کے مراحل پورے ہونے پر حضور قلندر بابا اولیاءؒ نے علم لدنی اور اپنا ذہن اپنے اس قابل روحانی فرزند مرشد کریم حضرت خواجہ شمس الدین عظیمی کو منتقل فرمایا۔

ہر زمانے میں طالب حق کسی عارف بزرگ سے بیعت ہونے کے بعد جب سلوک کی منزلیں طے کرتا ہے تو وہ بزرگ کسی نہ کسی راستے سے قدم بہ قدم چلا کر منزل مقصود یعنی عرفان خداوندی تک پہنچا دیتا ہے۔ یہ اصول قوانین اور روحانی راستے سلسلے کا تعین کرتے ہیں۔ گروہ اولیاء اللہ میں سے منتخب اور اکابر لوگوں نے ہر زمانے میں طالبانِ حق کی عمومی حالت کو پیش نظر رکھ کر ایسے اذکار و اسباق مرتب کئے ہیں جن پر عمل پیرا ہو کر عرفان خداوندی حاصل کر سکیں۔ ہر زمانے میں نوع انسانی کی شعوری اور جسمانی صلاحیتوں میں فرق بھی واقع ہوتا رہا ہے۔ ایک زمانہ میں لوگوں کے پاس جسمانی قوت کی فراوانی تھی لیکن ان کے شعور کی قوتیں اتنی مضبوط نہیں تھیں جتنی کہ آج دیکھنے میں آ رہی ہیں۔ فی زمانہ ماحول کے اثرات سے لوگوں کے اعصاب کمزور ہو گئے ہیں۔ ان کی مصروفیات میں حد درجہ اضافہ ہو گیا ہے۔ چنانچہ آج لوگوں کے لئے یہ ممکن نہیں رہا کہ وہ پرانے طریقہ ہائے ریاضت پر عمل کر سکیں۔

آج کے سائنسی دور میں کوئی بات اس وقت قابل قبول ہوتی ہے جب اسے فطرت کے مطابق اور سائنسی توجیہات کے ساتھ پیش کیا جائے۔ سلسلہ عالیہ عظیمیہ کا مشن بھی یہی ہے کہ لوگوں کے اوپر تفکر کے دروازے کھول دیئے جائیں۔ چنانچہ حالات حاضرہ کے پیش نظر سلسلہ عالیہ عظیمیہ کے اسباق واذکار بہت ہی مختصر مرتب کئے گئے ہیں جن کے ذریعے رہروان سلوک کو عرفان خداوندی نصیب ہوتا ہے۔

ایک روز خواجہ صاحب نے سلسلہ عالیہ عظیمیہ کی بنیاد رکھنے کے لئے حضور قلندر

Marfat.com

بابا اولیاء کی خدمت میں درخواست پیش کی۔ حضور بابا صاحبؒ نے خواجہ صاحب کی یہ درخواست بارگاہ سرور کائنات فخر موجودات سیدنا حضور علیہ الصلوۃ والسلام میں پیش کی۔ حضور نبی کریمؐ نے درخواست قبول فرمانے کے بعد سلسلہ عالیہ عظیمیہ قائم کرنے کی اجازت عطا فرما دی۔

خانوادہ سلسلہ

چونکہ امام سلسلہ حضور قلندر بابا اولیاءؒ نے اپنا ذہن منتقل کیا اور روحانی قوانین کے مطابق جس کو امام سلسلہ اپنا ذہن منتقل کر دے وہ خانوادہ کہلاتا ہے حضور خواجہ صاحب کو مشن اور سلسلہ چلانے کے لئے خانوادہ مقرر فرمایا گیا ہے۔

روحانی ورثہ

حضور قلندر بابا اولیاء سے روحانی ورثہ مرشد کریم حضرت خواجہ شمس الدین عظیمی کو منتقل ہونے کے بعد انہوں نے اپنی ساری زندگی روحانی علوم کی ترویج و اشاعت اور انسانیت کی خدمت کے لئے وقف کر دی ہے۔

شادی اور صلبی اولاد

مرشد کریم حضرت خواجہ شمس الدین عظیمی کی شادی محترمہ راشد عفت صاحبہ سے 25 اکتوبر 1956ء کو ہوئی۔ امی جان سید خاندان سے تعلق رکھتی ہیں۔ مرشد کریم کی اولاد کے اسمائے گرامی حسب ذیل ہیں۔

(1) جناب وقار یوسف عظیمی صاحب

(2) جناب فرخ اعظم عظیمی صاحب

Marfat.com

(3) جناب سلام عارف عظیمی صاحب

(4) جناب نور نجم عظیمی صاحب

(5) جناب شاہ عالم عظیمی صاحب

(6) محترمہ ناصرہ عثمانی صاحبہ

(7) محترمہ کنول گل ناز صاحبہ

(8) محترمہ ہما فاران صاحبہ

(9) محترمہ حنا الماس صاحبہ

مراقبہ ہالز

آپ نے روحانی علوم کی ترویج اور انسانیت کی خدمت کے لئے پاکستان اور پاکستان سے باہر مراقبہ ہالز (خانقاہی نظام) کا ایک عظیم سلسلہ شروع کیا۔ آپ کے قائم کردہ مراقبہ ہالز کی تعداد اس وقت 48 سے زیادہ ہے اور یہ مراقبہ ہال (Mediatation Halls) کے نام سے مشہور ہیں۔ یہ سینٹر پاکستان کے ہر بڑے شہر میں موجود ہیں جب کہ برطانیہ' بھارت' امریکہ' دبئ' شارجہ' ناروے' ہالینڈ اور یورپ میں بھی ہیں۔ یہ سب مراقبہ ہال مرشد کریم کی زیر نگرانی کام کر رہے ہیں اور یہاں علاج معالجہ کے لئے مفت ڈسپنسریاں بھی سقائم ہیں۔ جو انسانیت کی بے لوث خدمت کر رہی ہیں۔ پنجاب میں خانقاہی نظام کی طرز پر مراقبہ ہال لاہور جو جامعہ عظیمیہ کے نام سے مشہور ہے۔ ایک ایکڑ زمین پر پھیلا ہوا ہے۔ جس میں فری ڈسپنسری' فری لائبریری' مراقبہ ہال اور ایک بہت بڑی جامع مسجد ہے۔ یہ جامعہ 1987ء کو لاہور کے مضافات میں کاہنہ نو کے قریب تعمیر کیا گیا ہے۔ اسی طرح مرکزی مراقبہ ہال بھی تقریباً 3000 مربع گز پر واقع ہے اور یہ 1988ء میں تعمیر کیا گیا ہے۔

Marfat.com

اس میں فری ڈسپنسری' فری لائبریری اور مراقبہ ہال شامل ہے۔ اس کے علاوہ مرکزی مراقبہ ہال کے ساتھ ایک بہت بڑی جامع مسجد بھی تیار کی گئی ہے جو بہت خوبصورت ہے۔ مراقبہ ہال حیدر آباد تقریباً ساڑھے تین ایکڑ رقبہ پر مشتمل ہے یہ مراقبہ ہال رقبہ کے لحاظ سے تمام مراقبہ ہالز میں سب سے بڑا مراقبہ ہال ہے۔ اس کے علاوہ چند اور مراقبہ ہالوں کی اپنی زمین ہے اور انہوں نے مراقبہ ہال' فری ڈسپنسری اور فری لائبریری قائم کی ہوئی ہے۔ پشاور' فیصل آباد' چنیوٹ' اٹک' حجرہ شاہ مقیم راولپنڈی' جہلم' ملتان' گوجرانوالہ' سیالکوٹ' کوئٹہ اور آزاد کشمیر کے علاوہ سارے بڑے بڑے شہروں میں مراقبہ ہال بنائے گئے ہیں اور وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ ان مراقبہ ہالوں کی اپنی زمین ہوجائے گی۔ ان مراقبہ ہالز میں قرآن و سنت کے مطابق وظائف پڑھنے کو بتائے جاتے ہیں اور دوستوں کو ارتکاز توجہ کا سبق پڑھایا جاتا ہے اور زندگی میں یقین کو مشاہدہ بنانے کے لئے غار حرا والی سنت یعنی مراقبہ کی تلقین کی جاتی ہے۔ مرشد کریم حضرت خواجہ شمس الدین عظیمی نے سائنسی توجیہہ کے ساتھ ساتھ لوگوں کو روحانیت کا سبق دیا۔ آج ایک بہت بڑا حلقہ جس میں ڈاکٹرز' سائنس دان' انجینرز' قانون دان' استاد' طالب علم' کاشتکار' مزدور اور دوسرے عام لوگ مرشد کریم کو بہت زیادہ پسند کرتے ہیں اور آپ کی کتابیں اور اخباروں میں شائع کالم بڑے شوق سے پڑھتے ہیں۔

روحانی علاج اور اخبارات

مرشد کریم عرصہ 20 سال سے مختلف اخبارات میں روحانی ڈاک کے نام سے کالم لکھ رہے ہیں اور یہ کالم آج تک پاکستان کے بڑے بڑے اخباروں میں شائع ہو رہا ہے۔ آپ مندرجہ ذیل اخبارات میں روحانی کالم لکھتے رہے ہیں:

① جسارت کراچی۔ ② مشرق لاہور۔ ③ حریت کراچی۔ ④ روزنامہ اعلان ⑤

Marfat.com

روزنامہ جنگ' کراچی میں آپ کا کالم شائع ہوتا رہا ہے اور مستقل بنیادوں پر روزنامہ جنگ کراچی میں لکھ رہے ہیں۔ انٹرنیشنل جنگ لندن میں بھی آپ کا کالم شائع ہوتا رہا ہے۔

روحانی ڈائجسٹ' کراچی

حضور قلندر بابا اولیاء کی سرپرستی میں روحانی ڈائجسٹ یکم دسمبر 1978ء سے شروع ہوا اور اب تک باقاعدگی سے شائع ہو رہا ہے۔ یہ ڈائجسٹ سلسلہ عظیمیہ کا ایک بہت بڑا ترجمان ہے اور اس رسالہ نے سلسلہ کے پیغام کو بڑے احسن طریقہ سے عام قاری تک پہنچایا ہے۔ مرشد کریم حضرت خواجہ شمس الدین عظیمی نے اس رسالے میں قارئین کے مسائل کے حل روحانی ڈاک کے نام سے تحریر کرتے ہیں جسے قارئین بڑے شوق سے پڑھتے ہیں۔

مرشد کریم کی تصنیفات

مرشد کریم حضرت خواجہ شمش الدین عظیمی نے مندرجہ ذیل کتابیں لکھی ہیں جو خواص و عام میں بہت زیادہ مقبول ہیں۔

(1) روحانی علاج (2) روحانی نماز (3) رنگ و روشنی سے علاج (4) جنت کی سیر (5) ٹیلی پیتھی سیکھئے۔ (6) تجلیات (7) تذکرہ قلندر بابا اولیاء (8) کشکول (9) آواز دوست (10) پیرا سائیکالوجی (11) قلندر شعور (12) روحانی ڈاک 4 جلد (13) نظریہ رنگ و نور (14) اسم اعظم (15) قوس و قزح (16) محبوب بغل میں (17) محمد رسول اللہ حصہ اول دوئم اور سوئم (18) بڑے بچوں کے لئے (19) شرح لوح و قلم (20) توجیہات (21) خواتین کے مسائل (22) حضرات کے مسائل (23) ذات کا عرفان (24) کلر تھراپی (25) مراقبہ (26) خواب اور تعبیر (27) صدائے جرس (28) ہمارے بچے (29) معمولات کتب

Marfat.com

(30) اللہ کے محبوب (31) ایک سو ایک اولیاء اللہ خواتین (32) احسان و تصوف

حضرت سیدہ سعیدہ خاتون عظیمی صاحبہ نے مندرجہ ذیل کتب تحریر فرمائی۔

(1) روحانی ڈائری (2) جوگن (3) خوشبو (4) روحیں بولتی ہیں۔

جناب مونس خان عظیمی صاحب:

(1) اللہ رکھی (2) مستانی (3) پیر حاضر شاہ

جناب سہیل احمد عظیمی صاحب:

(1) تذکرہ حضرت تاج الدین بابا ناگپوری

جناب میاں مشتاق احمد عظیمی صاحب:

(1) یاران طریقت (2) خانقاہی نظام (3) اللہ کے دوست (4) یہ تیرے بندے (5) آداب مریدین (6) بیماریوں کے پانچ جدید علاج (7) راہ سلوک (8) میں اور میرا مرشد (9) حضرت موسیٰ اور جادوگر (10) قدرت اور سائنس (11) اللہ کی تجلی

مرشد کریم حضرت خواجہ شمس الدین عظیمی کی کتاب قلندر شعور سے ایک مضمون پیش خدمت ہے جو استغنا کے نام سے ہے۔

استغنا

غور و فکر کیا جائے تو سوچنے اور سمجھنے کے کئی رخ متعین ہوتے ہیں۔ تفصیل میں جانے کی بجائے ہم تذکرہ کرتے ہیں۔ وہ لوگ جو علمی اعتبار سے مستحکم ذہن یعنی ایسا ذہن رکھتے جس میں شک و شبہ کی گنجائش نہیں ہے' وہ کہتے ہیں کہ ہمارا یقین ہے کہ ہر چیز اس کی دنیا میں کوئی بھی حیثیت ہو' چھوٹی ہو یا بڑی' راحت ہو یا تکلیف سب اللہ کی طرف سے ہے۔ ان لوگوں کے مشاہدے میں یہ بات آ جاتی ہے کہ کائنات میں جو کچھ موجود ہے' جو ہو رہا ہے جو ہو چکا ہے یا آئندہ ہونے والا ہے اس کا براہ راست تعلق اللہ کی ذات سے ہے۔ یعنی جس طرح اللہ کے ذہن میں کسی چیز کا وجود ہے اسی طرح اس

Marfat.com

مظاہرہ ہوتا ہے۔ فلسفیانہ طرز فکر کو نظرانداز کرتے ہوئے ہم اس بات کو چند مثالوں میں پیش کرتے ہیں۔

زندگی کا ہر عمل اپنی ایک حیثیت رکھتا ہے۔ اس حیثیت میں معانی پہنانا دراصل طرز فکر میں تبدیلی ہے۔ ہمارا یقین ہے کہ ہر چیز جس کا وجود اس دنیا میں ہے یا آئندہ ہو گا' وہ کہیں پہلے سے موجود ہے یعنی دنیا میں کوئی چیز اس وقت تک موجود نہیں ہو سکتی۔ جب تک وہ پہلے سے موجود نہ ہو' کوئی آدمی اس لئے پیدا ہوتا ہے کہ وہ پیدا ہونے سے پہلے کہیں موجود ہوتا ہے۔ آدمی زندگی کے نشیب و فراز' دن اور ماہ وسال کے وقفے پہلے سے ایک فلم کی صورت میں ریکارڈ ہیں۔ اس فلم کو ہم کائناتی فلم یا "لوح محفوظ" کہتے ہیں۔

کائناتی فلم

ایک آدمی جب عاقل' بالغ اور باشعور ہوتا ہے تو اُسے زندگی گزارنے کے لئے وسائل کی ضرورت پیش آتی ہے اور وسائل کو حاصل کرنے کے لئے روپیہ پیسہ ایک میڈیم کی حیثیت رکھتا ہے۔ بات کچھ اس طرح ہے کہ ایک آدمی کے لئے پیدا کرنے والی ہستی نے ایک لاکھ روپے متعین کر دیئے اسی طرح جیسے ایک لاکھ روپے کسی بنک میں جمع کر دیئے جاتے ہیں۔ وسائل کو استعمال کرنے کے لئے آدمی کوشش اور جدوجہد کرتا ہے۔ کوشش اور جدوجہد جیسے جیسے کامیابی کے مراحل طے کرتی ہے اس کو روپیہ ملتا رہتا ہے اور ضرورت پوری ہوتی رہتی ہے۔ لیکن یہ بات اپنی جگہ اٹل ہے کہ اگر کائناتی فلم (لوح محفوظ) میں وسائل کا ریکارڈ اور زرمبادلہ متعین نہ ہو تو ڈسپلے (DISPLAY) ہونے والی فلم نامکمل رہتی۔ ایک آدمی کے نام سے بنک میں کروڑوں روپے کا زرمبادلہ موجود ہے لیکن وہ اسے نہیں استعمال کرتا ہے اور نہ ہی اس طرف متوجہ ہوتا ہے تو یہ

Marfat.com

زر مبادلہ اس کے کام نہیں آتا۔

ایک طرز فکر یہ ہے کہ ایک آدمی باوجود اس کے کہ ضمیر ملامت کرتا ہے اپنی روزی حرام طریقے سے حاصل کرتا ہے۔ رزق حلال سے بھی وہ روٹی کھاتا ہے اور رزق حرام سے بھی وہ شکم بسری کرتا ہے۔ لیکن یہ بات مسلمہ ہے کہ اس دنیا میں اسے جو کچھ مل رہا ہے وہ پہلے سے قلم کی صورت میں موجود ہے۔

ایک آدمی محنت مزدوری کر کے ضمیر کی روشنی میں روپیہ حاصل کرتا ہے۔ دوسرا آدمی ضمیر کی ملامت کی پروا نہ کرتے ہوئے روپیہ حاصل کرتا ہے۔ دونوں صورتوں میں اسے وہ ہی روپیہ مل رہا ہے جو لوح محفوظ پر اس کے لئے جمع کر دیا گیا ہے۔ یہ بڑی عجیب بات ہے اور انتہائی درجہ نادانی ہے کہ ایک آدمی اپنی ہی حلال چیز کو حرام کر لیتا ہے۔

ظرف اور مقدر

ایک مرتبہ حضرت علیؓ اپنے گھوڑے پر سوار کہیں تشریف لے جا رہے تھے کہ نماز کا وقت ہو گیا۔ آپ گھوڑے سے اترے۔ قریب سے ایک بدو گزرا۔ اسے آواز دے کر بلایا اور کہا۔ "تھوڑی دیر کے لئے گھوڑے کی لگام پکڑو۔ میں اتنے میں نماز ادا کر لوں۔"

بدو نے حامی بھرلی۔ اور حضرت علیؓ نے نماز کی نیت باندھ لی۔ حضرت علیؓ نماز قائم کر کے دنیا و مافیہا سے بے خبر ہو جاتے تھے۔ بدو نے سوچا موقع اچھا ہے۔ گھوڑا ہضم کرنا تو مشکل تھا۔ لگام لے کر چلتا بنا۔ آپ جب نماز سے فارغ ہوئے تو دیکھا کہ گھوڑا موجود ہے لیکن لگام اور بدو دونوں غائب ہیں۔ اتنے میں آپ کے خادم قنبر کا ادھر سے گزر ہوا۔ آپ نے انہیں دو درہم دے کر کہا۔ "بازار سے ایک لگام خرید لاؤ۔"

قنبر بازار پہنچے تو دیکھا کہ ایک بدو لگام لئے کسی خریدار کا منتظر ہے۔ قنبر نے لگام کو پہچان لیا اور بدو کو پکڑ کر حضرت علیؓ کی خدمت میں لے آئے۔ آپ نے پوچھا۔ "

Marfat.com

اسے کیوں پکڑ لائے ہو؟"

قنبر نے جواب دیا۔ "حضور! یہ آپ کے گھوڑے کی لگام ہے۔"

حضرت علیؓ نے پوچھا۔ "یہ اس کی کیا قیمت مانگ رہا ہے؟"

قنبر نے جواب دیا۔ دو درہم۔

آپ نے ارشاد فرمایا۔ "اسے دو درہم دے دو۔" اور فرمایا۔ "میں نے یہ سوچ کر اسے لگام پکڑائی تھی کہ نماز سے فارغ ہو کر اسے خدمت کے عوض دو درہم دوں گا۔ یہ اس کا ظرف ہے کہ اس نے اپنا مقدر دوسری طرح لینا پسند کیا۔"

سات چور

شیخ کو بیٹھے بیٹھے خیال آیا کہ یہ عجیب بات ہے کہ اللہ ہر وقت اپنا احسان جتاتا رہتا ہے۔ کبھی کہتا ہے میں کھلاتا ہوں، میں پلاتا ہوں اور کبھی کہتا ہے میں ہی رزق فراہم کرتا ہوں۔ اگر ہم کھانا نہ کھائیں تو کوئی طاقت ہمیں کھانے پر مجبور نہیں کر سکتی۔ یہ سوچ کر کھانا کھانا چھوڑ دیا۔ جب بیوی بچوں نے زیادہ پریشان کیا تو گھر چھوڑ کر ایک پرانے قبرستان میں وہ جا بیٹھے شام ہوئی تو ایک صاحب اپنی منت پوری کرنے کے لئے قبرستان میں موجود ایک مزار پر حاضر ہوئے۔ فاتحہ کے بعد انہوں نے شیخ کو بھی تبرک دیا۔ شیخ کے انکار اور اس شخص کے اصرار نے عجیب صورت حال پیدا کر دی۔ وہ شخص یہ سمجھ کر کہ شیخ کوئی دیوانے ہیں ایک پڑیا میں کچھ لڈو لپیٹے اور ایک جھاڑی کے نیچے رکھ دیے کہ جب اس شخص کے حواس درست ہوں گے تو کھا لے گا۔ آدھی سے زیادہ رات گزر گئی تو قبرستان میں چور داخل ہوئے اور انہوں نے چوری شدہ مال کی تقسیم شروع کی تو شیخ اٹھ بیٹھے۔ چوروں کے کان کھڑے ہوئے اور آپس میں یہ طے پایا کہ یہ شخص کوئی مخبر ہے انہوں نے جلدی جلدی اپنا مال سمیٹ کر پوٹلی میں باندھ لیا اور شیخ پر سوالات کی بوچھار کر

Marfat.com

دی۔ شیخ کوئی معقول جواب نہیں دے سکے۔ اس تکرار میں چوروں میں سے ایک چور کی نظر جھاڑی کے نیچے رکھی ہوئی پڑیا پر پڑی۔ پڑیا کو کھول کر دیکھا تو اس میں سات لڈو تھے۔ اور چور بھی اتفاق سے سات تھے۔ چوروں کا سردار بولا کہ یہ شخص بھی کوئی چور ہے اور بہت چالاک چور ہے۔ اس نے لڈوؤں میں زہر ملا دیا ہے' تاکہ ہم سب کھا کر مرجائیں اور یہ ہمارے مال پر قبضہ کرلے۔ سردار نے کہا یہ سارے لڈو اسے کھلا دیئے جائیں تاکہ اس کی سازش خود اس کو ہلاک کردے۔ دو آدمیوں نے دونوں پیر پکڑے' دو آدمیوں نے دونوں ہاتھ پکڑے۔ ایک آدمی نے سر پکڑا ایک آدمی سینے پر بیٹھ گیا اور ایک آدمی نے ان کا منہ کھول کر اس میں لڈو ڈال دیا جب شیخ نے اس حال میں بھی لڈو کھانا نہیں چاہا تو اس شخص نے زور زور سے تھپڑ رسید کیے اور انگلی کے ذریعے لڈو شیخ کے حلق میں اتار دیا۔ اس جبرو تشدد کے دوران ساتوں لڈو شیخ کے پیٹ میں پہنچ گئے۔ یہ کارنامہ انجام دینے کے بعد ساتوں چور سر پر پیر رکھ کر بھاگ گئے۔

شیخ اٹھے اور بہت حسرت و یاس کے ساتھ انہوں نے جب آسمان کی طرف نظر اٹھائی تو آواز آئی "اے مغرور بندے! گھر چلا جا' ورنہ روزانہ ہم اسی طرح کھلائیں گے۔"

آسمان سے نوٹ گرا

یہ بات ہم سب جانتے ہیں کہ کسی چیز کے اوپر یقین کا کامل ہو جانا اس وقت ممکن ہے جب وہ چیز یا عمل جس کے بارے میں ہم نہیں جانتے کہ یہ کس طرح واقع ہوگی' بغیر کسی ارادے اختیار اور وسائل کے پوری ہوتی رہے۔

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ میں کمرے میں بیٹھا ہوا قلندر بابا اولیاء کی تصنیف "لوح و قلم" کے صفحات کو دوبارہ لکھ رہا تھا۔ عصر اور مغرب کے درمیان کا وقت تھا۔ لاہور سے

Marfat.com

کچھ مہمان آ گئے۔ عام حالات میں چونکہ تھوڑی دیر کے بعد کھانے کا وقت تھا' اس لئے ذہن میں یہ بات آئی کہ ان مہمانوں کو کھانا کھلانا چاہئے۔ یہ اس دور کا واقعہ ہے جب میں "حیرت" کے مقام میں تھا اور نہ صرف یہ کہ کھانے کا کوئی انتظام نہیں تھا' لباس بھی مختصر ہو کر ایک لنگی اور ایک بنیان رہ گیا تھا۔ یہ ایک الگ داستان ہے کہ اس لباس میں گرمی' سردی اور برسات کس طرح گزری۔ جب اللہ چاہتا ہے تو ہمت اور توفیق عطا کر دیتا ہے اور بڑی سے بڑی مشکلات اور پریشانیاں پلک جھپکتے گزر جاتی ہیں۔ میں نے سوچا کہ پڑوس میں سے پانچ روپے ادھار مانگ لئے جائیں۔ اور ان روپوں سے خورد و نوش کا انتظام کیا جائے۔ پھر خیال آیا کہ پڑوسی نے اگر پانچ روپے دینے سے انکار کر دیا تو بڑی شرمندگی ہو گی پھر خیال آیا کہ جھونپڑی والے ہوٹل سے کھانا ادھار لے لیا جائے۔ طبیعت نے اس کو بھی پسند نہیں کیا۔ یہ سوچ کر خاموش رہا کہ اللہ چاہے گا تو کھانے کا انتظام ہو جائے گا۔ میں کمرے سے باہر آیا۔ جیسے ہی دروازے سے قدم باہر نکالا' چھت سے پانچ روپے کا ایک نوٹ گرا۔ نوٹ نیا اور صاف شفاف تھا کہ زمین پر گرنے کی آواز آئی۔ فرش پر جب نیا نوٹ پڑا ہوا دیکھا تو میرے اوپر دہشت طاری ہو گئی۔ لیکن یکایک ذہن میں ایک آواز گونجی یہ اللہ کی طرف سے ہے۔ میں نے وہ نوٹ اٹھا لیا اور کھانے پینے کا بافراغت انتظام ہو گیا۔

ساٹھ روپے

عید کا چاند دیکھنے کے بعد بچوں کی عیدی کے سلسلے میں فکر لاحق ہوئی اور میں اپنے ایک دوست کے پاس کچھ روپے ادھار لینے چلا گیا۔ دوست نے مجھ سے کہا کہ روپے تو میرے پاس موجود ہیں لیکن کسی کی امانت ہیں۔ طبیعت نے اس بات کو گوارا نہ کیا کہ دوست کو امانت میں خیانت کرنے کا مجرم قرار دیا جائے۔ وہاں سے چلتا ہوا بازار میں آ

Marfat.com

گیا۔ وہاں مجھے ایک دوست ملے' بہت اچھی طرح پیش آئے اور انہوں نے پیش کش کی کہ آپ کو عید کے سلسلے میں کچھ روپے پیسے کی ضرورت ہو تو بلا تکلف لے لیں۔ لیکن میں نے ان کی اس پیش کش کو نامنظور کر دیا۔ انہوں نے کہا۔ "صاحب! میں نے آپ سے کسی زمانے میں کچھ روپے ادھار لئے تھے' وہ میں ادا کرنا چاہتا ہوں۔" اور انہوں نے میری جیب میں ساٹھ روپے ڈال دیئے۔ میں گھر چلا آیا اور ان ساٹھ روپوں سے عید کی تمام ضروریات پوری ہو گئیں۔

اس واقعے کے اندر بہت زیادہ غور طلب بات یہ ہے کہ دوست سے میں تیس روپے ادھار لینے گیا تھا اور اللہ نے مجھے اتنے پیسے دلوا دیئے جو میری ضرورت کے لئے کافی تھے۔ ظاہر ہے کہ اگر تیس روپے بطور قرض مل جاتے تو ضرورت پوری نہ ہوتی۔ میں نے صرف یہ دو واقعات گوش گزار کئے ہیں۔ اس قسم کے بے شمار واقعات میری زندگی میں پیش آتے رہے۔

گاؤں میں مرغ پلاؤ

استغناء کے ضمن میں غوث علی شاہ قلندرؒ پانی پتی اپنی تصنیف "تذکرہ غوثیہ" میں ایک دلچسپ واقعہ لکھتے ہیں کہ ـــــ

میں ایک دیہات کی مسجد میں امام تھا۔ مسجد میں ایک فقیر آکر رک گیا۔ مغرب کے بعد میں نے اسے کھانے کے لئے بلایا تو اس فقیر نے پوچھا کھانے میں کیا ہے؟ اتفاق سے اس روز دال روٹی تھی۔ فقیر نے یہ بات سن کر دال روٹی ہے کوئی خاص توجہ نہیں دی۔ اور خاموش ہو گیا۔ میں نے دوبارہ کھانے کے لئے اصرار کیا تو بولا کہ میرا اللہ سے یہ معاہدہ ہے کہ اگر وہ مجھے مرغ پلاؤ دیتا ہے تو کھاتا ہوں ورنہ نہیں کھاتا۔ میں نے یہ سمجھ کر کہ یہ نفسیاتی مریض ہے اس کے لئے کھانا بچا کر رکھ دیا۔ برسات کا موسم تھا۔ آسمان

Marfat.com

پر گھٹا چھائی ہوئی تھی۔ میں اپنے حجرے میں چلا گیا۔ اور دروازہ بند کر کے سونے کے لئے لیٹ گیا۔ تھوڑی ہی دیر گزری تھی کہ موسلا دھار بارش ہونے لگی۔ اور اس موسلا دھار بارش میں کسی نے دروازے پر دستک دی۔ اٹھ کر میں نے دروازہ کھولا تو ایک صاحب سر پر بوری اوڑھے دروازے کے باہر کھڑے تھے اور ان صاحب نے ایک تھال مجھے پکڑا دیا۔ اور کہا "ملا جی! ہم نے منت مانی تھی۔ یہ مرغ پلاؤ ہے۔ برتن صبح آ جائیں گے۔ میں یہ مرغ پلاؤ لے کر فقیر کے پاس گیا اور تھال اسے پکڑا دیا۔ اس نے خوب سیر ہو کر کھایا۔

مچھلی مل جائے گی؟

ایک رات کا ذکر ہے تقریباً ساڑھے گیارہ بجے رات کا وقت تھا۔ قلندر بابا اولیاءؒ نے ارشاد فرمایا مچھلی مل جائے گی؟ میں نے عرض کیا حضور! ساڑھے گیارہ بجے ہیں۔ میں کوشش کرتا ہوں۔ کسی ہوٹل میں ضرور مل جائے گی۔ قلندر بابا اولیاءؒ نے فرمایا۔ "ہوٹل کی پکی ہوئی مچھلی میں نہیں کھاتا" میں شش و پنج میں پڑ گیا کہ اس وقت مچھلی کہاں سے ملے گی۔ اس زمانے میں ناظم آباد کی آبادی بہت ہی کم تھی۔ بہرحال میں نے اپنے دل میں یہ سوچ لیا کہ مچھلی ضرور تلاش کرنی چاہئے۔ یہ سوچ کر میں نے ٹوکری اٹھائی تو قلندر بابا اولیاءؒ نے فرمایا کہ اب رہنے دو صبح دیکھا جائے گا۔ ایک گھنٹہ بھی نہ گزرا تھا کہ کسی نے دروازے پر دستک دی۔ باہر جا کر دیکھا تو ایک صاحب ہاتھ میں ایک مچھلی لئے کھڑے ہیں۔ انہوں نے کہا۔ "میں ٹھٹھہ سے آ رہا ہوں اور یہ مچھلی قلندر باباؒ کی نذر ہے۔ یہ کہتے ہی وہ صاحب رخصت ہو گئے۔

Marfat.com

قرآن پاک میں ارشاد ہے:

"اللہ کو کوئی آنکھ نہیں دیکھ سکتی مگر اللہ اس آنکھ کا ادراک بن جاتا ہے۔"

حضور نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے:

"مومن اللہ کے نور سے دیکھتا ہے"

سال بھر کی برکت والی راتوں اور عبادت کے دنوں کی نفلی عبادت کو مفصل انداز میں پیش کیا گیا ہے

اللہ کی تجلی

عبادت ہی عبادت

درود و سلام کے فضائل کے علاوہ قرآنی آیات کی دعاؤں کی فضیلت کو

حضرت خواجہ شمس الدین عظیمی کے روحانی فرزند

میاں مشتاق احمد عظیمی نے تحریر کیا۔

آج ہی اپنے بک سٹال سے یا براہ راست ہم سے طلب فرمائیں۔

مکتبہ عظیمیہ ... فون 7243541

... 158 ...

Marfat.com

ہماری زندگی میں، ہمارے معاشرے میں
اور ہمارے ماحول میں اعتدال اور توازن نہیں ہے
اس لئے ہم ناخوش رہتے ہیں اور جلدی جلدی بیمار ہو جاتے ہیں

حضرت خواجہ شمس الدین عظیمی کے روحانی فرزند
میاں مشتاق احمد عظیمی نے ریفلکسولوجی
رنگ و روشنی سے علاج، روحانی علاج، یونانی علاج،
ہومیوپیتھی اور اسم اعظم سے 175 بیماریوں
کا علاج بتایا ہے۔

بیماریوں کے پانچ جدید علاج

مؤلف: میاں مشتاق احمد عظیمی

آج ہی اپنے بک سٹال سے یا براہ راست ہم سے طلب فرمائیں۔

مکتبہ عظیمیہ
برائے رابطہ: 158

Marfat.com

145 سال قبل شائع ہونے والی کتاب آج بھی روحانی علوم میں دلچسپی رکھنے والے خواتین وحضرات کے لئے مشعل معرفت کی حیثیت رکھتی ہے۔

حضرت غوث علی شاہ قلندر پانی پتی ؒ کے ارشادات اور ملفوظات کو حضرت گل حسن شاہ قادری نے جمع کیا اور اس کو کتابی شکل میں شائع کیا۔

تذکرہ غوثیہ

روحانی توجیہہ / فارسی ترجمہ

حضرت خواجہ شمس الدین عظیمی کی تحریروں کی مدد سے ان کے روحانی فرزند میاں مشتاق احمد عظیمی نے واقعات کی روحانی توجیہہ بیان کی ہے اور فارسی اشعار کا ترجمہ بھی پیش کیا ہے۔ کتاب کی اصل کو بھی اسی طرح برقرار رکھا گیا ہے۔

مکتبہ عظیمیہ اردو بازار لاہور فون 7243541

برائے رابطہ: 158- مین بازار مزنگ لاہور پاکستان

Marfat.com

راہِ سلوک میں سلوک کے مسافر کو کن کن حالات اور واقعات کو
مدنظر رکھ کر اپنی منزل پر جانا ہوتا ہے۔

اللہ کے دوست

حضرت خواجہ شمس الدین عظیمیؒ
کے رُوحانی فرزند میاں مشتاق احمد عظیمیؒ
نے ان تمام باتوں کو اجاگر کیا ہے۔

راہِ سلوک

ایک کتاب جو راہ سلوک کے مسافروں کے لئے مشعل راہ ہے۔

مکتبہ عظیمیہ اردو بازار لاہور فون 7243541
برائے رابطہ: 158۔ مین بازار مزنگ لاہور۔ پاکستان

Marfat.com

ایک مرید کو اپنے مراد سے کس طرح روحانی فیض حاصل ہوتا ہے
اور اس فیض کو حاصل کرنے کے کیا آداب ہوتے ہیں؟

اللہ کے دوست
حضرت خواجہ شمس الدین عظیمی
کے روحانی فرزند میاں مشتاق احمد عظیمی
نے ان آداب کو اجاگر کیا ہے۔

آدابِ مریدین

ایک کتاب جو مریدین اور روحانی علوم
سیکھنے والوں کی راہنمائی کرتی ہے۔

آج ہی اپنے بک سٹال سے یا براہ راست ہم سے طلب فرمائیں۔

مکتبہ عظیمیہ ... 7243541
... 158 ...

Marfat.com

سرمکد غمِ عشق بوالهوس را نه دهند
سوزِ دلِ پروانه مگس را نه دهند
عمر باید کہ یار آید بے کنار
ایں دولت سرمکد همه کس را نه دهند

میں اور میرا مرشد

حضرت خواجہ شمس الدین عظیمیؒ
کی رفاقت اور اُن کے ساتھ گذرے ۲۵ سالوں
کی تفصیل اور اُن کے فرمان، حالات اور واقعات
کو آسان فہم زبان میں
اُن کے رُوحانی فرزند
میاں مشتاق احمد عظیمیؒ
نے قلمبند کیا ہے۔

مکتبہ عظیمیہ اُردو بازار لاہور فون 7243541
برائے رابطہ: 158۔ مین بازار مزنگ لاہور پاکستان

Marfat.com

Marfat.com

مکتبہ عظیمیہ اُردو بازار لاہور کی مطبوعات

حضور قلندر بابا اولیاءؒ

میاں مشتاق احمد عظیمی

خواجہ شمس الدین عظیمی

مونس خان عظیمی

ہمارے رابطے: مکتبہ عظیمیہ ۱۵۸۔ مین بازار مزنگ لاہور فون ۷۲۴۳۵۴۱

Marfat.com